﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ ﴿---اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿...عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾(بنی اسرائیل:80)

الفضل

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ: نصیر احمد قمر

جلد 25

جمعۃ المبارک 03/اگست و 10/اگست 2018ء

20 و 27 ذوالقعدہ 1439 ہجری قمری ❁ 03 و 10 ظہور 1397 ہجری شمسی

شمارہ 32-31

بیماریوں سے پناہ مانگنا

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے:

اے اللہ! مَیں جنون سے اور جذام سے اور برص سے اور (ہر) بُری بیماری سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

(سنن نسائی کتاب الاستعاذہ)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

وہ آفات جن کا ظہور مسیح کے وقت میں مقدر کیا گیا تھا ان میں سے بڑی بڑی آفات یاجوج ماجوج کا خروج اور بے حیا دجّال کا ظہور ہے۔ یاجوج اور ماجوج دو قومیں ہیں جو جنگوں اور دیگر مصنوعات میں آگ اور اس کے شعلوں کو استعمال کرتی ہیں۔

مسلمانوں کو وہ مصیبت پہنچ رہی ہے جو اُن کے مالوں، جاہ و مرتبہ اور عزتوں کو کھاتی جاتی ہے اور مسلمان بادشاہوں کی پردہ دری کی جا رہی ہے اور لوگوں پر ظاہر ہو رہا ہے کہ وہ اپنی نافرمانی اور ارتکابِ جرم کی وجہ سے غضب الٰہی کے مورد بن گئے ہیں۔ ان سے ان کا رعب، اقبال، شوکت اور جلال اس وجہ سے چھین لیا گیا ہے کہ وہ تقویٰ اختیار نہیں کرتے۔ ایسی حالت میں مسیح اپنے رب جلیل کے سامنے کھڑا ہوگا اور لمبی رات میں اسے آہ و زاری سے پکارے گا اور آگ پر برف کے پگھلنے کی طرح پگھلے گا اور اس مصیبت پر جو ملکوں پر نازل ہوئی ہے گڑگڑا کر دعا کرے گا اور بہتے آنسوؤں اور ٹپ ٹپ گرتے اشکوں سے اللہ کو یاد کرے گا تو اس کے اس مقام کی وجہ سے جو اسے اس کے رب کے حضور حاصل ہے اس کی دعا سنی جائے گی اور پناہ دینے والے فرشتے اتریں گے اور اللہ وہ کام کرے گا جو وہ کرے گا اور لوگوں کو اس وبا سے نجات دے گا۔

”اور وہ آفات جن کا ظہور مسیح کے وقت میں مقدر کیا گیا تھا ان میں سے بڑی بڑی آفات یاجوج ماجوج کا خروج اور بے حیا دجّال کا ظہور ہے۔ یہ لوگ مسلمانوں کے نافرمانی کرنے اور خدائے وُدود سے راہِ فرار اختیار کرنے کے وقت بطور فتنہ ہیں اور ایک بڑی بلا ہیں جو ان پر مسلّط کر دی گئی ہے جیسا کہ یہود پر مسلّط کی گئی تھی۔ واضح ہو کہ یاجوج اور ماجوج دو قومیں ہیں جو جنگوں اور دیگر مصنوعات میں آگ اور اس کے شعلوں کو استعمال کرتی ہیں۔ اسی وجہ سے ان کو یہ دو نام دیئے گئے ہیں۔ اَلۡاَجِیۡجُ آگ کی صفت ہے۔ اسی طرح ان کی جنگ آتشیں مواد سے ہوتی ہے۔ اور جنگ کے اس طریقہ سے وہ سب اہل زمین پر غالب آتے جاتے ہیں۔ اور وہ ہر اونچی جگہ سے دوڑتے چلے آتے ہیں۔ نہ سمندر ان کی راہ میں روک بنتا ہے اور نہ کوئی پہاڑ۔ بادشاہ خوف کے مارے ان کے آگے گر گر جاتے ہیں۔ کسی کے لئے ان کا سامنا کرنے کی سکت باقی نہیں رہی اور وہ سب ان (یاجوج ماجوج) کے نیچے موعود گھڑی تک کچلے جاتے رہیں گے۔ جو کوئی بھی ان دو پتھروں کی زد میں آئے گا خواہ اس کی عظیم مملکت ہی ہو تو وہ اس طرح پیس دیا جائے گا جس طرح دانہ چکی میں پیسا جاتا ہے اور زمین ان دونوں سے سخت زلزلہ میں ڈالی گئی ہے۔ اس کے پہاڑوں کو حرکت دی گئی ہے اور اس کی گمراہی پھیلا دی گئی ہے۔ نہ کوئی دعا سنی جاتی ہے اور نہ کوئی آہ و بکا عرش تک پہنچتی ہے۔ مسلمانوں کو وہ مصیبت پہنچ رہی ہے جو ان کے مالوں، جاہ و مرتبہ اور عزتوں کو کھاتی جاتی ہے اور مسلمان بادشاہوں کی پردہ دری کی جا رہی ہے اور لوگوں پر ظاہر ہو رہا ہے کہ وہ اپنی نافرمانی اور ارتکابِ جرم کی وجہ سے غضب الٰہی کے مورد بن گئے ہیں۔ ان سے ان کا رعب، اقبال، شوکت اور جلال اس وجہ سے چھین لیا گیا ہے کہ وہ تقویٰ اختیار نہیں کرتے۔ وہ ایک طریق سے دشمنوں سے مقابلہ کرتے ہیں اور سات طریقوں سے ہزیمت اٹھاتے ہیں کیونکہ وہ نیکوکار نہیں ہیں۔ وہ لوگوں کے سامنے دکھاوا کرتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی سنت کی پیروی نہیں کرتے اور نہ ہی دین کو صحیح طور پر اپناتے ہیں۔ وہ محض صورتیں ہیں جن میں روح کوئی نہیں۔ اس لئے اللہ ان پر نظرِ رحمت نہیں فرماتا اور نہ ان کی مدد کی جاتی ہے۔ اگر وہ تضرع کرتے تو اللہ ان کی توبہ قبول کرنا چاہتا ہے۔ مگر نہ انہوں نے توبہ کی اور نہ تضرع سے کام لیا۔ پس مجرموں پر ان کا وبال نازل ہوا سوائے ان کے جو عاجزی اختیار کرتے ہیں۔ وہ مصیبت کے دن اور اس کی راتیں دیکھیں گے جیسا کہ ملعونوں نے دیکھا۔ تب ایسی حالت میں مسیح اپنے رب جلیل کے سامنے کھڑا ہوگا اور لمبی رات میں اسے آہ و زاری سے پکارے گا اور آگ پر برف کے پگھلنے کی طرح پگھلے گا اور اس مصیبت پر جو ملکوں پر نازل ہوئی ہے گڑگڑا کر دعا کرے گا اور بہتے آنسوؤں اور ٹپ ٹپ گرتے اشکوں سے اللہ کو یاد کرے گا تو اس کے اس مقام کی وجہ سے جو اسے اس کے رب کے حضور حاصل ہے اس کی دعا سنی جائے گی اور پناہ دینے والے فرشتے اتریں گے اور اللہ وہ کام کرے گا جو وہ کرے گا اور لوگوں کو اس وبا سے نجات دے گا۔ تب مسیح زمین میں بھی ویسے ہی شناخت کیا جائے گا جیسا کہ وہ آسمان میں شناخت کیا گیا ہے اور عوام اور امراء کے دلوں میں اس کی قبولیت رکھی جائے گی۔ یہاں تک کہ بادشاہ اس کے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ یہ سب کچھ اللہ کی طرف سے ہوگا اور اس کی جناب سے ہوگا اور لوگوں کی نظر میں عجیب ہوگا۔ پس اگر تجھے شبہ ہے تو قرآن اور احادیث میں غور کر۔ میں نے یہ باتیں اپنی طرف سے نہیں کہیں بلکہ یہ مسلمان صلحاء میں سے جمہور کا عقیدہ ہے اور تمام جہانوں کے پروردگار کی کتاب میں لکھا ہوا ہے۔“

------★------

............(خطبہ الہامیہ مع اردو ترجمہ صفحہ 218 تا 221۔ شائع کردہ نظارت اشاعت صدر انجمن احمدیہ پاکستان۔ ربوہ)

جماعت احمدیہ کے چمکتے ستارے بننے کے لئے ضروری ہے کہ آپ سب دین کے لئے اپنی زندگی وقف کرنے کے عہد کو پورا کریں۔

ہر ممبر وقفِ نَو کے دل میں ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کا خوف ہونا چاہئے اور وہ یہ جانتا ہو کہ اللہ تعالیٰ اُس کے ہر کام کو دیکھ رہا ہے۔

سب سے پہلے اور سب سے مقدم بات یہ ہے کہ ہر وقف نو کی عبادت کا معیار اعلیٰ ترین ہونا چاہئے۔ اور اس حوالہ سے اُسے دوسروں کے لئے ایک مثبت نمونہ ہونا چاہئے
مزید برآں اپنے عہد کو پورا کرنے کے لئے آپ کو اپنے دین کا علم بھی ہونا چاہئے۔ اپنے آپ کو ایم ٹی اے سے جوڑلیں اور کم از کم ہر ہفتہ میرے خطبات کو سنیں۔
آپ کا طور طریقہ اور آپ کے اخلاق مثالی ہونے چاہئیں۔ دوسروں کی مدد کے راستے تلاش کریں اور اُن کے مسائل حل کرنے کی کوشش کریں۔
دوسرے لوگوں کے درد کو اپنا درد سمجھیں اور اُنہیں راحت و آرام پہنچائیں۔

جماعت احمدیہ یُوکے کے واقفینِ نَو کے نیشنل اجتماع کے موقع پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے انگریزی زبان میں فرمودہ اختتامی خطاب کا اردو ترجمہ۔

خطاب فرمودہ 25؍فروری 2018ء بمقام طاہر ہال، بیت الفتوح، مورڈن

(اردو ترجمہ: فرّخ راحیل۔ مبلغ سلسلہ)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

الحمدللہ، آج یُوکے کا نیشنل وقف نو اجتماع منعقد ہوا اور مجھے امید ہے کہ آپ سب کے لئے یہ اجتماع مفید ثابت ہوا ہوگا۔ شعبہ وقف نو مرکزیہ کی رپورٹ کے مطابق یہاں یُوکے میں تقریباً 3200 واقفینِ نو ہیں۔ وقفِ نو سکیم کے ممبران کی اتنی کثیر تعداد کا ہونا اللہ تعالیٰ کی ہماری جماعت پر عظیم برکتوں اور رحمتوں کا باعث ہے۔ اگر واقفینِ نَو کی تعداد میں اب کوئی بھی اضافہ نہیں ہوتا تب بھی ہمارے پاس ضرورت سے زیادہ واقفین ہیں جو ہماری جماعت میں ایک حقیقی روحانی انقلاب لا سکتے ہیں۔ تاہم اس انقلاب کو برپا کرنے کے لئے اور جماعت احمدیہ کے چمکتے ستارے بننے کے لئے ضروری ہے کہ آپ سب دین کے لئے اپنی زندگی وقف کرنے کے عہد کو پورا کریں۔

اسی طرح جب تمام موجودہ واقفینِ نَو اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں گے تو انشاء اللہ ہمارے تبلیغی کاموں میں بہت زیادہ وُسعت پیدا ہو جائے گی۔ بہرحال اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم اب اختتام کو پہنچ گئے ہیں۔ بلکہ ہر گزرنے والا دن اس بات کا گواہ ہے کہ جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور برکتوں سے مسلسل کامیابی کے ساتھ بڑھ رہی ہے۔ لہٰذا ہر سال نَو مولود بچوں کی ایک کثیر تعداد یہاں یُوکے میں بھی اور باقی دنیا میں بھی اس بابرکت سکیم کا حصہ بن رہی ہے۔

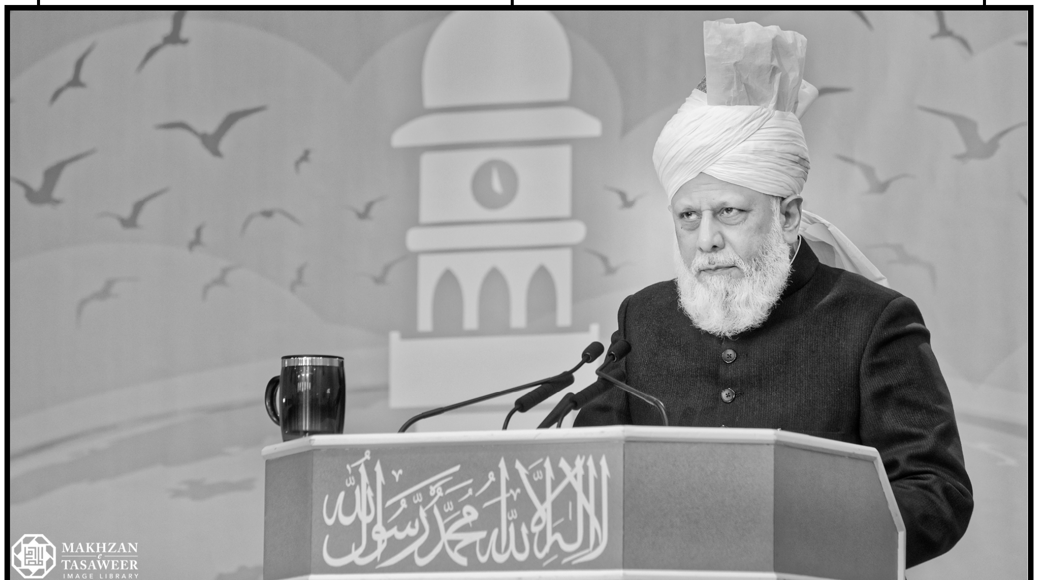

یہاں یُوکے میں واقفین نَو کی کُل تعداد میں سے ایک بہت بڑی تعداد اَب پندرہ سال یا پندرہ سال سے زائد عمر کو پہنچ گئی ہے۔ پس آپ میں سے ایک اکثریت ایسی عمر کو پہنچ گئی ہے جس میں انسان کا ذہن کافی پختہ ہو چکا ہوتا ہے اور انسان زیادہ آزاد ہو رہا ہوتا ہے۔ چنانچہ آپ میں سے بہتوں کو اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنا چاہئے اور اپنے اندر اُس عہد کا ادراک پیدا کرنا چاہئے جسے آپ کے والدین نے آپ کی طرف سے آپ کی پیدائش سے قبل کیا تھا۔ پس اَب آزادانہ طور پر تجدیدِ عہد کے بعد آپ کو ذہنی طور پر اُن قربانیوں کے لئے بھی اور اپنی زندگی مکمل طور پر اسلامی تعلیمات کے مطابق گزارنے کے لئے بھی تیار رہنا چاہئے۔ ہر ممبر وقفِ نَو کے دل میں ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کا خوف ہونا چاہئے اور وہ یہ جانتا ہو کہ اللہ تعالیٰ اُس کے ہر کام کو دیکھ رہا ہے۔

جیسا کہ مَیں نے کہا اس وقت واقفینِ نَو کی تعداد اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ جماعت کے اندر ایک روحانی اور اخلاقی انقلاب لایا جا سکتا ہے۔ ایسے انقلاب کو برپا کرنے کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ آپ میں سے سب کے سب جامعہ احمدیہ میں داخل ہو کر مبلغین بنیں۔ مبلغین کی ضرورت یقیناً مسلسل بڑھ رہی ہے اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ لڑکے جامعہ احمدیہ میں داخل ہوں۔

لیکن ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ واقفینِ نَو جو دوسری فیلڈز میں ہیں اپنے جماعتی فرائض کو سمجھیں اور اس بات کو یقینی بنائیں کہ وہ مسلسل دنیوی تعلیم کے ساتھ ساتھ اپنے دینی علم کو بھی بڑھا رہے ہیں۔

خواہ آپ جامعہ میں جانے کا پروگرام بنا رہے ہیں یا نہیں، آپ میں سے سب کو لازماً روزانہ قرآن کریم پڑھنا چاہئے اور اس کی تفسیر بھی پڑھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ کو احادیث اور کتب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ اگر آپ ایسا کریں گے تب ہی اس مقام پر فائز ہوں گے جس میں آپ دوسروں کی رہنمائی اور ان کی اخلاقی بہتری کا کام کر سکیں گے۔ اور تب ہی آپ ہماری تبلیغی اور تربیتی مساعی میں ایک حقیقی مفید وجود بن سکیں گے۔ اور آپ اپنے کردار کو ادا کرنے کے لئے تیار ہوں گے جس سے دنیا میں ایک حقیقی روحانی انقلاب لایا جا سکے گا۔ جو علم آپ کو اس مطالعہ سے حاصل ہوگا اس سے آپ کو وہ دانشورانہ قوّت اور صلاحیت ملے گی جس سے آپ مذہب مخالف کے دلائل کا ردّ کر سکیں گے۔

مزید برآں آپ کو مسلسل اپنا محاسبہ کرنا چاہئے۔ اور اپنی ذاتی کمزوریوں کو دُور کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ مثلاً بعض واقفین نَو کو یہ فکر لاحق ہوتی ہے کہ اگر وہ جماعت کو بہت زیادہ وقت دیں گے یا واقف زندگی بن جائیں گے یعنی کُل وقت کے لئے وقف ہو جائیں گے تو وہ دنیاوی لحاظ سے محروم رہ جائیں گے۔ انہیں تعجب ہوتا ہے کہ وہ کس طرح پیسے کمائیں گے اور اپنی ذاتی ضروریات اور

باقی صفحہ نمبر 30 پر ملاحظہ فرمائیں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا

فرائیڈے دی ٹینتھ (Friday The 10th) والا

حیرت انگیز رؤیا اور اس کی عظیم الشان تعبیرات

نصیر احمد قمر

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے یورپ کے مختلف ممالک کے دورہ کے دوران 27 تا 29 دسمبر 1984ء کو فرانس کا پہلا دورہ فرمایا۔ اگرچہ اس سے قبل 1982ء میں یہاں باقاعدہ طور پر جماعت کا قیام عمل میں آچکا تھا لیکن جماعت کا اپنا کوئی مشن ہاؤس یا مسجد نہ تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اس دورہ کے دوران SARCELLES کے مقام پر ایک ہوٹل LES FLANDES میں قیام فرمایا۔ اس وقت افراد جماعت احمدیہ فرانس کی کُل تعداد ساٹھ کے قریب تھی۔ جماعت نے اس موقع پر پریس کے نمائندگان کو دعوت دی تا کہ اس ذریعہ سے حضرت خلیفۃ المسیح کے اپنے الفاظ میں میڈیا کے توسّط سے اہلِ فرانس تک اسلام احمدیت کا پیغام پہنچ سکے۔ لیکن ایسا ہوا کہ پریس کا کوئی بھی نمائندہ وہاں نہیں آیا۔ حضور رحمہ اللہ کے قیام کے دوران اس ہوٹل میں نمازوں کی ادائیگی، افرادِ جماعت سے ملاقاتوں اور مجالس عرفان کا سلسلہ جاری رہا۔ اس عرصہ میں 28 دسمبر 1984ء کا جمعہ حضور نے پیرس میں ہی پڑھایا اور 29 دسمبر کو Lille, Valencien تشریف لے گئے اور وہاں جماعت کے تمام افراد کو شرفِ ملاقات بخشا اور پھر وہاں سے لندن تشریف لے گئے۔

28 دسمبر 1984ء کے خطبہ جمعہ میں حضور رحمہ اللہ نے اپنے ایک تازہ کشف کا ذکر فرمایا جو غیر معمولی طور پر حیرت انگیز پیغام اپنے اندر رکھتا تھا۔ حضور رحمہ اللہ نے فرمایا کہ چند دن پہلے ... کی بات ہے کہ بعض اطلاعات کے نتیجہ میں شدید بے چینی اور بے قراری تھی اور

"ظہر کے بعد مَیں ستانے کے لئے لیٹا ہوں تو میرے منہ سے جمعہ جمعہ کے الفاظ نکلے اور ساتھ ہی ایک گھڑی کے ڈائل کے اوپر جہاں دس کا ہندسہ ہے وہاں نہایت ہی روشن حروف میں دس چمکنے لگا۔ اور خواب نہیں تھی بلکہ جاگتے ہوئے ایک کشفی نظارہ تھا۔ اور وہ جو دس دکھائی دے رہا تھا باوجود اس کے کہ وہ دس کے ہندسہ پر دس تھا جو گھڑی کے دس ہوتے ہیں۔ لیکن میرے ذہن میں وہ دس تاریخ آ رہی تھی کہ Friday the 10th۔ یہ انگریزی میں مَیں یہ کہہ رہا تھا۔ Friday the 10th۔ اور ویسے وہ گھڑی تھی اور گھڑی کے اوپر دس کا ہندسہ تھا۔ تو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ وہ کون سا جمعہ ہے جس میں خدا تعالیٰ نے یہ روشن نشان عطا فرمانا ہے۔ مگر ایک دفعہ یہ واقعہ نہیں ہوا، ہر دفعہ یہ ہوا ہے کہ جب بھی شدّت کی پریشانی ہوئی ہے جماعت کے متعلق، اللہ تعالیٰ نے مسلسل خوشخبریاں عطا فرمائیں۔"

اس ضمن میں حضورؒ نے فرمایا کہ

"اس سے چند دن پہلے رؤیا میں اللہ تعالیٰ نے بار بار خوشخبریاں دکھائیں اور چار خوشخبریاں اکٹھی دکھائیں۔ جب میں اٹھا تو اس وقت زبان پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ شعر تھا کہ۔

غموں کا ایک دن اور چار شادی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ"

حضور رحمہ اللہ نے اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"... چار خوشخبریاں دکھانے کی حکمت یہ ہے کہ ایک غم پہنچے گا تو خدا تعالیٰ چار خوشخبریاں دکھائے گا اور دشمنوں کو بہرحال ذلیل کرے گا کیونکہ اس وقت جماعت کی حالت سب سے زیادہ دنیا کی نظر میں گری ہوئی ہے۔ کلّیتہً بیچارگی کا عالم ہے اور کامل بے اختیاری ہے۔ یہ وقت ہے خدا کی طرف سے خوشخبریاں دکھانے کا۔ اور یہ وقت ہے ان خوشخبریوں پر یقین کرنے کا۔ آج جو اپنے خدا کے دیئے ہوئے وعدوں پر یقین رکھتا ہے، آج جس کے ایمان میں کوئی تزلزل نہیں ہے، وہی ہے جو خدا کے نزدیک معزز ہے۔ وہی ہے جس کو دنیا میں غالب کیا جائے گا اور اسے خدا کبھی نہیں چھوڑے گا۔ کیونکہ جو تنزّل کے وقت اپنے خدا کی باتوں پر ایمان اور یقین رکھتا ہے اور اس کے ایمان میں کوئی تزلزل نہیں آتا اللہ تعالیٰ کی تقدیر اس کے لئے ایسے کام دکھاتی ہے کہ دنیا ان کا تصور بھی نہیں کرسکتی۔

... اگر آج آپ نے خدا پر اپنے ایمان کو کمزور کردیا، اگر آج خدا کے وعدوں پر آپ کو شک پیدا ہونے شروع ہو گئے تو کل اگر تقدیر بگڑی تو آپ اس تقدیر کو بگاڑنے والے ہوں گے۔ اس لئے اپنے یقین کی حفاظت کریں اور جہاں تک آپ کا بس چلتا ہے تدبیر کا بھی ہر طریق اختیار کریں۔

... اس لئے جتنا دشمن جماعت احمدیہ کی مرکزیت پر حملہ کرنے کے لئے کوشش کررہا ہے یا حملے کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے اسی حد تک اس کا جماعت کی طرف سے برعکس ردّعمل پیدا ہونا چاہئے۔ چنانچہ میں نے جماعت کو بارہا یہ توجہ دلائی ہے کہ جب یہ آپ کی زندگی پر حملہ کر رہے ہیں، یہ آپ کو نیست و نابود کرنے کے خواب دیکھ رہے ہیں اور یہی منصوبے بنا رہے ہیں تو اس کا ردّعمل یہ ہونا چاہئے کہ اس قوت کے ساتھ آپ ابھریں اور بڑھیں اور پھیلیں کہ دشمن کلّیتہً خائب و خاسر اور نامراد ہو جائے۔ حسرتوں کے سوا اُس کے ہاتھ کچھ نہ آئے۔ ایک جگہ جماعت کو دباتے ہیں تو دس جگہ آپ پھیل جائیں۔ ایک احمدی کو شہید کرتے ہیں تو ہزاروں لوگوں کو احمدی بنائیں۔ ایک ملک میں جماعت احمدیہ کی مسجدوں کو ویران کیا جاتا ہے تو ہزاروں، ملکوں میں، جماعت احمدیہ مسجدیں بنائے۔ یہ جواب ہے ایک زندہ قوم کا۔ یہ جواب ہے ایک صاحب ایمان قوم کا۔ اس لئے مَیں بار بار جماعت کو تبلیغ کی طرف متوجہ کر رہا ہوں اور خدا کے فضل سے بعض ممالک میں بہت ہی اچھے نتائج پیدا ہو رہے ہیں"۔

آپؒ نے احباب جماعت فرانس کو تبلیغ کی طرف خصوصی توجہ دلاتے ہوئے جہاں اس امر پر خوشی کا اظہار فرمایا کہ بعض احمدی اللہ کے فضل سے حرکت میں آ گئے ہیں۔ وہاں آپؒ نے فرمایا کہ:

"لیکن بحیثیت جماعت، زندہ فعّال جماعت کے طور پر منصوبہ بنا کر اہلِ فرانس کو اسلام میں داخل کرنے کے وہ آثار ابھی ظاہر نہیں ہوئے جن کی مَیں آپ سے توقع رکھتا ہوں۔"

اسی طرح آپؒ نے فرمایا:

"ہر احمدی اپنے اوپر فرض کر لے کہ مَیں نے ضرور یہاں احمدیت کا پودا لگانا ہے اور صرف پاکستانیوں میں کام نہ کریں۔ ان کا بھی حق ہے، ان میں بھی بے شک کام کریں۔ لیکن کوشش یہ کریں کہ اہلِ فرانس سے آپ کے تعلّقات ہوں اور فرانسیسیوں تک آپ پیغام پہنچائیں۔"

(ماخوذ از خطبہ جمعہ فرمودہ 28 دسمبر 1984ء۔ خطباتِ طاہر جلد 3 صفحہ 777 تا 781)

....

سورۃ الجمعہ کی تفسیر اور فرائیڈے دی ٹینتھ کی تشریح

10 مئی 1985ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے گلاسگو (سکاٹ لینڈ) میں جماعت کے نئے مشن ہاؤس کا افتتاح فرمایا۔ خطبہ جمعہ میں حضورؒ نے سورۃ الجمعہ کی آیات 10 تا 12 کی تلاوت کی اور پھر ان کی نہایت پُر معارف تفسیر بیان فرمائی۔ اس خطبہ میں حضور رحمہ اللہ کے سالِ گزشتہ کے اس کشف کا بھی ذکر ہوا جو آپ نے فرانس میں دیکھا تھا اور جس کا ذکر آپ نے 28 دسمبر 1984ء کے خطبہ میں فرمایا تھا۔ Friday the 10th کے حوالہ سے حضورؒ نے اس کی مختلف توجیہات و تشریحات کا بھی اس خطبہ میں ذکر فرمایا۔ ذیل میں اس خطبہ کے بعض حصّے درج کئے جاتے ہیں۔

حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

"یوں تو ہر جمعہ بہت مبارک ہوتا ہے اور مومن کی زندگی کے لئے ایک خاص برکتوں کا دن ہے۔ جمعہ کے ساتھ بہت سے فضل وابستہ ہیں۔ بہت سی برکات جمعہ کے ساتھ وابستہ ہیں۔ اور آنحضرت ﷺ کے ارشادات کے مطابق جمعہ کے دن، جمعہ کے بعد اور سورج غروب ہونے سے پہلے بعض ایسی گھڑیاں بھی آتی ہیں کہ جن کو نصیب ہو جائیں ان کے مقدر جاگ اٹھتے ہیں۔ ایسی گھڑیاں بھی آتی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے غیر معمولی طور پر دعائیں مقبول ہوتی ہیں۔ حدیث میں جو یہ خوشخبری دی گئی ہے اس کی بنیاد بھی سورۂ جمعہ میں موجود ہے فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ۔ یہاں اللہ کے جس فضل کا ذکر ہے اسی کی تشریح آنحضرت ﷺ نے فرمائی ہے۔ اگرچہ بظاہر عام دنیا کے کاروبار اور دنیا کی منفعتیں مراد لی جاتی ہیں اور عام لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ فضل سے مراد تجارتوں کے منافع ہیں۔ لیکن ہرگز ایسا نہیں۔ وہ بھی اس آیت کا ایک منطوق ہے مگر بہت معمولی۔ اس آیت کا اصل منطوق وہی ہے جس کا ذکر آنحضرت ﷺ کی تفسیر میں ملتا ہے کہ جمعہ کے بعد اللہ تعالیٰ کے خاص فضلوں کا نزول ہوتا ہے۔ دراصل جو فضل مراد ہیں وہی فضل اور اس کے ساتھ وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ جوڑا گیا ہے کہ پھر کثرت کے ساتھ اللہ کی تسبیح کرو، اس کا ذکر کرو، تا کہ تم غیر معمولی طور پر فلاح پاؤ۔

بہرحال جمعہ کا دن کسی پہلو سے بھی دیکھیں بہت ہی بابرکت دن ہے اور مومن کی زندگی میں ہر ہفتہ ایک نئی تازگی کا پیغام لے کر آتا ہے۔

جماعت احمدیہ سکاٹ لینڈ کے لئے یہ جمعہ خصوصیت کے ساتھ بہت مبارک ہے کیونکہ آج ہم جس عمارت کا افتتاح کر رہے ہیں جو ہم نے خالصتًہ لِلّٰہ، اللہ کی رضا جوئی کی خاطر بہت مدت کے انتظار کے بعد حاصل کی ہے۔ جماعت احمدیہ سکاٹ لینڈ میں بڑی دیر سے یہ کمی محسوس ہوتی رہی کہ کوئی ایسا مرکز نہیں جہاں بیٹھ کر اپنی اجتماعی زندگی کو ترتیب دے سکیں اور اس علاقہ کو ایسی مرکزیت عطا ہو جائے جہاں جماعت اکٹھی ہو اور پھر مل کر خدا کی رضا کی خاطر، اس کے دین کی ترقی کے لئے منصوبے بنائیں اور اس مرکز کے گرد ہماری اجتماعی زندگی گھومنے لگے۔"

حضورؒ نے فرمایا:

"... جمعہ اور خوشخبریوں کی باتیں ہو رہی تھیں اس ضمن میں مجھے یاد آیا کہ یہ جمعہ اتفاق سے ایسا ہے کہ آج دس تاریخ کو ہو رہا ہے۔ یعنی آج مئی کی دس تاریخ ہے اور جمعہ بھی ہے اور جب میں یورپ کے سفر پر تھا تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک کشفی نظارہ دکھایا تھا کہ سامنے ایک گھڑی ہے جس پر صرف دس کا عدد بہت نمایاں اور روشن ہے اور وہ جمعہ کا دن ہے اور جس روز یہ نظارہ دیکھا وہ بھی جمعہ کا دن تھا یا ایک دن پہلے کی بات ہے۔ مگر بہرحال میری زبان پر یہ جاری ہوتا ہے FRIDAY THE 10TH۔ اس پر مجھے تعجب بھی ہوتا ہے کہ The 10th سے مراد بظاہر تو تاریخ لگتی ہے اور گھڑی پر تاریخ تو نہیں لکھی گئی وہ تو گیارہ سے پہلے دس کا جو مقام ہوتا ہے عین اسی مقام پر دس کا عدد روشن ہے جو تاریخ کے طور پر نہیں بلکہ وقت کے طور پر ہے۔ لیکن میں کہہ کیا رہا ہوں۔ اس پر چونکہ اختیار نہیں تھا یعنی باوجود اس کے کہ ذہن اس حد تک کام کر رہا تھا، اس وقت یہ پتہ تھا کہ یہ گھڑی کا ہندسہ ہے، تاریخ نہیں ہے۔ لیکن منہ پر جو الفاظ جاری تھے ان پر کوئی اختیار نہیں تھا۔ اور میں یہ کہہ رہا تھا کہ FRIDAY THE 10TH۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ بات ڈالی کہ جماعت کے لئے بہت بڑی خوشخبری عطا کی جا رہی ہے۔ بہرحال میں نے اس کا ذکر خطبہ میں کیا تو متفرق رنگ میں اس کی تعبیریں کی جانے لگیں۔ اوّل تو خود مجھے تعجب تھا کہ اگر تاریخ مراد ہو تو پھر گھڑی پر دس کے عدد کے طور پر کیوں بنائی گئی ہے۔ لیکن دل میں یہ تسلّی تھی کہ اللہ تعالیٰ جب بھی اس کی تعبیر ظاہر فرمائے گا اس وقت بات سمجھ میں آ جائے گی۔ لیکن اس وقت سے لے کر اب تک جماعت کی طرف سے مختلف رنگ میں مسلسل اس کی تعبیریں ہو رہی ہیں اور بعض لوگ تو اپنی تعبیر پر ایسی بناء کرتے ہیں کہ شرطیں تک لگا دیتے ہیں اور پھر مجھے بھی لکھ دیتے ہیں۔ ... بہرحال اس کی مختلف تعبیریں جو مجھ تک پہنچی ہیں ان میں سے چند قابل

ذکر میں آپ کو بتاتا ہوں۔

جب دورہ سے واپس آ رہے تھے تو جلنگھم میں قیام کے دوران ایک گھر میں ایک صاحب نے اپنی ایک رؤیا بتائی جس میں خدا تعالیٰ نے چاند کی دسویں کی خوشخبری دی ہوئی تھی تو اس نے کہا کہ جب مجھے کسی عزیز نے فون پر یہ اطلاع دی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ کشفی نظارہ دکھایا ہے تو مجھے اپنی رؤیا یاد آ گئی اور مَیں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے چاند کی دسویں تاریخ مراد ہے۔ نہ کہ انگریزی مہینوں کی دسویں۔ میں نے ان سے کہا کہ ٹھیک ہے آپ بے شک یہ مراد لیں کیونکہ خدا نے آپ کو ایک رؤیا دکھائی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ اس کا تعلق اس سے ہو۔ لیکن جب تک خدا تعالیٰ یہ تعبیر ظاہر نہ فرمادے اس وقت تک ہم یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتے۔ **ایک بات بہر حال یقینی ہے کہ خدا تعالیٰ جب جماعت کے لئے خوشخبری دکھائے گا تو اتنی نمایاں اور روشن ہوگی کہ دیکھنے والے کو نظر آئے گا۔ اس وقت تعبیروں کا وقت نہیں رہے گا بلکہ صاف دکھائی دے گا کہ ہاں یہ بات پوری ہوگئی۔**

پھر بعض لوگوں نے مجھے خط لکھا کہ ہم نے حساب کیا ہے کہ یہ تاریخ مئی کی دسویں بنتی ہے یعنی آج۔ تو میں نے کہا کہ اللہ آپ کی زبان مبارک کرے۔ اگر یہی دسویں ہو تو میرے لئے اس سے بہتر اور کیا ہوسکتا ہے کہ خدا تعالیٰ یہ کشف جلدی پورا فرمادے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے تو سال نہیں بتایا صرف تاریخ ہی بتائی ہے۔ تو خدا تعالیٰ کرے اور ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ اسی مئی کی دسویں کو وہ خوشخبری کا دن بنادے۔ لیکن جہاں تک نظارے کا تعلق ہے مَیں نے جو دیکھا بعینہٖ وہی آپ کو کھول کر بتادیا ہے۔ اس سے کیا مطلب ہے؟ اس کی تعبیر کیا ہوسکتی ہے؟ یہ سوچنے والی باتیں ہیں۔ لیکن تعبیر پر بناء رکھتے ہوئے کوئی قطعی فیصلہ نہیں کیا جاسکتا۔

اسی تعبیر کے تعلق میں کسی نے تو یہ لکھا کہ سال کا نہ ہونا ایک انذار کا پہلو بھی رکھتا ہے۔ دیکھئے جتنے دماغ ہیں وہ مختلف رنگ میں کام کرتے ہیں۔ پھر انہوں نے کہا کہ مجھے تو یہ ڈر ہے کہ آپ کی واپسی پر کئی سال لگیں گے ورنہ خدا تعالیٰ جس طرح بعض اوقات بتا دیتا ہے کہ چند سالوں میں یہ واقعہ ہوگا یا فلاں سال ہوگا اس کی بجائے دن بتا دیا ہے اور سال کا اخفاء رکھ لیا ہے تو یہ طریق ہے یہ بتانے کا کہ ابھی کچھ وقت لگے گا تا کہ صدمہ نہ پہنچے۔ اس لئے بڑی نرمی سے آپ کو بتایا گیا ہے جس طرح کہ ایک پیار کرنے والی ماں بچے کو کوئی خبر دیتی ہے اس طرح آپ کو یہ خبر دی گئی ہے لیکن اخفا کے ساتھ۔ اب ایک دماغ اس طرف بھی چلا گیا۔

جو سب سے زیادہ دلچسپ اور عرفان کا پہلو رکھنے والی تعبیر مجھے ملی ہے۔ وہ لاہور کے ایک دوست کی ہے جو بڑے ذہین او رفہیم انسان ہیں اور ایسے معاملات پر غور کرتے رہتے ہیں۔ انہوں نے مجھے یہ لکھا کہ میں نے بہت غور کیا ہے اور میری توجہ اس طرف گئی ہے کہ یہاں نہ ظاہری تاریخ کا ذکر ہے اور نہ ظاہری جمعہ کا ذکر بلکہ سورۂ جمعہ کا ذکر ہے اور سورۂ جمعہ کی دسویں آیت بتائی گئی ہے۔

FRIDAY انگریزی میں جمعہ کا نام ہے اور The 10th Verse (آیت) کو بھی کہہ سکتے ہیں۔ اور چونکہ سورۂ جمعہ بارہ آیات پر مشتمل ہے اس لئے یہ گھڑی کے ساتھ عین مطابقت کھاتی ہے کیونکہ اس کے بھی بارہ اعداد ہوتے ہیں۔ اور اگر دسویں آیت دکھانی مقصود ہو تو توجہ مبذول کروانے کے لئے گھڑی کا دسواں حصہ روشن دکھایا جائے گا۔ تو انہوں نے کہا یہ باقاعدہ ٹیلی (telly) کر رہا ہے ورنہ گھڑی کی صورت میں تاریخ دکھانے کی کوئی سمجھ نہیں آتی، اگر تاریخ مراد ہو، تو ایک تعبیر یہ بھی کی گئی۔

مَیں نے جب غور کیا تو اس میں مجھے کافی گہرائی نظر آتی ہے اگرچہ آپ کی طرح میری خواہش بھی یہی ہے کہ کسی معین تاریخ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے غیر معمولی نشان ظاہر ہو اور پھر اس کے نتیجے میں خدا تعالیٰ ان لوگوں کے لئے بھی جو کم فہم ہیں اور ظاہری چیزوں کو دیکھنا چاہتے ہیں ہدایت کو قبول کرنے کا رستہ پیدا کردے۔ یہ خواہش تو میری بھی ہے اور تعبیر کا یہ پہلو بھی قابل غور ضرور ہے کیونکہ بعض دفعہ خدا تعالیٰ ایک خوشخبری کو ایک سے زیادہ رنگ میں بھی پورا کر دیتا ہے۔ بہر حال جب میں نے غور کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ سورۂ جمعہ کے ساتھ تو جماعت احمدیہ کا بہت گہرا تعلق ہے۔ اتنا گہرا تعلق ہے کہ کسی اور سورت سے جماعت احمدیہ کا براہ راست اتنا گہرا تعلق نہیں ہے کیونکہ اس میں آنحضرت ﷺ کی بعثت ثانیہ کا ذکر ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ پوری ہوئی۔ وَاٰخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِہِمۡ کا ذکر ہے، ان آخرین کا جو صحابہ سے نہیں ملے تھے لیکن ایک دن انہوں نے مل جانا تھا۔ اس مضمون کا ذکر ہے جسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یوں بیان فرماتے ہیں:۔

صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا

اس مصرع کی بنیاد بھی اسی سورۂ جمعہ پر ہے۔ چنانچہ جب میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ سورۂ جمعہ تو جماعت احمدیہ کے ساتھ بہت گہرا تعلق رکھتی ہے۔ نہ صرف ایک عام تعلق بلکہ کئی رنگ میں تعلق رکھتی ہے اس لیے اگر وہاں (کشف میں) Friday سے سورۂ جمعہ مراد ہو اور دس سے مراد دسویں آیت ہو تو یہ کوئی بعید کی بات نہیں ہے۔ یہ محض کوئی ذوقی نکتہ نہیں بلکہ ایک گہرا عارفانہ نکتہ ہے۔

سورۂ جمعہ کے تعلق کو آپ دیکھیں تو اس سلسلہ میں سب پہلے آپ کو لفظ جمعہ پر غور کرنا ہوگا۔ جمعہ دراصل اجتماع یعنی اکٹھے ہونے کو کہتے ہیں۔ اس میں جمع کا مضمون پایا جاتا ہے۔ یہ وہ سورت ہے جس میں کئی قسم کی جمعیں اکٹھی ہوگئیں اور جیسا کہ میں نے آپ کو بتایا ہے جمعہ کے ساتھ فضل بھی وابستہ ہیں۔ اور وہ فضل کیا کیا ہیں؟ اس کی ادنیٰ شکلیں بھی خدا تعالیٰ نے سورۂ جمعہ میں بیان فرمادی ہیں اور اعلیٰ شکلیں بھی۔ اور یہ سورہ ان سارے فضلوں کو بھی جمع کرنے والی ہے۔ اس میں جمع کی کئی شکلیں موجود ہیں۔ مثلاً وَابۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِ اللّٰہِ وَاذۡکُرُوا اللّٰہَ کَثِیۡرًا لَّعَلَّکُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ۔ وَابۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِ اللّٰہِ کا ایک عام معنیٰ یہ ہے کہ جب تجارت چھوڑ کر خدا کے ذکر کے لئے اکٹھے ہو تو ذکر کے بعد دوبارہ تجارتیں شروع کر دو تو تمہیں ان میں فائدہ پہنچے گا۔ اللہ فضل عطا فرمائے گا۔ اور ایک اَور فضل کا بھی اس میں ذکر ہے۔ یہ انتہائی فضل ہے جسے فضل نبوت کہا جاتا ہے۔ چنانچہ بعثت ثانیہ کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ ذُوالۡفَضۡلِ الۡعَظِیۡمِ۔ یہ جو آنحضرت ﷺ کی بعثت ثانیہ کا ذکر ہے۔ فرمایا یہ اللہ کا فضل ہوگا اور وہ فضل جسے چاہے گا عطا فرمائے گا اور خدا تعالیٰ عظیم فضلوں والا ہے۔ تو فضل کے دو کنارے بیان فرمادیئے۔ ایک عام فضل جو دنیا کی تجارتوں کے ذریعے دنیا کے رزق کی صورت میں انسان کو ملتا ہے۔ ایک وہ فضل جس کی انتہا نبوت ہے اور ان سارے فضلوں کو سورۂ جمعہ نے اپنی ذات میں اکٹھا کرلیا۔ دونوں کا ذکر فرمادیا۔

پھر سورۂ جمعہ کے ذریعے تمام دنیا کا اجتماع جو حضرت محمد مصطفی ﷺ کے جھنڈے تلے ہونا ہے، ...اس کی خوشخبری بھی دے دی گئی۔ کیونکہ مفسرین کی بھاری اکثریت یہ تسلیم کرتی ہے کہ خدا تعالیٰ نے جو یہ وعدہ دیا تھا کہ وہ تمام دنیا کے ادیان پر محمد رسول اللہ ﷺ کے دین کو غالب کردے گا، یہ وعدہ مسیح اور مہدی کے زمانے میں پورا ہونا ہے اور اس سورت میں جب آنحضرت ﷺ کی بعثت ثانیہ کا ذکر آیا تو وہ مہدی کی شکل میں ہی آیا ہے۔

پس یہ سورت عجیب طور پر جمع کے مضمون کو جمع کر رہی ہے۔ مہدی کے ذریعے تمام عالم کو جمع کیا جائے گا اور وہ جو تحریک چلائے گا اس کا بھی اس سورت میں ذکر موجود ہے۔ اور زمانوں کو بھی جمع کردیا جائے گا۔ تیرہ سو سال کے فاصلے بیچ میں حائل ہوں گے لیکن ایک عجیب واقعہ ہوگا کہ اگلا زمانہ پچھلے زمانے سے جمع ہوگا۔ خدا تعالیٰ کے ہر قسم کے فضل جمع ہوں گے۔ اس زمانے میں دنیاوی ترقیات بھی اتنی عظیم الشان ہوں گی کہ انہیں دیکھ کر عقل دنگ رہ جائے گی۔ رزق کی بھی ایسی فراوانی ہوگی کہ حیرت ہوگی کہ انسان کو اتنا وسیع رزق بھی مل سکتا ہے اور بعض فضل ڈھونڈنے والے اپنے فضل کے تصور کی انتہا یہی سمجھیں گے کہ بس یہ دنیا کا رزق مل گیا ہے یہی اللہ کا فضل ہے۔ اور کچھ اور لوگ ہوں گے جو رضائے باری تعالیٰ کو فضل سمجھیں گے اور اس طرف اِبتغاء کریں گے اور دنیا کے رزق کو چھوڑ دیں گے اور اب خدا کے فضل کو اس کی رضا میں ڈھونڈیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی راہ میں کوئی روک نہیں رکھے گا۔ ان پر بھی بے انتہا فضل نازل فرماتا چلا جائے گا یہاں تک کہ ان میں سے ایسے بھی ہوں گے جو محمد مصطفی ﷺ کے غلام کامل کا درجہ پالیں گے اور انہیں مہدویت اور مسیحیت عطا ہوگی اور پھر خدا تعالیٰ ان کا ذکر کرکے فرماتا ہے ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰہِ۔ اے فضل کے ڈھونڈنے والو! اے فضل کے متلاشیو! یہ ہوتا ہے فضل۔ تم کیوں ادنیٰ ادنیٰ باتوں پر راضی ہو گئے۔ تم کیوں دنیا کی نعمتوں کو فضل قرار دے کر اس سے تسلی پاگئے ہو۔ فضل کا ایک یہ بھی مفہوم ہے، ایک یہ بھی بلندی ہے۔ اس کی طرف بھی تو دیکھو۔ ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰہِ۔ اس کو کہتے ہیں اللہ کا فضل۔ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ جسے چاہتا ہے وہ عطا کرتا ہے۔

پس سورۂ جمعہ کا جماعت احمدیہ کے ساتھ بہت ہی گہرا تعلق ہے اور اس میں ہر قسم کی خوشخبریاں عطا کردی گئی ہیں۔ آپ کے ذریعے زمانے کی تقدیر بدلی جائے گی۔ **آپ کے ذریعہ تمام دنیا کی قوموں کو ایک ہاتھ پر جمع کیا جائے گا اور ایک نئی قسم کی اقوام متحدہ کی بنیاد ڈالی جائے گی۔ اس اقوام متحدہ کی بنیاد ڈالی جائے گی جس کا ذکر سورۂ جمعہ میں ملتا ہے۔** آپ کے ذریعے مختلف زمانے اکٹھے کر دیئے جائیں گے۔ اور انسانوں کو ہر قسم کی نعمتیں اور رحمتیں عطا کی جائیں گی۔ کتنی عظیم الشان سورت ہے اور کتنا اس میں ذکر ملتا ہے۔ لیکن ایک شرط کے ساتھ اور وہ شرط یہ ہے:

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا نُوۡدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنۡ یَّوۡمِ الۡجُمُعَۃِ فَاسۡعَوۡا اِلٰی ذِکۡرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الۡبَیۡعَ ؕ ذٰلِکُمۡ خَیۡرٌ لَّکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ

(سورۃ الجمعہ 10)

کہ جب تمہیں جمعہ کے دن بلایا جائے، جمعہ کے دن سے مراد اگر ظاہری جمعہ کا دن لیا جائے تو یہ بھی درست ہے، ہر ہفتہ آپ کو بلایا جاتا ہے۔ لیکن یہ سورت جن وسیع معانی میں جمعہ کا ذکر کر رہی ہے اگر ان معنی میں آپ اس پر غور کریں تو اس آیت کا یہ مطلب ہوگا کہ اے ایمان والو! جب خدا کی طرف سے ایک بلانے والا تمام بنی نوع انسان کو ایک ہاتھ پر اکٹھا ہونے کی آواز دے اور جب یہ آواز دے کہ آؤ اور میرے ذریعہ زمانوں کو بھی اکٹھا ہوتے دیکھو۔ اس وقت تجارتوں کو ترجیح نہ دو۔ اس کی آواز پر دنیا کے منافع کی قدر نہ کرو۔ اس کی اس آواز پر دنیا کے مقابل پر ان سب کو تج کرکے اس کی طرف دوڑے چلے آؤ، اس کی آواز پر لبّیک کہو۔ اگر تم دنیا کو اس آواز کی خاطر چھوڑ دو گے اور دنیا کے منافع کی پرواہ نہیں کرو گے تو پھر ہم تمہیں خوشخبری دیتے ہیں کہ ہم تمہیں فضلوں سے محروم نہیں کریں گے۔ اس آواز کو قبول کرنے کے بعد تم دنیا میں پھیل جاؤ گے۔ جب تم اپنا فریضہ ادا کردو گے، جب تم سب کچھ خدا کے حضور پیش کردو گے پھر فرمایا فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ۔ قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ جب عبادت کے تقاضے پورے ہو جائیں، جب تم اپنی نیتیں پوری کر دکھاؤ گے اور لبّیک کہہ دو گے۔ فَانۡتَشِرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ وَابۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِ اللّٰہِ وَاذۡکُرُوا اللّٰہَ کَثِیۡرًا لَّعَلَّکُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ۔ پھر خدا تعالیٰ تمیں تمام دنیا میں پھیلا دے گا، زمین کے کناروں تک تمہیں پہنچائے گا، وہاں دنیا کے لحاظ سے بھی فضل جوئی کرو گے اور دین کے لحاظ سے بھی فضل جوئی کرو گے۔ بظاہر تم دنیا کے کاموں کے لئے بھی نکلو گے لیکن اللہ کے ذکر کے ساتھ نکلو گے۔ اگر تم صنّاع ہو تو صنّاعی کے ساتھ ذکر الٰہی بلند کر رہے ہو گے۔ اگر تم تاجر ہو تو اپنی تجارتوں کے ساتھ ذکر الٰہی بلند کر رہے ہو گے۔ اگر تم ڈاکٹر ہو تو اپنی ڈاکٹری کے ساتھ ذکر الٰہی بلند کر رہے ہو گے۔ اگر تم سائنسدان ہو تو سائنس کے کاموں کے ساتھ ذکر الٰہی کو بلند کر رہے ہو گے۔ غرضیکہ تمام دنیا میں ذکر پھیلانے کا ایک ذریعہ یہ ہوگا۔

پس اس آیت میں کئی قسم کے وقف کا ذکر ہے۔ ایک وقفِ خاص بھی مذکور ہے کہ دنیا کے سب کام کلّیۃً چھوڑ کر جب آواز آئے تو اپنی ساری زندگی خدا

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

حضرت ابواُسید مالک بن ربیعہ ساعدیؓ اور ابوسلمہ حضرت عبداللہ بن عبدالاسدؓ کے حالات زندگی اور ان کی سیرت واخلاق کا ایمان افروز تذکرہ۔
اللہ تعالیٰ ان صحابہ کے اعلیٰ مقام کو مزید بلندیوں پر لے جاتا چلا جائے اور ہمیں بھی ان نیکیوں کو کرنے کی توفیق دے جو یہ لوگ کرتے رہے۔

مکرم راجہ نصیر احمد ناصر صاحب (سابق ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ ربوہ) کی وفات۔ مکرم مبین احمد صاحب ابن مکرم محبوب احمد صاحب (کراچی) اور مکرم محمد ظفر اللہ صاحب ابن مکرم لیاقت علی صاحب (کراچی) کی ایک ڈکیتی کے واقعہ میں شہادت۔ مرحومین کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 13/جولائی 2018ء بمطابق 13/وفا 1397 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یوکے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

صحابہ کے ذکر میں آج میں دو صحابہ کا ذکر کروں گا۔ ایک ہیں حضرت ابواُسَیْد مالکؓ بن ربیعہ ساعدی۔ حضرت مالکؓ بن ربیعہ اپنی کنیت ابواُسَیْد سے مشہور ہیں۔ بعض نے آپ کا نام ہلال بن ربیعہ بھی بیان کیا ہے۔ آپ کا تعلق خزرج کی شاخ بنوساعدہ سے تھا۔

(اسد الغابۃ جلد 5 صفحہ 13 ابو اسید الساعدیؓ مطبوعہ دار الفکر بیروت 2003ء)

(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ جلد 5 صفحہ 535 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

حضرت ابواُسَیْد مالک بن ربیعہ چھوٹے قد کے تھے۔ سر اور داڑھی کے بال سفید ہو گئے تھے۔ آپ کے بال گھنے تھے۔ بڑھاپے میں آپ بینائی سے محروم ہو گئے تھے۔ 60 ہجری میں حضرت معاویہ کے دور میں 75 سال کی عمر میں آپ کی وفات ہوئی اور غزوہ بدر میں شامل ہونے والے انصار صحابہ میں سے یہ سب سے آخر میں فوت ہوئے۔

(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ جلد 5 صفحہ 536 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

(اسد الغابۃ جلد 5 صفحہ 22 مالک بن ربیعہؓ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

حضرت ابواُسَیْد غزوۂ بدر، اُحد، خندق اور اس کے بعد کی جنگوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک رہے۔ فتح مکہ کے موقع پر ان کے پاس قبیلہ بنوساعدہ کا جھنڈا تھا۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 286 اَبُو اُسَیْد الساعدی۔ دار احیاء التراث العربی بیروت 1996ء)

حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابواُسید ساعدی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی شادی میں دعوت دی۔ اس دن ان کی بیوی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کر رہی تھی اور وہی دلہن بھی تھی۔'' بڑی سادگی سے شادی ہو رہی تھی۔ شادی کی دعوت ہوئی اور دلہن ہی کھانا بھی پکا رہی تھی۔ serve بھی کر رہی تھی۔ حضرت سہل آگے سوال کر کے جواب دے رہے ہیں۔ یہ ان کا انداز ہے۔ کہتے ہیں کہ تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انہوں نے کیا پلایا؟ انہوں نے آپ کے لئے ایک برتن میں رات کو کھجوریں بھگو دیں۔ جب آپ نے کھانا کھا لیا تو انہوں نے آپ کو شربت پلایا۔

(صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب اباحۃ النبیذ الذی لم یشتد و لم یصر مسکرا حدیث 5233)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک دفعہ چند قیدی آئے آپ نے ان میں سے ایک عورت کو روتے ہوئے دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ تمہیں کیا چیز رلا رہی ہے؟ اس نے کہا کہ اس نے میرے اور میرے بیٹے کے درمیان بنوعَبْس میں فروخت کر کے دوری ڈال دی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدی کے مالک کو بلایا۔ جب بلایا تو دیکھا کہ وہ ابواُسَیْد ساعدی تھے۔ آپ نے پوچھا کیا تم نے اس کے اور اس کے بچے کے درمیان دوری ڈالی ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ وہ بچہ چلنے سے معذور تھا اور یہ اس کو اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتی تھیں۔ اس لئے میں نے اس کو بنوعبس میں فروخت کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم خود جا کر اسے لے کے آؤ۔ چنانچہ حضرت ابواُسَیْد جا کر اس بچے کو واپس لائے اور اسے اس کی ماں کو لوٹا دیا۔

(شرف المصطفیٰ جلد 4 صفحہ 400، جامعہ ابواب صفۃ اخلاقہ و آدابہ ﷺ حدیث 1649 مطبوعہ دار البشائر الاسلامیۃ مکہ۔ 2003ء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چاہے اس میں طاقت ہے یا نہیں، چاہے وہ قیدی ہو یا لونڈی ہو یا غلام ہو لیکن ماں کو بچے کی وجہ سے تکلیف نہیں دی جا سکتی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ گھوڑوں اور اونٹوں کی دوڑ لگوائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی جس پر حضرت بلال سوار تھے سب اونٹوں سے آگے نکل گئی۔ اسی طرح آپ کا ایک گھوڑا تھا۔ گھوڑوں کی دوڑ لگوائی اور آپ کے گھوڑے پر ابواُسَیْد ساعدی سوار تھے اور اس نے سب کو پیچھے چھوڑ دیا۔

(امتاع الاسماع جلد اول صفحہ 212 ''حمایۃ النقیع لخیل المسلمین''۔ دار الکتب العلمیۃ بیروت 1999ء)

حضرت سہل بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت ابواُسَیْد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں ان کے بیٹے منذر بن ابی اُسَیْد پیدا ہوئے تو ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا۔ آپ نے اس بچے کو اپنی ران پر بٹھا لیا۔ اس وقت حضرت ابواُسَیْد بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی کام میں مشغول ہو گئے۔ حضرت ابواُسید نے اشارہ کیا تو لوگ منذر کو آپ کی ران پر سے اٹھا کر لے گئے۔ جب آپ کو فراغت ہوئی تو پوچھا کہ بچہ کہاں گیا؟ حضرت ابواُسَیْد نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے اس کو گھر بھیج دیا ہے۔ آپ نے پوچھا اس کا نام کیا رکھا ہے؟ ابواُسَیْد نے کوئی نام بتایا کہ فلاں نام رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ اس کا نام مُنْذِر ہے۔ آپ نے اس دن اس کا نام منذر رکھا۔

(صحیح البخاری کتاب الادب باب تحویل الاسم الی اسم احسن منہ حدیث 6191)

شارحین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس بچے کا نام منذر رکھنے کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ حضرت ابواُسَیْد کے چچا زاد بھائی کا نام منذر بن عمرو تھا جو بئرِ معونہ میں شہید ہوئے تھے۔ پس یہ نام تفاؤل کی وجہ سے رکھا گیا تھا کہ وہ بھی ان کے اچھے جانشین ثابت ہوں۔

(فتح الباری شرح صحیح البخاری کتاب المغازی جلد 7 صفحہ 497 حدیث 4094 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی)

حضرت سُلَیمان بن یَسَار سے مروی ہے کہ حضرت عثمانؓ کی شہادت سے پہلے حضرت ابواُسَیْد الساعدی کی بینائی زائل ہو گئی۔ نظر آنا بند ہو گیا۔ آنکھیں خراب ہو گئیں تو اس بات پر آپ کہا کرتے تھے کہ اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں بینائی سے نوازا اور وہ ساری برکات میں نے دیکھیں اور پھر جب اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو آزمائش میں ڈالنا چاہا تو میری بینائی ختم کر دی۔

(المستدرک علی الصحیحین جلد 3 صفحہ 591 کتاب معرفۃ الصحابۃ حدیث 6189، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2002ء)

میری نظر ختم ہو گئی تاکہ میں ان بری حالتوں کو نہ دیکھ سکوں۔

حضرت عثمان بن عبید اللہ جو حضرت سعد بن ابی وقاص کے آزاد کردہ غلام تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ ''میں نے حضرت ابن عمرؓ، حضرت ابوہریرۃؓ، حضرت ابوقتادہؓ اور حضرت ابواُسَیْدؓ ساعدی کو دیکھا۔ یہ

حضرات ہم پر سے گزرتے تھے اس حال میں کہ ہم مکتب میں ہوتے تھے تو ہم ان سے عبیر کی خوشبو محسوس کیا کرتے تھے۔'' یہ خوشبو ہے جو زعفران اور کئی چیزوں سے ملا کر بنائی جاتی ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ جلد 6 صفحہ 216 کتاب الادب باب مایستحب للرجال ان یوجد ریحہ منہ، دار الفکر بیروت)

مروان بن الحکم حضرت ابو اُسَید ساعدی کو صدقے پر عامل بنایا کرتے تھے۔ یعنی اکٹھا کرنے کے لئے اور اس کی تقسیم کے لئے۔ حضرت ابو اُسَید ساعدی جب دروازے پر آتے تو اونٹ بٹھاتے اور ان کو تمام چیزیں تقسیم کے لئے دیتے۔ آخری چیز جو ان کو دیتے وہ چابک ہوتا۔ اسے دیتے ہوئے یوں کہتے کہ یہ تمہارے مال میں سے ہے۔ حضرت ابو اسید ایک مرتبہ زکوۃ کا مال تقسیم کرنے آئے اور جو سامان تھا وہ پورا تقسیم کر کے چلے گئے۔ گھر میں جا کر جو سوئے تو خواب میں انہوں نے دیکھا کہ ایک سانپ ان کی گردن سے لپٹ گیا ہے۔ وہ گھبرا کر اٹھے اور پوچھا کہ اے فلاں! (خادمہ سے یا بیوی سے پوچھا کہ) کیا مال میں سے کوئی چیز رہ گئی ہے جو تقسیم کرنے کے لئے مجھے دی گئی تھی۔ وہ بولی کہ نہیں۔ حضرت ابو اُسَید نے فرمایا کہ پھر کیا بات ہے کہ سانپ میری گردن میں لپٹ گیا تھا۔ دیکھو شاید کچھ رہ گیا ہو۔ جب انہوں نے دیکھا تو وہ بولی کہ ہاں اونٹ کو باندھنے والی ایک رسی ہے جس کے ساتھ ایک تھیلے کا منہ باندھ دیا گیا تھا۔ چنانچہ حضرت ابو اُسَید نے وہ رسّی بھی جا کر ان کو واپس کر دی۔

(شعب الایمان للبیہقی جلد 5 صفحہ 167 حدیث نمبر 3247، مکتبۃ الرشد ناشرون ریاض 2003ء)

اللہ تعالیٰ ان صحابہ کو تقویٰ کے باریک ترین معیاروں پر رکھ کر امانت کی ادائیگی کے اعلیٰ ترین معیار قائم کروانا چاہتا تھا اور اسی لئے پھر خوابوں میں بھی ان کی رہنمائی ہو جاتی تھی۔

عُمارہ بن غَزِیَّہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ کچھ جوانوں نے حضرت ابو اُسَید سے انصار کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کردہ فضائل کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ انصار کے تمام قبائل میں سب سے اچھے بنو نجار کے گھرانے ہیں۔ پھر بنو عبد الاَشْہل، پھر بنو حارث بن خزرج، پھر بنو ساعدہ اور انصار کے تمام گھرانوں میں خیر ہی خیر ہے۔ حضرت ابو اُسَید اس پر فرماتے تھے کہ اگر میں حق کے سوا کسی چیز کو قبول کرنے والا ہوتا تو میں بنو ساعدہ کے کسی خاندان سے شروع کرتا۔

(المستدرک علی الصحیحین جلد 3 صفحہ 592 کتاب معرفۃ الصحابہ حدیث 6194 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2002ء)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک جگہ تاریخ کے حوالے سے ذکر فرمایا ہے کہ جب عرب فتح ہوا اور اسلام پھیلنے لگا تو کندہ قبیلہ کی ایک عورت جس کا اسماء یا امیمہ نام تھا اور وہ جَوْنِیَہ یا بِنْتُ الجَوْن بھی کہلاتی تھی۔ اس کا بھائی لقمان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنی قوم کی طرف سے بطور وفد حاضر ہوا اور اس موقع پر اس نے یہ بھی خواہش کی کہ اپنی ہمشیرہ کی شادی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دے اور بالمشافہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست بھی کر دی کہ میری بہن جو پہلے ایک رشتہ دار سے بیاہی ہوئی تھی اب بیوہ ہے اور نہایت خوبصورت اور لائق بھی ہے آپ اس سے شادی کر لیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چونکہ قبائل عرب کا اتحاد منظور تھا اس لئے آپ نے اس کی یہ دعوت منظور کر لی اور فرمایا کہ ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی پر نکاح پڑھ دیا جائے۔ اس نے کہا یا رسول اللہ ہم معزز لوگ ہیں۔ بڑے رئیس لوگ ہیں یہ مہر تھوڑا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس سے زیادہ میں نے اپنی کسی بیوی یا لڑکی کا مہر نہیں باندھا۔ جب اس نے رضامندی کا اظہار کر دیا اور اس نے کہا ٹھیک ہے تو نکاح پڑھا گیا اور اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ کسی آدمی کو بھیج کر اپنی بیوی منگوا لیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو اُسَید کو اس کام پر مقرر کیا۔ وہ وہاں تشریف لے گئے۔ جونیہ نے ان کو اپنے گھر بلایا تو حضرت اُسَید نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں پر حجاب نازل ہو چکا ہے۔ اس پر اس نے دوسری ہدایات دریافت کیں جو آپ نے انہیں بتا دیں اور اونٹ پر بٹھا کر مدینہ لے آئے اور ایک مکان میں جس کے گرد کھجوروں کے درخت بھی تھے لا کر اتارا۔ اس عورت کے ساتھ جس کی شادی ہوئی تھی اس کی دایہ بھی اس کے رشتہ داروں نے روانہ کی تھی۔ حضرت مصلح موعود لکھتے ہیں کہ جس طرح ہمارے ملکوں میں بھی ایک بے تکلف نوکر ساتھ جاتی ہے۔ بڑے لوگ، امیر لوگ بھیجا کرتے تھے اس زمانے میں۔ اب تو یہ رواج نہیں، پرانے زمانے میں ہوتا تھا تا کہ اسے کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔ چونکہ یہ عورت جو تھی جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی ہوئی تھی یا جس کے بھائی نے رشتہ پیش کیا تھا، شادی کی خواہش کی تھی اور پھر نکاح بھی ہو گیا تھا یہ عورت بڑی حسین مشہور تھی اور یوں بھی جو عورتوں کو دلہن دیکھنے کا شوق ہوتا ہے۔ محلے کی، قریب کی جو دوسری عورتیں ہوتی ہیں جب کوئی نو بیاہتا دلہن آئے تو انہیں اس کو دیکھنے کا شوق ہوتا ہے۔ مدینہ کی عورتیں بھی اس عورت کو دیکھنے گئیں۔ اس کی خوبصورتی بڑی مشہور تھی اور اس عورت کے بیان کے مطابق کسی عورت نے اس کو سکھا دیا کہ رعب پہلے دن ہی ڈالا جاتا ہے۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تیرے پاس آئیں تو تو کہہ دیجیو کہ میں آپ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں۔ اس پر وہ تیرے زیادہ گرویدہ ہو جائیں گے۔ حضرت مصلح موعودؓ لکھتے ہیں کہ اگر یہ بات اس عورت کی بنائی ہوئی نہیں تو کچھ تعجب نہیں کہ کسی منافق نے اپنی بیوی یا اور کسی رشتہ دار کے ذریعہ یہ شرارت کی ہو۔ غرض جب اس کی آمد کی اطلاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی تو آپ اس گھر کی طرف تشریف لے گئے جو اس کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ احادیث میں لکھا ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لائے تو آپ نے اس سے فرمایا کہ تو اپنا نفس مجھے ہبہ کر دے۔ اس نے جواب دیا کہ کیا ملکہ بھی اپنے آپ کو عام آدمیوں کے سپرد کیا کرتی ہے؟ ابو اُسَید کہتے ہیں کہ اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خیال سے کہ اجنبیت کی وجہ سے گھبرا رہی ہے اسے تسلی دینے کے لئے اس پر اپنا ہاتھ رکھا۔ آپ نے اپنا ہاتھ ابھی رکھا ہی تھا کہ اس نے یہ نہایت گندہ اور نامعقول فقرہ کہہ دیا کہ میں تجھ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتی ہوں۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ چونکہ نبی خدا تعالیٰ کا نام سن کر ادب کی روح سے بھر جاتا ہے اور اس کی عظمت کا متوالا ہو جاتا ہے۔ اس کے اس فقرے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً فرمایا کہ تو نے ایک بڑی ہستی کا واسطہ دیا ہے اور اس کی پناہ مانگی ہے جو بڑا پناہ دینے والا ہے اس لئے میں تیری درخواست کو قبول کرتا ہوں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی وقت باہر تشریف لے آئے اور فرمایا کہ اے ابو اُسَید اسے دو چادریں دے دو اور اس کے گھر والوں کے پاس پہنچا دو۔ چنانچہ اس کے بعد اسے مہر کے حصہ کے علاوہ بطور احسان دو رازقی چادریں دینے کا آپ نے حکم دیا تا کہ قرآن کریم کا حکم وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ پورا ہو۔ یعنی آپس میں احسان کا سلوک بھول نہ جایا کرو۔ اس کے مطابق آپ نے زائد دیا، احسان کیا۔ حضرت مصلح موعود لکھتے ہیں کہ جو ایسی عورتوں کے متعلق ہے جن کو بلا صحبت طلاق دے دی جائے اور آپ نے اسے رخصت کر دیا اور ابو اُسَید ہی اس کو اس کے گھر پہنچا آئے۔ اس کے قبیلے کے لوگوں پر یہ بات نہایت شاق گزری اور انہوں نے اس کو ملامت کی۔ مگر وہ یہی جواب دیتی رہی کہ یہ میری بدبختی ہے اور بعض دفعہ اس نے یہ بھی کہا کہ مجھے ورغلایا گیا تھا اور کہا گیا تھا کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تیرے پاس آئیں تو تم پرے ہٹ جانا اور نفرت کا اظہار کرنا۔ اس طرح ان پر تمہارا رعب قائم ہو جائے گا۔ معلوم نہیں یہی وجہ ہوئی یا کوئی اور۔ بہرحال اس نے نفرت کا اظہار کیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس سے علیحدہ ہو گئے اور اسے رخصت کر دیا۔

(ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 533-535 تفسیر سورۃ البقرۃ :آیت 228)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جو بیویوں کا الزام لگاتے ہیں کہ خوبصورت عورتوں کے نعوذ باللہ دلدادہ تھے۔ یہ جو سارا واقعہ ہے ان کے لئے کافی جواب ہے۔

حضرت ابو اُسَید کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب بھی کوئی چیز مانگی جاتی تو آپ نے کبھی انکار نہیں فرمایا۔

(مجمع الزوائد جلد 8 صفحہ 409 کتاب علامات النبوۃ باب فی جودہ حدیث 14179، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2001ء)

دوسرے صحابی جو وہ ہیں حضرت عبداللہ بن عبدالاسد ہیں۔ ان کا نام عبداللہ تھا اور کنیت ابوسلمہ۔ آپ کی والدہ بَرَّہ بنت عبدالمطلب تھیں اور آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت حمزہ کے رضاعی بھائی بھی تھے۔ انہوں نے ابولہب کی لونڈی ثُوَیبہ کا دودھ پیا تھا۔ حضرت اُمّ المومنین اُمّ سلمہ پہلے آپ کے نکاح میں تھیں۔

(اسد الغابہ جلد 3 صفحہ 295، عبداللہ بن عبدالاسد، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

اس کے بارے میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے بھی سیرت خاتم النبیین میں لکھا ہے کہ:

''ابوسلمہ بن عبدالاسد تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی تھے اور بنومخزوم سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کی وفات پر ان کی بیوہ اُمّ سلمہ کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی ہوئی۔''

(سیرت خاتم النبیین ﷺ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے صفحہ 124)

حضرت عبداللہ بن عبدالاسد اسلام میں سبقت کرنے والے لوگوں میں سے ہیں۔ ابن اسحاق کے مطابق دس آدمیوں کے بعد آپ اسلام لائے۔ یعنی ابتدائی مسلمانوں میں سے تھے۔

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، جلد سوم صفحہ 71، عبداللہ بن عبد الاسد، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان 2002ء)

ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابوعبیدہ بن حارث، حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسد، حضرت ارقم بن ابوارقم اور حضرت عثمان بن مظعون حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اسلام کی دعوت دی اور قرآن مجید پڑھ کر سنایا جس پر انہوں نے اسلام قبول کر لیا اور یہ

شہادت دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت اور راستی پر ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عبدالاسد اپنی بیوی حضرت اُمِّ سلمہ کے ہمراہ پہلی ہجرت حبشہ میں شامل ہوئے۔ حبشہ سے واپس مکہ آنے کے بعد مدینہ ہجرت کی۔

(اسد الغابہ فی معرفة الصحابہ جلد خامس صفحہ 153، ابو سلمہ، مکتبہ دار الفکر بیروت لبنان 2003ء)

سیرت خاتم النبیین میں ان کی ہجرت حبشہ کا ذکر ملتا ہے کہ جب مسلمانوں کی تکلیف انتہا کو پہنچ گئی اور قریش اپنی ایذا رسانی میں ترقی کرتے گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے فرمایا کہ وہ حبشہ کی طرف ہجرت کر جائیں اور فرمایا کہ حبشہ کا بادشاہ عادل اور انصاف پسند ہے۔ اس کی حکومت میں کسی پر ظلم نہیں ہوتا۔ حبشہ کا ملک جسے انگریزی میں ایتھوپیا یا ابے سینیا کہتے ہیں براعظم افریقہ کے شمال مشرق میں واقعہ ہے اور جائے وقوع کے لحاظ سے جنوبی عرب کے بالکل مقابل پر ہے اور درمیان میں بحر احمر کے سوا کوئی اور ملک حائل نہیں۔ اس زمانے میں حبشہ میں ایک مضبوط عیسائی حکومت قائم تھی اور وہاں کا بادشاہ نجاشی کہلاتا تھا بلکہ اب تک بھی وہاں کا حکمران اسی نام سے پکارا جاتا ہے۔ حبشہ کے ساتھ عرب کے تجارتی تعلقات تھے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب لکھتے ہیں کہ ان ایام میں جن کا ہم ذکر کر رہے ہیں حبشہ کا دارالسلطنت اکسوم تھا جو موجودہ شہر عدوا کے قریب واقعہ ہے اور اب تک ایک مقدس شہر کی صورت میں آباد چلا آتا ہے۔ اکسوم ان دنوں میں ایک بڑی طاقتور حکومت کا مرکز تھا اور اس وقت کے نجاشی کا ذاتی نام اَصْحَمَہ تھا جو ایک عادل اور بیدار مغز اور مضبوط بادشاہ تھا۔ بہرحال جب مسلمانوں کی تکلیف انتہا کو پہنچ گئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ارشاد فرمایا کہ جن جن سے ممکن ہو حبشہ کی طرف ہجرت کر جائیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے پر ماہ رجب 5 نبوی میں گیارہ مرد اور چار عورتوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ ان میں سے زیادہ معروف کے نام یہ ہیں عثمان بن عفان اور ان کی زوجہ رقیہ بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم، عبدالرحمن بن عوف، زبیر بن العوام، ابوحذیفہ بن عتبہ، عثمان بن مظعون، مصعب بن عمیر، ابوسلمہ بن عبدالاسد اور ان کی زوجہ حضرت اُمِّ سلمہ۔ یہ ایک عجیب بات ہے کہ ابتدائی مہاجرین میں زیادہ تعداد ان لوگوں کی تھی جو قریش کے طاقتور قبائل سے تعلق رکھتے تھے اور کمزور لوگ کم نظر آتے ہیں جس سے دو باتوں کا پتہ چلتا ہے۔ اوّل یہ کہ طاقتور قبائل سے تعلق رکھنے والے لوگ بھی قریش کے مظالم سے محفوظ نہ تھے۔ دوسرے یہ کہ کمزور لوگ مثلاً غلام وغیرہ اس وقت ایسی کمزوری اور بے بسی کی حالت میں تھے کہ ہجرت کی بھی طاقت نہ رکھتے تھے۔ جب یہ مہاجرین جنوب کی طرف سفر کرتے ہوئے شُعَیْبَہ پہنچے جو اس زمانے میں عرب کا ایک بندرگاہ تھا تو اللہ تعالیٰ کا ایسا فضل ہوا کہ ان کو ایک تجارتی جہاز مل گیا جو حبشہ کی طرف روانہ ہونے کو بالکل تیار تھا۔ چنانچہ یہ سب امن سے اس میں سوار ہو گئے اور جہاز روانہ ہو گیا۔ قریش مکہ کو ان کی ہجرت کا علم ہوا تو سخت برہم ہوئے کہ یہ شکار مفت میں ہاتھ سے نکل گیا۔ (ان کا پیچھا کر رہے تھے کہ جانے نہیں دینا لیکن وہ چلے گئے۔) چنانچہ انہوں نے ان مہاجرین کا پیچھا کیا مگر جب ان کے آدمی ساحل پر پہنچے تو جہاز روانہ ہو چکا تھا اس لئے خائب و خاسر واپس لَوٹے۔ حبشہ میں پہنچ کر مسلمانوں کو نہایت امن کی زندگی نصیب ہوئی اور خدا خدا کر کے قریش کے مظالم سے چھٹکارا ملا۔ **(سیرت خاتم النبیین ﷺ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے صفحہ 146-147)**

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ جب حضرت ابوسلمہ نے (حبشہ سے واپس آنے کے بعد) حضرت ابوطالب سے پناہ طلب کی تو بنومخزوم میں سے چند اشخاص ابوطالب کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ تم نے اپنے بھتیجے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تو اپنی پناہ میں رکھا ہی ہوا ہے مگر ہمارے بھائی ابوسلمہ کو تم نے کیوں پناہ دی ہے؟ ابوطالب نے کہا اس نے مجھ سے پناہ طلب کی اور وہ میرا بھانجا بھی ہے اور اگر اپنے بھتیجے کو پناہ نہ دیتا تو بھانجے کو بھی پناہ نہ دیتا۔ ابولہب نے بنومخزوم کے لوگوں سے کہا کہ تم ہمیشہ ہمارے بزرگ ابوطالب کو آ کر ستاتے ہو اور طرح طرح کی باتیں کرتے ہو بخدا یا تو تم اس سے باز آ جاؤ ورنہ ہم ہر ایک کام میں ان کے ساتھ شریک ہوں گے یہانتک کہ وہ اپنے ارادے کی تکمیل کر لے۔ اس پر ان لوگوں نے (ابولہب کو مخاطب کرتے ہوئے) کہا کہ اے ابوعتبہ! جس چیز کو تو ناپسند کرتا ہے ہم بھی اس سے پیچھے ہٹتے ہیں۔ ابولہب کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بنومخزوم کا دوست تھا اور مددگار بھی تھا اس لئے وہ لوگ اس بات سے باز آ گئے کہ ان کو ابوسلمہ کے بارے میں کچھ زور دیں یا زیادتی کریں۔ ابوطالب کو ابولہب سے موافقت کی بات سن کر (جب انہوں نے موافقت کی بات سنی کہ وہ میرے موافق بات کر رہا ہے اور دوسرے قبیلہ کو روک دیا ہے) امید بندھی کہ یہ بھی ہماری امداد پر آمادہ ہو جائے گا۔ چنانچہ انہوں نے چند اشعار کہے جن میں ابولہب کی تعریف کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امداد پر اسے ترغیب دلائی۔

(السیرة النبویة لابن ہشام صفحہ 269-270، قصة ابی سلمة رضی اللہ عنہ فی جوارہ، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان 2001)

لیکن بہرحال اس کا اثر کوئی نہیں ہوا اور مخالفت میں بڑھتا چلا گیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ اُمّ المومنین حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب میرے خاوند حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے مدینہ جانے کا قصد کیا تو اپنے اونٹ کو تیار کیا اور مجھے اور بیٹے سلمہ کو جو میری گود میں تھا اس پر سوار کروایا اور پھر چل پڑے۔ آگے جا کر بنومخزوم کے چند لوگوں نے گھیر لیا اور کہا کہ اُمِّ سلمہ ہماری لڑکی ہے ہم اس کو تمہارے ساتھ نہیں جانے دیں گے کہ تم اسے لے کر شہر بہ شہر پھرتے رہو۔ حضرت اُمِّ سلمہ کہتی ہیں غرض یہ کہ ان لوگوں نے میرے خاوند کو مجھ سے چھین لیا۔ حضرت ابوسلمہ کے قبیلہ بنوعبدالاسد کے لوگ اس بات پر بہت خفا ہوئے اور انہوں نے کہا کہ یہ لڑکا ابوسلمہ کا ہے اس کو ہم تمہارے پاس نہیں چھوڑیں گے چنانچہ وہ میرے بچے کو لے گئے۔ (لڑکی کو اس کے قبیلے نے رکھ لیا اور جو بچہ تھا وہ مرد کے قبیلے والے نے لے لیا۔) اور کہتی ہیں کہ میں بالکل تنہا رہ گئی۔ میں ایک سال تک اسی مصیبت میں گرفتار رہی کہ ہر روز اَبْطَح مقام پر جا کر میں روتی رہی۔ ایک روز میرے چچا کے بیٹوں میں سے ایک شخص نے مجھے وہاں روتے دیکھا تو اس کو مجھ پر رحم آیا اور اس نے میری قوم بنومُغِیرة سے جا کر کہا کہ تم اس مسکین عورت کو کیوں ستاتے ہو۔ تم نے اس کو اس کے خاوند اور بچے سے جدا کر دیا ہے اس کو چھوڑ دو۔ اس پر انہوں نے مجھے کہہ دیا کہ اپنے خاوند کے پاس چلی جاؤ۔ حضرت اُمِّ سلمہ کہتی ہیں کہ اس کے بعد میرے بیٹے کو بنی عبدالاسد نے واپس کر دیا۔ پھر میں نے اپنے اونٹ کو تیار کیا اور اپنے بچے کو ساتھ لے کر اس پر سوار ہوئی۔ جب میں مدینہ کو روانہ ہوئی تو کوئی بھی مددگار میرے ساتھ نہ تھا۔ جب مقام تنعیم میں پہنچی تو وہاں پر مجھے حضرت عثمان بن ابوطلحہ، (یہ اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ انہوں نے سَن 6 ہجری میں اسلام قبول کیا تھا) ملے اور مجھے کہنے لگے کہ اے اُمِّ سلمہ کدھر جا رہی ہیں؟ میں نے کہا کہ میں اپنے خاوند کے پاس مدینہ جا رہی ہوں۔ حضرت عثمان نے دریافت کیا کہ کیا تمہارے ساتھ کوئی ہے؟ میں نے کہا کہ خدا کی قسم! کوئی بھی نہیں۔ صرف میرا یہ بیٹا اور خدا میرے ساتھ ہے۔ عثمان نے کہا کہ اللہ کی قسم! اس طرح تن تنہا میں تمہیں ہرگز نہیں جانے دوں گا۔ میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ پھر انہوں نے میرے اونٹ کی مہار پکڑ لی۔ حضرت اُمِّ سلمہ بیان کرتی ہیں کہ اللہ کی قسم! میں نے عرب کے آدمیوں میں سے اتنا معزز شخص کوئی نہیں دیکھا۔ جب منزل پر پہنچتے تو اونٹ کو بٹھا کر الگ ہو جاتے۔ (مختلف جگہوں پہ پڑاؤ ڈالتے ہوئے جاتے تھے۔ جب ایک منزل پر پہنچتے تو اونٹ کو بٹھاتے اور الگ ہو جاتے۔) میں جس وقت اونٹ سے اترتی تو وہ اونٹ پر سے اس کا کجاوہ اتار کر اسے درخت سے باندھ دیتے اور علیحدہ درخت کے سائے میں جا کر سو جاتے۔ جب چلنے کا وقت ہوتا تو وہ اونٹ کو تیار کر دیتے اور پھر میں اس پر سوار ہو جاتی اور وہ نکیل پکڑ کر چل پڑتے یہاں تک کہ ہم اسی طرح مدینہ پہنچ گئے۔ حضرت عثمان بن ابوطلحہ نے جب قبا میں بنوعمرو بن عوف کے گاؤں کو دیکھا تو مجھ سے کہا کہ اے اُمِّ سلمہ! تمہارے خاوند ابوسلمہ یہیں پر ٹھہرے ہوئے ہیں۔ تم خدا کی برکت کے ساتھ اس جگہ میں داخل ہو جاؤ اور پھر عثمان واپس مکّہ کو چلے گئے۔ **(السیرة النبویة لابن ہشام صفحہ 333، ذکر المہاجرین الی المدینہ، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان 2001)**

ہجرت کے دوسرے سال جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ عُشَیْرَہ کے لئے نکلے تو ابوسلمہ کو مدینہ میں امیر مقرر فرمایا۔ **(الاستیعاب فی معرفة الاصحاب، جلد سوم صفحہ 71، عبداللہ بن عبدالاسد، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان 2002ء)**

غزوہ عُشَیْرَہ کے بارے میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب لکھتے ہیں کہ ”جمادی الاولیٰ میں پھر قریش مکہ کی طرف سے کوئی خبر پا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین کی ایک جماعت کے ساتھ مدینہ سے نکلے اور اپنے پیچھے اپنے رضاعی بھائی ابوسلمہ بن عبدالاسد کو امیر مقرر فرمایا۔ اس غزوہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کئی چکر کاٹتے ہوئے بالآخر ساحل سمندر کے قریب یَنْبُع کے مقام عُشَیْرَہ تک پہنچے۔ اور گو قریش کا مقابلہ نہیں ہوا مگر اس میں آپ نے قبیلہ بنومُدْلِجْ کے ساتھ انہی شرائط پر جو بنوضَمْرَہ کے ساتھ قرار پائی تھیں ایک معاہدہ طے فرمایا اور پھر واپس تشریف لے آئے۔“ **(سیرت خاتم النبیین ﷺ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے صفحہ 329)**

بنوضَمْرَہ کے ساتھ یہ شرائط طے پائی تھیں کہ بنوضَمْرَہ مسلمانوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھیں گے اور مسلمانوں کے خلاف کسی دشمن کی مدد نہیں کریں گے اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو مسلمانوں

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

کی مدد کے لئے بلائیں گے تو وہ فوراً آ جائیں گے۔ دوسری طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی طرف سے یہ عہد کیا کہ مسلمان قبیلہ بنوضَمْرہ کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھیں گے اور بوقت ضرورت ان کی مدد کریں گے۔ یہ معاہدہ باقاعدہ لکھا گیا اور فریقین کے اس پر دستخط ہوئے۔

(الطبقات الکبریٰ جلد اوّل صفحہ 133 باب ذکر بعثہ رسول اللہ ﷺ الرسل بکتبہ... الخ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 1996ء)

پھر سیرۃ خاتم النبیین میں لکھا ہے کہ جنگ اُحد میں جو ہزیمت مسلمانوں کو پہنچی اس نے قبائل عرب کو مسلمانوں کے خلاف سر اٹھانے پر آگے سے بھی زیادہ دلیر کر دیا۔ چنانچہ ابھی جنگ اُحد پر زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا اور صحابہ ابھی اپنے زخموں کے علاج سے بھی پوری طرح فارغ نہیں ہوئے تھے کہ محرم 4 ہجری میں اچانک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ میں یہ اطلاع پہنچی کہ قبیلہ اسد کا رئیس طُلَیْحہ بن خُوَیلد اور اس کا بھائی سلمہ بن خُوَیلد اپنے علاقہ کے لوگوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جنگ کرنے کے لئے آمادہ کر رہے ہیں۔ اس خبر کے ملتے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اپنے ملک کے حالات کے ماتحت اس قسم کی خبروں کے خطرات کو خوب سمجھتے تھے فوراً ڈیڑھ سو صحابیوں کا ایک تیز رَو دستہ تیار کر کے اس پر ابوسلمہ بن عبدالاسد کو امیر مقرر فرمایا اور انہیں تاکید کی کہ یلغار کرتے ہوئے پہنچیں اور پیشتر اس کے کہ بنو اسد اپنی عداوت کو عملی جامہ پہنا سکیں انہیں منتشر کر دیں۔ چنانچہ ابوسلمہ تیزی مگر خاموشی کے ساتھ بڑھتے ہوئے وسط عرب کے مقام قَطَنْ میں بنو اسد تک پہنچ گئے اور انہیں جا لیا۔ لیکن کوئی لڑائی نہیں ہوئی بلکہ بنو اسد کے لوگ مسلمانوں کو دیکھتے ہی اِدھر اُدھر منتشر ہو گئے۔ اور ابوسلمہ چند دن کی غیر حاضری کے بعد مدینہ واپس پہنچ گئے۔ اس سفر کی غیر معمولی مشقت سے ابوسلمہ کا وہ زخم جو انہیں اُحد میں آیا تھا اور اب بظاہر مندمل ہو چکا تھا پھر خراب ہو گیا اور باوجود علاج معالجہ کے بگڑتا ہی گیا اور بالآخر اسی بیماری میں اس مخلص اور پرانے صحابی نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی بھی تھے وفات پائی۔

(سیرت خاتم النبیین ﷺ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے صفحہ 511)

انہیں اَلْیَسِیْرَۃ کنوئیں کے پانی سے غسل دیا گیا جو عَالِیہ مقام پر بنواُمیّہ بن زید کی ملکیت میں تھا۔ اس کنوئیں کا نام جاہلیت میں العَبِیْر تھا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل کر اَلْیَسِیْرَۃ رکھ دیا تھا۔ اور حضرت ابوسلمہ کو مدینہ میں دفن کیا گیا۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 128 ابو سلمہ بن عبدالاسد دار احیاء التراث بیروت لبنان 1996ء)

حضرت ابوسلمہ کی جب وفات ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی کھلی آنکھوں کو بند کیا اور ان کی وفات کے بعد یہ دعا کی کہ اے اللہ! ابوسلمہ سے مغفرت کا سلوک فرما اور اس کے درجات ہدایت یافتہ لوگوں میں بلند کر دے اور پیچھے رہ جانے والے اس کے پسماندگان میں خود اس کا قائمقام ہو جا۔ اے تمام جہانوں کے رب! اسے بخش دے اور ہمیں بھی۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ جب حضرت ابوسلمہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے یہ دعا کی کہ اے خدا میرے اہل پر میرا جانشین بہترین شخص کو بنانا۔ چنانچہ یہ دعا قبول ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُمّ سلمہ سے نکاح کر لیا۔

(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ جز ثالث صفحہ 296، عبداللہ بن عبدالاسد، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

حضرت اُمّ سلمہ کے بیٹے بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوسلمہ حضرت اُمّ سلمہ کے ہاں تشریف لائے اور فرمانے لگے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث سنی ہے جو مجھے فلاں فلاں چیز سے زیادہ عزیز ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جس شخص کو جو بھی مصیبت پہنچے اس پر وہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہہ کر یہ کہے کہ اے اللہ! مَیں اپنی اس مصیبت کا آپ کے ہاں سے ثواب طلب کرتا ہوں۔ اے اللہ! مجھے اس کا بدل عطا فرما تو اللہ تعالیٰ اسے عطا کر دیتا ہے۔ حضرت اُمّ سلمہ بیان کرتی ہیں کہ جب ابوسلمہ شہید ہوئے تو میں نے یہ دعا مانگی جبکہ میرا دل پسند نہیں کر رہا تھا کہ میں دعا مانگوں کہ اے اللہ! مجھے ان یعنی حضرت ابوسلمہ کا بدل عطا فرما۔ پھر میں نے کہا ابوسلمہ سے بہتر کون ہو سکتا ہے؟ کیا وہ ایسے نہ تھے؟ کیا وہ ویسے نہ تھے؟ یعنی ایسی ایسی خوبیوں اور صفات حسنہ کے مالک تھے۔ پھر بھی میں یہ دعا پڑھتی رہی۔ جب حضرت اُمّ سلمہ کی عدت پوری ہوئی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے پیغام نکاح آیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ شادی کر لی۔ **(الاصابہ فی تمییز الصحابہ جلد 4 صفحہ 132 مکتبہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان 2005ء)**

شادی کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے سیرت خاتم النبیین میں لکھا کہ اسی سال (4 ہجری) ماہ شوال میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمّ سلمہ سے شادی فرمائی۔ اُمّ سلمہ قریش کے ایک معزز گھرانے سے تعلق رکھتی تھیں اور اس سے پہلے ابوسلمہ بن عبدالاسد کے عقد میں تھیں جو ایک نہایت مخلص اور پرانے صحابی تھے اور اسی سال فوت ہوئے تھے۔ جب اُمّ سلمہ کی عدت (یعنی وہ میعاد جو اسلامی شریعت کی رو سے ایک بیوہ یا مطلقہ عورت پر گزرنی ضروری ہوتی ہے اور اس سے پہلے وہ نکاح نہیں کر سکتی وہ) گزر گئی تو چونکہ اُمّ سلمہ ایک نہایت سمجھدار اور باسلیقہ اور قابل خاتون تھیں اس لئے حضرت ابوبکر کو ان کے ساتھ شادی کرنے کی خواہش پیدا ہوئی۔ مگر اُمّ سلمہ نے انکار کیا۔ آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خود اپنے لئے ان کا خیال آیا جس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اُمّ سلمہ کی ذاتی خوبیوں کے علاوہ جن کی وجہ سے وہ ایک شارع نبی کی بیوی بننے کی اہل تھیں وہ ایک بہت بڑے پائے کے قدیم صحابی کی بیوہ تھیں اور پھر صاحب اولاد بھی تھیں جس کی وجہ سے ان کا کوئی خاص انتظام ہونا ضروری تھا۔ علاوہ ازیں چونکہ ابوسلمہ بن عبدالاسد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی بھی تھے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے پسماندگان کا خاص خیال تھا۔ بہرحال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمّ سلمہ کو اپنی طرف سے شادی کا پیغام بھیجا۔ پہلے تو اُمّ سلمہ نے اپنی بعض معذوریوں کی وجہ سے کچھ تامّل کیا اور یہ عذر بھی پیش کیا کہ میری عمر اب بہت زیادہ ہو گئی ہے اور مَیں اولاد کے قابل نہیں رہی۔ لیکن چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غرض اَور تھی اس لئے بالآخر وہ رضامند ہو گئیں اور ان کی طرف سے ان کے لڑکے نے ماں کا ولی ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کی شادی کر دی۔ جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے اُمّ سلمہ ایک خاص پائے کی خاتون تھیں اور نہایت فہیم اور ذکی ہونے کے علاوہ اخلاص و ایمان میں بھی ایک اعلیٰ مرتبہ رکھتی تھیں اور ان لوگوں میں سے تھیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ابتداءً حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ مدینہ کی ہجرت میں بھی وہ سب مستورات سے اوّل نمبر پر تھیں۔ حضرت اُمّ سلمہؓ پڑھنا بھی جانتی تھیں اور مسلمان مستورات کی تعلیم و تربیت میں انہوں نے خاص حصہ لیا۔ چنانچہ کتب حدیث میں بہت سی روایات اور احادیث ان سے مروی ہیں اور اس جہت سے ان کا درجہ ازواج النبی میں دوسرے نمبر پر اور کُل صحابہ (مرد و زن) میں بارہویں نمبر پر ہے۔‘‘

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیین ﷺ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے صفحہ 530-531)

یہ صحابہ کا ذکر تھا۔ اللہ تعالیٰ ان صحابہ کے اعلیٰ مقام کو مزید بلندیوں پر لے جاتا چلا جائے اور ہمیں بھی ان نیکیوں کو کرنے کی توفیق دے جو یہ لوگ کرتے رہے۔

اب میں کچھ وفات شدگان کا اعلان کروں گا اور نماز کے بعد ان کا جنازہ پڑھاؤں گا۔

ان میں سے پہلے راجہ نصیر احمد صاحب ناصر ہیں جو واقف زندگی تھے اور مربی سلسلہ تھے اور سابق ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ بھی رہے۔ 6؍جولائی کو صبح گیارہ بجے 80 سال کی عمر میں ان کی طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ میں وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ کئی سالوں سے آپ بیمار تھے۔ 2012ء سے ان کی طبیعت آہستہ آہستہ خراب چلی آ رہی تھی۔ گزشتہ تین ماہ سے برین ہیمبرج کی وجہ سے بالکل ہی بستر پر تھے۔ 7؍مئی 1938ء کو بھیرہ ضلع سرگودھا میں پیدا ہوئے۔ وہیں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ میٹرک کیا۔ اس کے بعد لاہور جا کر محکمہ اریگیشن (Irrigation) میں بطور کلرک نوکری شروع کر دی۔ 1958ء میں انہوں نے زندگی وقف کی اور جامعہ میں داخل ہوئے اور 1965ء میں شاہد کی ڈگری حاصل کی۔ ان کے خاندان میں احمدیت ان کے والد راجہ غلام حیدر صاحب کے ذریعہ آئی تھی جنہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اور بعد میں پھر اپنے والدین اور بہن بھائیوں کی بھی بیعت کروائی۔ راجہ نصیر احمد صاحب کے والد کی خواہش تھی کہ ان کا ایک بیٹا وقف زندگی ہو۔ چنانچہ اس خواہش کو پورا کرنے کے لئے راجہ صاحب نے 1958ء میں وقف زندگی کا فارم پُر کیا اور اپنے بڑے بھائی راجہ نذیر احمد صاحب ظفر (مرحوم) کے پاس لے گئے کہ اس پر دستخط کر دیں۔ ان کے بھائی نے انہیں کہا کہ سوچ لیں کہ یہ وقف زندگی بڑا مشکل کام ہے اور بڑا محنت کا کام ہے اور بڑی ذمہ داری کا کام ہے۔ لیکن آپ نے اپنے بھائی کو کہا کہ میں نے بہت سوچ لیا ہے آپ دستخط کر دیں۔ والد تو ان کے فوت ہو چکے تھے۔ اس کے بعد بہرحال آپ نے وقف کیا۔ جیسا کہ میں نے بتایا کہ جامعہ میں داخل ہوئے اور پھر وہاں سے فارغ التحصیل ہو کر میدان عمل میں آئے۔ جامعہ سے فارغ ہونے کے بعد 47 سال جماعت کی خدمت کی توفیق ملی۔ پاکستان میں مختلف جگہوں پر مربی کے طور پر خدمات سرانجام دیں اور جب بنگلہ دیش اور پاکستان ایک ہوتے تھے تو مشرقی پاکستان میں یا بنگلہ دیش میں بھی اور مشرقی پاکستان میں بھی ان کو بطور مربی خدمت کی توفیق ملی۔ یوگنڈا میں بھی مبلغ کے طور پر رہے۔ زائرے میں رہے۔ انڈونیشیا میں رہے۔ دو سال جامعہ احمدیہ میں بطور استاد بھی خدمت کی توفیق پائی۔ پھر صدر انجمن احمدیہ میں نائب ناظر بھی رہے۔ اس کے بعد دس سال ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ خدمت کی توفیق پائی۔ دو سال ایڈیشنل ناظر رشتہ ناطہ۔ پھر دو سال ایڈیشنل ناظر اشاعت کے طور پر ان کو توفیق ملی۔ اور 2012ء میں پھر یہ ریٹائرڈ ہوئے۔ ان کی اہلیہ ان کی چچا زاد تھیں جو اِن کی زندگی میں وفات پا گئی تھیں۔ اور ان کے تین بیٹے ہیں۔ راجہ محمد احمد صاحب یہاں لندن میں رہتے ہیں۔ راجہ عطاء المنان مربی سلسلہ وکالت تصنیف ربوہ میں ہیں۔ اور راجہ محمد اکبر بھی

یہاں انگلستان میں ہی رہتے ہیں۔ بڑے متوکّل اور دعا گو شخصیت تھے۔ ان کے بیٹے ہی لکھتے ہیں کہ آپ بنگلہ دیش میں تھے تو وہاں ایک دفعہ آگ لگ گئی اور احمدیوں کے گھروں کے قریب تک آگ پہنچ گئی۔ اس پر آپ نے دعا کی کہ اے اللہ تیرے مسیح موعود نے تو فرمایا ہے کہ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے تُو ہمیں اس آگ سے بچالے۔ کہتے ہیں کہ آگ اس گھر کی طرف آئی اور اس کے ایک کونے کو چُھو کے واپس وہیں رک گئی اور آگے نہیں بڑھی اور احمدیوں کے گھر جو تھے نقصان سے بچ گئے۔

یہ جب یوگنڈا میں تھے تو خانہ جنگی کی وجہ سے وہاں کے حالات خراب ہو گئے۔ لیکن پھر بھی آپ تبلیغ کے لئے جاتے رہتے تھے۔ تبلیغ کے لئے صبح جاتے تھے اور شام کو آتے تھے۔ ٹھہرنے کی کوئی جگہ نہیں تھی تو قریب قریب کے علاقوں میں جا سکتے تھے۔ وہاں کا ایک واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ جماعت اسلامی کا ایک شخص آپ کو کسی تبلیغی جماعت کا مولوی سمجھ کر آیا۔ اس نے کہا کہ اچھا میرے پاس ایک گاڑی ہے وہ آپ خرید لیں اور اس نے کہا کہ 1400 ڈالر کی گاڑی لے لیں۔ آخر سودا گیارہ سو پچاس ڈالر میں طے پایا۔ جماعت کے مالی حالات بھی ایسے نہیں تھے کہ گاڑی خرید سکتے۔ نہ راجہ صاحب کے اپنے حالات ایسے تھے کہ گاڑی خرید سکیں۔ مگر آپ نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ چنانچہ وہ سودا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ یا اللہ پیسوں کا انتظام کر دے تاکہ میں گاڑی خرید سکوں۔ اور اس لئے دعا کی کہ اپنا چولہا اور بستر رکھ کر تبلیغ کے لئے نکل جایا کروں اور تبلیغ میں سہولت رہے گی۔ کہتے ہیں بڑے پریشان تھے۔ سودا بھی ہو گیا تھا۔ چند دن کی مہلت تھی پیسے دینے کی۔ تو کہتے ہیں ایک دن مَیں نے پوسٹ بکس کھولا تو اس میں سے ایک خط نکلا جو اُن کے ایک نسبتی بھائی کا تھا۔ کینیڈا سے آیا ہوا تھا۔ اس میں لکھا ہوا تھا کہ میں نے رات خواب دیکھی کہ آپ کو ساڑھے گیارہ سو ڈالر کی ضرورت ہے۔ مجھے نہیں معلوم کہ آپ کو کیوں ضرورت ہے۔ لیکن بہرحال وہ پیسے آپ کو بھجوا رہا ہوں اور ساتھ ہی ساڑھے گیارہ سو ڈالر کا چیک بھی تھا۔ اس طرح اور بھی ان قبولیت دعا کے بہت سارے واقعات ہیں۔

قرآن کریم کی تلاوت کا ان کو بڑا شوق تھا۔ یہی لکھتے ہیں کہ والد صاحب کو شوق تھا کہ فضا میں بھی اور پانی میں بھی قرآن کریم ختم کریں۔ خشکی میں تو کئی دفعہ ختم کیا۔ اور بحری سفر میں بھی ان کو قرآن کریم ختم کرنے کی توفیق ملی۔ لیکن ہوائی جہاز کا لمبا سفر نہیں تھا تو جتنا بھی جس حد تک سفر کے دوران پڑھ سکتے تھے وہ پڑھا کرتے تھے۔ ان کے واقف زندگی بیٹے راجہ عطاء المنان جو ہیں، مربی ہیں اور وکالت تصنیف میں آجکل کام کر رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ابّا جان نے ہمیشہ دو نصیحتیں کی تھیں۔ ایک یہ کہ کبھی شرک نہیں کرنا۔ اور دوسرا یہ کہ ہر حال میں خلافت احمدیہ کے ساتھ وابستہ رہنا۔ اور خود بھی انہی باتوں کو اپنی زندگی کا محور بنایا۔ والدہ کی عزت و احترام کا یہ حال تھا کہ ان کی ہمشیرہ لکھتی ہیں کہ میری والدہ کی اتنی فرمانبرداری تھی کہ اگر کوئی بات وہ بار بار کہتیں تو ہر دفعہ ان کی بات کو اس طرح سنتے جس طرح وہ پہلی دفعہ سن رہے ہیں۔ کبھی یہ نہیں کہا کہ آپ پہلے مجھے یہ کہہ چکی ہیں۔ ان کی بہو جو مربی سلسلہ کی بیوی ہیں وہ لکھتی ہیں کہ اٹھارہ سالوں میں اس گھر سے اور خاص کر ابّا جی اور اُمّی یعنی سسر اور ساس سے سوائے عزت، محبت، پیار، مان کے اور کچھ نہیں ملا اور راجہ صاحب میری مرحومہ والدہ کو کہا کرتے تھے کہ میں آپ کی بیٹی کو میکہ بھلوا دوں گا۔ تو انہوں نے کہا کہ بچیاں میکہ کس طرح بھول سکتی ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ نہیں۔ جب سسرال میں کوئی بیٹی کی طرح رکھے تو میکے بھول جایا کرتی ہیں۔ بہرحال انہوں نے اپنی بہوؤں سے بھی بڑا پیار اور محبت کا سلوک رکھا۔ یہی لکھتی ہیں کہ ابّا جی کو میں نے عاشقِ خدا، عاشقِ رسول، عاشقِ مسیح موعود علیہ السلام اور عاشقِ خلفائے کرام اور عاشقِ قرآن اور خلافت سے بے انتہا محبت اور حد درجہ اطاعت کرنے والا، معاملہ فہم، صائب الرائے اور انتہائی حلیم پایا۔ لکھتی ہیں ان کی ایک خوبی یہ بھی تھی کہ ہر مہینے قرآن کریم کا دور مکمل کیا کرتے تھے۔ ان کے رشتہ داروں نے بھی لکھا ہے کہ ہم نے دیکھا ہے اور یہ غیر معمولی تھا کہ اللہ تعالیٰ کس طرح ان کی ضروریات پوری کرتا تھا اور ان کی دعائیں سنتا تھا۔ بہرحال ایک کامیاب مربی اور مبلغ تھے۔ انتظامی صلاحیت بھی تھی۔ خلافت سے ان کا تعلق جو تھا ایک مثالی تعلق تھا اور ان کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ اس طرح کا تعلق تھا کہ جس طرح نبض چلتی ہے اس طرح یہ خلافت کے ساتھ جسم کے ساتھ، دل کے ساتھ چلا کرتے تھے اس طرح ان کا خلافت کے ساتھ تعلق تھا اور پاکستان میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے مجھے ناظر اعلیٰ بنایا ہے تو اس وقت بھی ایک نمایاں اطاعت کا پہلو میں نے ان میں دیکھا ہے صرف اس لئے کہ خلیفۃ المسیح نے مقرر کیا ہے اور ان کا نمائندہ ہے اس لئے اس کی اطاعت بھی کرنی ہے۔ بہرحال ایک مثالی اطاعت گزار تھے جو کم کم ہی دنیا میں نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو غریق رحمت کرے اور ان کی اولاد کو بھی ان کی نیکیوں اور خوبیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ بہت ساری خوبیوں کے مالک تھے۔ غریبوں کا خیال رکھنے والے۔ جن مربیان کے ساتھ کام کیا ان مربیان کا خیال رکھنے والے۔ ان کی ضروریات کی طرف توجہ دینے والے اور پورا کرنے کی کوشش کرنے والے تھے۔ بہت سارے مربیان نے مجھے لکھا ہے۔

اس کے علاوہ دو شہداء کا جنازہ ہو گا جو جماعت کی وجہ سے تو شہید نہیں لیکن بہرحال ان کی دکان پر ڈاکہ پڑا اور ان کو وہاں ڈاکوؤں نے گولیاں مار کر شہید کر دیا۔ ان میں ایک مبین احمد صاحب شہید ابن محبوب احمد صاحب ہیں اور دوسرے محمد ظفر اللہ صاحب ابن لیاقت علی صاحب ہیں۔ 7/جولائی 2018ء کو تقریباً دوپہر کے تین بجے کراچی کے علاقہ ویٹا چوک چورنگی انڈسٹریل ایریا میں ڈاکوؤں نے فائرنگ کر کے تین احمدی خدام مبین احمد صاحب ابن محبوب احمد صاحب اور ظفر اللہ صاحب اور محمد نصر اللہ صاحب کو زخمی کر دیا تھا جس سے مبین احمد صاحب اور ظفر اللہ صاحب کی شہادت ہو گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ ان کی دکان پر یہ آئے تھے۔ الیکٹرانکس کی دکان تھی اور ڈکیتی کے ساتھ فائرنگ کر گئے۔ کیونکہ اِنہوں نے آگے سے resist کیا تو اُنہوں نے فائرنگ کی اور اِن کو شہید کر دیا۔

مکرم مبین احمد صاحب ابن مکرم محبوب احمد صاحب کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ ان کے پڑدادا مکرم چوہدری اللہ داد صاحب کے ذریعہ ہوا جنہوں نے 1940ء میں اپنے بڑے بھائی عبدالعزیز پٹواری صاحب کے ذریعہ بیعت کی۔ بیعت کے بعد ان کے بیٹوں نے ان کی مخالفت شروع کر دی اور گھر میں ان کے لئے ایک الگ جگہ مقرر کر دی اور ان کے بستر اور برتن الگ کر دیئے۔ لیکن انہوں نے بڑے صبر سے حالات کا مقابلہ کیا۔ شہید مرحوم کے دادا مکرم علی محمد صاحب جماعت کے سخت مخالف تھے اور مخالف احمدیت عطاء اللہ شاہ بخاری کے مرید تھے جو سخت مخالف تھا اور جب عطاء اللہ شاہ بخاری نے پارٹیشن کے وقت قائداعظم کے بارے میں نازیبا الفاظ کہے، کافر اعظم کہا اور اسی طرح مسلم لیگ کے خلاف بولے۔ تب ان کے دادا ان سے الگ ہو گئے اور پھر جب برصغیر کی تقسیم ہوئی ہے۔ پاکستان، ہندوستان بنا ہے اور جماعت ہجرت کر کے لاہور آئی تو انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہجرت کے متعلق پیشگوئیوں کو پورا ہوتے دیکھا تو ان کا پھر جماعت کی طرف رجحان پیدا ہوا اور قیام پاکستان کے بعد یہ فیملی پھر نوابشاہ شفٹ ہو گئی۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سندھ کے دورے کے دوران شہید مرحوم کے دادا نے ریلوے سٹیشن پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا جب دیدار کیا اور حضور کا چہرہ دیکھا تو پھر کہنے لگے یہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں ہو سکتا اور بیعت کر کے جماعت میں داخل ہو گئے۔

مبین احمد صاحب بی اے کے طالبعلم تھے۔ شہادت کے وقت مرحوم کی عمر بیس سال تھی۔ مبین احمد صاحب اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے۔ بردبار طبع، سنجیدہ طبع، متین صورت نوجوان تھے۔ مبین احمد صاحب پنجوقتہ نماز کے عادی تھے۔ گھر میں سب سے پیار سے پیش آتے۔ شہید مرحوم جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے ایک فعّال خادم تھے۔ جماعتی کاموں کے لئے اپنا ضروری کام چھوڑنا پڑتا تو پرواہ نہ کرتے تھے۔ شہید مرحوم نے وصیت کی ہوئی تھی اور مسل نمبر آ چکا تھا۔ امید ہے انشاء اللہ اب ان کی وصیت بھی منظور ہو جائے گی۔ اہل محلہ سے بھی بڑے دوستانہ تعلقات تھے۔ اور ہر آنے والے چھوٹے بڑے نے ان کی تعریف کی ہے۔ مبین احمد صاحب اسی واقعہ میں شہید ہونے والے دوسرے خادم محمد ظفر اللہ صاحب کے پھوپھی زاد تھے۔ ان کے پسماندگان میں والد مکرم محبوب احمد صاحب، والدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کے علاوہ بہنیں مبینہ محبوب عمر 23 سال، کنزہ محبوب عمر 16 سال اور بھائی امین احمد عمر 13 سال ہیں جو سوگوار چھوڑے ہیں۔

دوسرے شہید جن کا جنازہ ہو گا محمد ظفر اللہ صاحب ابن لیاقت علی صاحب ہیں۔ ان کو اس واقعہ کے دوران تین گولیاں لگی تھیں جس سے ان کے دونوں گردے شدید زخمی ہو گئے۔ ان کا آپریشن کیا گیا۔ وہ آپریشن ٹھیک ہو گیا لیکن پھر طبیعت خراب ہو گئی۔ پھر دوبارہ آپریشن کے لئے ڈاکٹروں نے فیصلہ کیا لیکن ایک رات پہلے ہی ان کا انتقال ہو گیا۔ وفات ہو گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ ان کے خاندان میں بھی احمدیت کا نفوذ ان کے پڑدادا غلام دین صاحب کے ذریعہ سے ہوا جو ضلع گورداسپور کے رہنے والے تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت عبدالعزیز پٹواری کے کھیتوں پر کام کرتے تھے۔ آپ ایک دن ان کے ساتھ قادیان گئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملاقات کے بعد بیعت کر لی۔

محمد ظفر اللہ صاحب شہید کی پیدائش اکتوبر 1993ء کی ہے۔ یہ کراچی میں پیدا ہوئے۔ بڑے ہنس مکھ، خوش اخلاق خادم تھے۔ ہر وقت ان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رہتی۔ مرحوم جماعتی خدمات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے تھے۔ مختلف واسطوں سے خدام الاحمدیہ کے کام کرتے تھے اور اللہ کے فضل سے مرحوم موصی تھے۔ شہادت کے وقت ان کی عمر 25 سال تھی۔ ان کے پسماندگان میں والد ہیں لیاقت علی صاحب۔ نصیرہ بیگم صاحبہ والدہ۔ پانچ بھائی ہیں۔ وجاہت احمد 33 سال عمر ہے۔ منصور احمد 31 سال، مستنصر احمد 28 سال، شجاع احمد 27 سال، حافظ محمد نصر اللہ 24 سال۔

اس واقعہ میں زخمی ہونے والے تیسرے حافظ نصر اللہ صاحب تھے۔ وہ بھی ان کے بھائی ہیں۔ ان کا آپریشن ہو چکا ہے۔ ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی شفائے کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے اور ان مرحومین کے درجات بلند فرماتا رہے۔ لواحقین کو صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔

☆...☆...☆

بقیہ: فرائی ڈے دی ٹینتھ... حیرت انگیز رؤیا اور اس کی عظیم الشان تعبیرات... از صفحہ 4

کے حضور پیش کردو۔ دوسرا وقفِ عام کا بھی ذکر ہے کہ یہ فیصلہ کرلو کہ مَیں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ دنیا کو چھوڑ کر دین کی آواز پر لبّیک کہنے کا یہ مطلب ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو شرائط بیعت ہیں ان میں یہ داخل ہے کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔

تو اس آیت سے مراد یہ ہے کہ جب خدا کے نام پر بلانے والا تمہیں عظیم جمعہ کے لئے بلائے تو تم یہ فیصلہ کر کے اس کے حضور حاضر ہو کہ ہم دنیا کو ترک کردیں گے اور جب بھی دین کے ساتھ مقابلہ ہوگا تو دین کو ترجیح دیں گے۔ فرمایا جب تم یہ عہد کر کے اس کے حضور حاضر ہو جاؤ گے پھر تمہیں اس شرط کے ساتھ اجازت مل جائے گی کہ چونکہ تم سب کچھ خدا کو دے بیٹھے ہو اب تمہارا کچھ نہیں رہا۔ اس لئے اب تم جاؤ اور پھیلو اور دنیا کے کام بھی کرو لیکن اس عزم کے ساتھ کہ دنیا کے کاموں کے ساتھ ذکر الٰہی کو نہیں بھولنا بلکہ اسے غالب رکھنا ہے۔

اس مضمون کو اس طرح بیان فرمایا وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ۔ اللہ کے فضل کو ڈھونڈو۔ وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا۔ وَابْتَغُوْا کے ساتھ کَثِیْرًا کا لفظ استعمال نہیں کیا۔ لیکن وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کے ساتھ کَثِیْرًا کا لفظ استعمال فرمایا۔ دنیا کے کام کرو مگر ذکر الٰہی غالب رہے۔ اللہ کی محبت اور پیار تمہارے دنیا کے ہر ایک کام پر چھا جائے اور اسے مغلوب کرلے۔ چونکہ اِبتغاءِ فضل دنیا کے معنوں میں بھی مراد ہے اس لئے میں یہ معنی لے رہا ہوں کہ دنیا کے کاموں میں خدا کا فضل ڈھونڈو لیکن کثرت کے ساتھ ذکر کرتے ہوئے، اس کثرت کے ساتھ کہ تمہاری دنیا کی جستجو پر غالب آجائے۔ اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ تمہیں عظیم الشان فتوحات عطا فرمائے گا۔ اس وقت بھی یہی ہو رہا ہے۔

اِس وقت خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ دونوں قسم کے وقف پورے کر رہی ہے۔ ایسے بھی ہزاروں لوگ ہیں جنہوں نے سب کام چھوڑ کر اپنے آپ کو کلیۃً خدمت دین کے لئے پیش کر دیا ہے اور اپنا کچھ بھی باقی نہیں رہنے دیا۔ اگر جماعت ان کو چپڑاسی لگاتی ہے تو وہ خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے اسے بھی رحمت اور فضل کے طور پر قبول کرتے ہیں۔ اگر جماعت انہیں مبلغ لگاتی ہے تو اس پر بھی خدا کا شکر ادا کرتے ہیں، اگر ماتحت لگاتی ہے تو تب بھی شکر کرتے ہیں، اگر حاکم اور افسر بناتی ہے تب بھی شکر کرتے ہیں۔ شکر اس بات پر نہیں کرتے کہ انہیں کیا بنایا گیا ہے۔ شکر اس بات پر کرتے ہیں کہ ہر حالت میں ان کو قبول کرلیا گیا ہے اور انہیں اس فوج میں داخل کرلیا گیا جس کا سورۂ جمعہ میں ذکر ہے کہ سب کچھ چھوڑ کر خدا کے حضور حاضر ہو جاؤ۔ اور ان میں لکھوکھہا ایسے بھی ہیں جیسا کہ آپ میں سے اکثریت یہاں ایسی ہے جو اپنے دنیا کے کاموں پر نکلے ہوئے ہیں۔ اپنے وطن سے دُور سکاٹ لینڈ میں۔ کبھی آپ بچپن میں سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔ کہ اللہ کے فضلوں کی تلاش میں اتنی دور نکل جائیں گے۔ لیکن خدا نے انتظام کر دیا۔

آپ جیسے کروڑوں اور لوگ ہیں جو اپنے اپنے وطنوں کو چھوڑ کر دوسرے ملکوں میں چلے گئے ہیں۔ لیکن ان میں اور آپ میں کتنا فرق ہے۔ وہ دنیا کمانے کے لئے آئے اور دنیا کما کر واپس چلے جاتے ہیں۔ پھر آپ بظاہر دنیا کمانے کے لئے آئے ہیں مگر چونکہ آپ نے ہر جگہ ذکر الٰہی کو غالب رکھا ہوا ہے اور ہر جگہ آپ خود بھی ذکر الٰہی کرتے ہیں اور اس کو آگے پھیلاتے بھی جاتے ہیں۔ ذکر الٰہی خود بھی کرتے ہیں اور ذکر الٰہی کرنے والے بھی پیدا کرتے چلے جاتے ہیں اور وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا کے اس مفہوم کو آپ ادا کر رہے ہیں۔ پس اس قسم کے بھی واقفین ہیں اور یہی نظام ہے جس کی بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے رکھی گئی تھی اور جس کے نتیجہ میں سب دنیا نے فتح ہونا ہے۔

پس یہ جو اشارہ ہے کہ جمعہ اور دس۔ یعنی Friday کے معنی اگر سورۂ جمعہ کے لئے جائیں اور 10th سے مراد دسویں آیت مراد لی جائے تو اس میں ایک بہت بڑی خوشخبری یہ ہمیں ملتی ہے کہ وہ وقت بطور خاص آگیا ہے جبکہ آپ نے دنیا کو کلیۃً ترک کرنے کے فیصلے کر لینے ہیں، جب اپنے عزم دہرانے ہیں، جب اس عہد بیعت کی تجدید کرنی ہے کہ ہم ہرگز کسی قیمت پر بھی اپنی دنیا کو اپنے دین کی راہ میں حائل نہیں ہونے دیں گے۔ جہاں تک ہمارے نفوس کا تعلق ہے ہم سب کچھ چھوڑ بیٹھے ہیں۔ اگر ہمیں اجازت ملتی ہے تو ہم دوسرے کام بھی کریں گے مگر اس عہد کے ساتھ کہ دوسرے کاموں پر ذکر الٰہی کو ہمیشہ غالب رکھیں گے۔ کثرت کے ساتھ ذکر کرتے چلے جائیں گے اور خدا کے فضل کی تلاش کرتے چلے جائیں گے۔ اب ذکر کے ساتھ جب آپ خدا کے فضل کے مضمون کو ملاتے ہیں تو فضل کا مضمون عام دنیاوی معنوں کے سوا دوسرے معنی بھی اختیار کر لیتا ہے۔

وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ کا حکم عام دنیا کے انسانوں پر بھی لگتا ہے۔ اس کے معنی یہ بھی ہیں کہ دنیا کی چیزیں تلاش کرو، دنیا کے رزق تلاش کرو، دنیا کے عہدے تلاش کرو، دنیا کی ترقیات تلاش کرو لیکن جب خدا کے بعض بندے ذکر الٰہی کو ساتھ شامل کر لیتے ہیں تو وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا کے ساتھ اس فضل کا مضمون وسیع ہو جاتا ہے۔ اس صورت میں اس کا مطلب یہ بنتا ہے کہ اس دنیا میں ہی اپنے دین کی سعادتیں بھی ڈھونڈ لو، اسی دنیا میں اپنے بلند دینی اور روحانی مراتب بھی تلاش کرو کیونکہ تم ذکر الٰہی ساتھ ساتھ کرتے چلے جا رہے ہو۔ خدا کا فضل محدود صورت میں تم پر نازل نہیں ہوگا۔ تم بظاہر دنیا کمانے والوں میں سے بھی خدا کے ولی پیدا ہوں گے۔ تم بظاہر دنیا کمانے والوں میں سے عظیم الشان روحانی بندے پیدا ہوں گے۔ تم بظاہر دنیا کمانے والوں میں سے خدا کے ایسے ایسے پیارے پیدا ہوں گے کہ ان کو وہ ساری دنیا پر ترجیح دے گا۔ اپنے علاقے کے قطب وغوث اور ولی پیدا ہوں گے۔ اگر وہ ذکر الٰہی کو کثرت سے ادا کرنے کے عہد پر پورا اترتے ہیں تو ان کا فضل لامتناہی ہو جائے گا۔ جو فضل وہ تلاش کرتے ہیں وہ محدود نہیں رہے گا بلکہ اس کی حدیں پھیل جائیں گی۔ دنیا پر بھی پھیل جائیں گی اور دین پر بھی پھیل جائیں گی۔ اس نقطہ نگاہ سے آپ اللہ تعالیٰ کے اس منشاء کو پورا کرنے کی سعی کریں۔ منشائے الٰہی یہ ہے کہ آج جماعت جس دور میں داخل ہوئی ہے اس میں پہلے سے بہت زیادہ بڑھ کر کثرت کے ساتھ ہمیں اپنی طاقتوں کو اور اپنے ان تمام قویٰ کو جسمانی یا روحانی یا ذہنی قویٰ ہوں ان ساری طاقتوں کو جو خدا نے ہمیں عطا فرمائی ہیں اللہ تعالیٰ کی خاطر وقف کر دیں۔ دنیا کمائیں اس شرط کے ساتھ کہ دین اس پر غالب رہے۔ یہ ایک خاص وقت آگیا ہے۔ اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ بڑی کثرت کے ساتھ جماعت کو دنیا میں پھیلا دے گا اور دنیا کی ہر قوم کے اوپر، دنیا کے ہر دین پر حضرت محمد مصطفی ﷺ کی قوم اور آپؐ ہی کے دین کو غالب فرما دے گا۔

پس یہ جمعہ اس لحاظ سے بھی ہمارے لئے اہمیت رکھتا ہے کہ ہم آج اس جمعہ پر یہ عہد کریں گے۔ اس جمعہ پر یہ ارادے لے کر پھر دنیا میں پھیلیں گے۔ **اگر خدا کا منشاء اس کشفی نظارے سے یہی ہے کہ جماعت سے مزید قربانی چاہتا ہے، جماعت احمدیہ کو اپنی مزید قربانی پیش کرنے کی ہدایت فرما رہا ہے تو ہم حاضر ہیں** اس کے لئے بھی جو ہم سے چاہتا ہے ہم حاضر ہیں ہمارا کچھ بھی اپنا نہیں۔ ہم اسی کی خاطر زندہ رہیں گے اور اسی کی خاطر مریں گے لیکن **اپنے اس عہد سے پیچھے نہیں ہٹیں گے کہ جب تک تمام دنیا پر محمد مصطفی ﷺ کی بادشاہی کو غالب نہ کر دیں اس وقت تک ہم چین سے نہیں بیٹھیں گے**۔ اب ایک ملک نہیں ہے جس کو ہم نے اسلام کے لئے فتح کرنا ہے، دو چار یا پچاس یا سو ملک نہیں ہیں، ساری دنیا میں ایک بھی ملک ایسا نہیں چھوڑنا جہاں ہم نے اسلام کو غالب کر کے نہیں دکھانا۔ کوئی ملک بھی ایسا نہیں رہنے دینا جس کے ہر حصہ پر اسلام کو غالب نہیں کرنا۔ اتنے بڑے کام کو ہم نے سرانجام دینا ہے۔

...احمدی کو ازسرنو زندہ احمدی بنانے کے لئے بہت محنت کی ضرورت ہے اور پھر ان سب کو تبلیغ میں جھونکنا اور پھر ان سے نئے نئے کام لینا اور پھر عظیم الشان فتوحات کی توقع رکھنا اور دعائیں کرنا کہ اللہ وہ دن ہمیں دکھا بھی دے بہت بڑے کام پڑے ہوئے ہیں۔ تو آج اس افتتاح پر ان سارے امور کو مدّنظر رکھ کر آپ دعائیں کریں اور یہ فیصلہ کر کے یہاں سے اٹھیں کہ سکاٹ لینڈ کو آپ نے فتح کرنا ہے۔ یہ درست ہے آپ مٹھی بھر ہیں۔ بہت تھوڑے ہیں۔ آپ کے مقابل پر بہت وسیع علاقہ ہے لیکن یہ کام آپ ہی کے سپرد ہے۔ سکاٹ لینڈ کی فتح کے لئے سکاٹ لینڈ کے احمدی نے اٹھنا ہے،... ہر ملک کے احمدی باشندے کا فرض ہے کہ وہ اپنے ملک کو فتح کرے۔ اور یہ کام ہے اگر آپ بلند ارادے اور ہمت کے ساتھ اس کام کو شروع کر دیں اور دعاؤں سے غافل نہ ہوں تو یہ کام آسان ہو جائے گا‘‘۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 10/ مئی 1985ء بمقام گلاسگو (سکاٹ لینڈ)۔ خطباتِ طاہر جلد 4 صفحہ 425 تا 445)

....

ایک نشان اور قوم کو انتباہ

حضور رحمہ اللہ کے خطبہ جمعہ فرمودہ 31/ مئی 1985ء میں ایک دفعہ پھر Friday the 10th کے کشف کا ذکر ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اس حوالہ سے فرمایا:

’’آج صبح تہجد کے وقت فون کی گھنٹی بجی تو پتہ چلا کہ کراچی سے فوری ٹیلی فون ہے جس میں یہ بتایا گیا کہ کراچی میں محکمہ موسمیات (جس میں بین الاقوامی ماہرین موسمیات بھی شامل ہیں) کی طرف سے ایک ایسی تنبیہ کی گئی ہے جو عام طور پر پاکستان کے جغرافیائی حالات میں نہیں کی جاتی اور اس لحاظ سے یہ ایک غیر معمولی واقعہ ہے اور وہ یہ کہ پاکستان میں کراچی کے ساحل کی طرف ایک نہایت ہی خوفناک سمندری طوفان بڑی تیزی سے بڑھ رہا ہے جس کے متعلق یہ خیال کیا جاتا ہے کہ جمعہ کے دن صبح دس بجے وہ کراچی کے ساحلی علاقے کو Hit کرے گا۔ اس قسم کے سمندری طوفان مشرقی بنگال میں تو آتے رہتے ہیں اور وہ لوگ ان سے واقف بھی ہیں۔ ایسے طوفانوں میں لکھوکھہا جانیں ضائع اور اربوں کی جائیدادیں تلف ہوتی رہتی ہیں لیکن کراچی کے ساحلی علاقوں کے لئے یہ ایک بالکل اجنبی اور انوکھا واقعہ تھا اس لئے تمام نیوی کو Alert (الرٹ) کر دیا گیا۔ شہری دفاع کے تمام ادارے اور رضا کار اس طرف متوجہ ہوئے۔ رات کے پچھلے حصہ اور صبح کے پہلے حصہ میں ساحلی علاقوں سے آبادی کا انخلاء ہوا۔ خصوصًا ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی سے جو بہت دور دور تک پھیلی پڑی ہے اس کے کئی Phases ہیں، اس میں لاکھوں آدمیوں کا انخلاء کروایا گیا۔ ڈیفنس کی نصف سے زائد آبادی اپنے مکان خالی کر گئی اور اتنی افراتفری میں یہ واقعہ ہوا کہ کسی کو اپنا سامان لے جانے کی بھی ہوش نہ تھی۔... یہ وہ کیفیت تھی جس میں آبادی کا انخلاء عمل میں آیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور پیشتر اس کے کہ یہ طوفان کراچی میں دور دور تک پھیلے ہوئے ساحلی علاقوں میں تباہی مچاتا اللہ تعالیٰ نے اس کا رخ پھیر دیا اور یہ بلا ٹل گئی۔

جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے اس واقعہ کو ایک غیر معمولی اہمیت بھی حاصل ہو گئی۔ کراچی کی جماعت خاص طور پر اس لئے بھی پریشان تھی کہ اگرچہ آج یہاں جمعہ کا دن رمضان کی گیارہویں تاریخ ہے لیکن پاکستان میں جمعہ کا دن آج رمضان کی دسویں تاریخ ہے۔ اور اس سے پہلے ایک خطبہ میں جو میں نے گلاسگو میں دیا تھا اس میں بھی میں نے جماعت کو مطلع کیا تھا کہ بعض ایسی رؤیا معلوم ہوتی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے Friday The 10th کا جو کشفی نظارہ دکھایا تھا اس کا تعلق بعید نہیں کہ چاند کی راتوں سے ہو۔ چنانچہ اس خطبہ کے بعد اس عرصہ میں پاکستان سے ایک دوست ڈاکٹر طارق صاحب نے ایک اور عجیب اور بڑی دلچسپ رؤیا لکھ کر بھجوائی۔ اس کا بھی اس سے تعلق معلوم ہوتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ایک رات میں بہت ہی پریشان ہوا اور خدا کے حضور بہت رؤیا اور دعائیں کیں کہ ابتلاء کے یہ دن کب کٹیں گے اور کیا ہونا ہے کچھ تو پتہ لگے۔ کہتے ہیں میں نے اس رات رؤیا میں جو نقشہ دیکھا ہے اس کی مجھے کچھ سمجھ نہیں آئی کہ یہ ہے کیا؟ لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ آپ کو رؤیا کی تعبیریں بتا دیتا ہے اور آپ کا تعلق ہے جماعت کے معاملات سے اس لئے میں آپ کو لکھ رہا ہوں۔ چنانچہ وہ رؤیا یہ تھی کہ ایک کاغذ پر ایک طرف ایک چوکھٹا بنا ہوا ہے اس کے اوپر کی طرف دس کا ہندسہ لکھا ہوا ہے اور نیچے قمر لکھا ہوا ہے اور بائیں طرف ایک لمبا چوکھٹا ہے

اوراس کے اندر تاریخیں لکھی ہوئی ہیں یا ہندسے لکھے ہوئے ہیں اور اکتیس پر جا کر وہ شمار ختم ہوجاتا ہے اور اکتیس کا ہندسہ نمایاں چمک رہا ہے۔انہوں نے اس کی کوئی تعبیر نہیں لکھی اور نہ ان کا ذہن اس طرف گیا مگر چونکہ Friday The 10th والے کشف سے مجھے اس کا تعلق معلوم تھا۔اس لئے واضح طور پر مجھے یہ سمجھ آئی کہ 31/مئی کو چاند کی دسویں تاریخ ہے اور دن جمعہ کا ہے اور اس جمعہ کے روز کوئی ایسا واقعہ رونما ہونے والا ہے جس کا تعلق اس کشف سے بھی ہے اور اس رؤیا سے بھی ہے۔چنانچہ اس خیال سے میں نے پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کو پہلے ہی متوجہ کردیا تھا وہ نظر رکھیں کہ 10/رمضان کو کیا غیر معمولی واقعہ پیش آتا ہے۔ہمارے عزیز سیفی (صاحبزادہ مرزا سفیر احمد صاحب داماد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع) خود ساری رات بیٹھے رہے اور ریڈیو چلا کر خبریں سنتے رہے لیکن عجیب واقعہ ہوا کہ جو فون ان کے نام آنا تھا وہ غلطی سے میرے نام آگیا اور یہ اطلاع پہلے مجھے ملی بجائے اس کے کہ ان کو ملتی۔

اس واقعہ میں کئی اسباق پنہاں ہیں۔ایک یہ کہ یہ تو بہرحال پختہ بات ہے کہ یہ ایک ایسا غیر معمولی واقعہ ہے جو اس علاقہ میں دسیوں سالوں میں بھی کبھی رونما نہیں ہوا اور پھر جمعہ کے دن اور رمضان المبارک کی دس تاریخ کو رونما ہوا ہے۔ان حقائق کو دنیا مٹا نہیں سکتی، کوئی ان کو غلط نہیں کرسکتا۔لیکن ایک خطرہ پیدا ہوا اور ٹل گیا۔خواہ وہ کتنا ہی غیر معمولی خطرہ تھا لیکن بہرحال ٹل گیا۔اس کا کیا نتیجہ نکلتا ہے یا اس کا کیا نتیجہ ہمیں نکالنا چاہئے۔یہ دیکھنے والی بات ہے۔میرے ذہن میں اس کے کئی نتائج آتے ہیں جن کے بارہ میں مَیں احباب جماعت کو مطلع کرنا چاہتا ہوں۔

پہلی بات تو یہ کہ اگرچہ یہ رؤیا اس واقعہ پر چسپاں ہوتی نظر آرہی ہے اور یہ ایک غیر معمولی بات ہے لیکن یہ ضروری نہیں ہوا کرتا کہ ایک ہی دفعہ ایک بات پوری ہو۔**خدا تعالیٰ کی طرف سے بعض ایسے کشوف اور الہامات ہوتے ہیں جو بار بار تکرار کے ساتھ پورے ہوتے ہیں۔** قرآن کریم کی بعض آیات سے بھی پتہ چلتا ہے کہ بعض نشان پیچھے پڑ جانے والے ہوتے ہیں اور وہ بار بار پورے ہوتے ہیں۔پس ایک تو یہ امکان بھی ہے۔اس کے علاوہ بھی اگر خدا تعالیٰ چاہے تو زیادہ وضاحت کے ساتھ اس نشان کو پورا فرما سکتا ہے۔

دوسرے جب ہم اس واقعہ پر غور کرتے ہیں تو کئی سبق ملتے ہیں۔ پہلا یہ کہ خدا تعالیٰ جب کسی قوم کو پکڑنے کا فیصلہ کرتا ہے تو اس کی پکڑ کے رستے بہت ہیں۔بسااوقات وہ ایسے رستہ سے بھی پکڑتا ہے جس کی قوم توقع ہی نہیں کرسکتی، وہم وگمان بھی نہیں کیا جاسکتا کہ اس طرف سے بھی کوئی واقعہ رونما ہوگا۔

1974ء کے فسادات کے بعد قوم مختلف ابتلاؤں میں بار بار پکڑی گئی۔ مثلاً بلوچستان کی خشک پہاڑیوں پر غیر متوقع بارش کے نتیجہ میں سندھ میں ایک ایسا سیلاب آیا تھا جس کا آدمی وہم وگمان بھی نہیں کرسکتا کہ بلوچستان کے خشک پہاڑ سیلاب کا موجب بن جائیں گے۔لیکن بلوچستان کے پہاڑوں کے سیلاب کی وجہ سے سندھ کا بہت سا علاقہ تباہ ہوا۔چنانچہ اخباروں میں اس بات کی نمایاں سرخیاں لگیں۔پس اللہ تعالیٰ کی جب پکڑ آتی ہے تو معلوم بھی نہیں ہوتا کیونکہ اس کی پکڑ کے مختلف رستے ہیں۔وہ قادر وتوانا خدا ہے۔ وہ اپنی قدرت کے نشان دکھاتا ہے اور زمین کی ہر چیز کو جب چاہے وہ امر فرما سکتا ہے۔تب وہ جگہ جو امن کا ذریعہ سمجھی جاتی ہے خطرہ کا موجب بن جاتی ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ جب کسی کو پکڑنے کا فیصلہ کرلے تو پھر کوئی آدمی امن میں نہیں رہ سکتا اور یہ مضمون بھی قرآن کریم کی مختلف آیات میں بڑی وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔خدا کی تقدیر سے تم کس طرح امن میں رہ سکتے ہو۔وہ تو پابند نہیں ہے۔ وہ جس طرح چاہے تمہیں پکڑنے کا فیصلہ کرلے تو پھر تمہارے لئے بچنے کی کوئی صورت باقی نہیں رہتی۔

اس نہایت مہیب خطرہ کے ایک دم ظاہر ہونے اور پھر اس کے ٹل جانے میں ایک خوشخبری بھی ہے اور وہ یہ کہ خدا تعالیٰ عذاب دینے میں خوش نہیں ہے۔وہ تنبیہ فرماتا ہے اور خطرات سے متنبہ کرتا ہے اور قوم کو استغفار کا موقع دیتا ہے۔اگر قوم استغفار کرے اور توبہ کرے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے تو اللہ تعالیٰ اس بات میں راضی نہیں ہے کہ لوگوں کو ہلاک کرے۔ اور وہ پکڑ میں ڈھیلا ہے اور نرمی کرتا ہے۔ یہاں تک نرمی کرتا ہے کہ بسااوقات انبیاء بظاہر جھوٹے ہوتے دکھائے دے رہے ہوتے ہیں اور دنیا کو ان کی تضحیک اور تمسخر کا موقع مل جاتا ہے۔لیکن اللہ تعالیٰ پھر بھی اپنی پکڑ میں نرمی اور غیر معمولی مغفرت کا سلوک فرماتا ہے۔پس اگر یہ وہی نشان ہے جس کا خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا تو اس میں جماعت کے لئے بھی اور قوم کے لئے بھی ایک بہت ہی خوشخبری کا پہلو ہے کہ قوم کے لئے ابھی نجات کی راہ باقی ہے۔مہیب خطرات کا ایک نمونہ دکھا دیا گیا ہے لیکن اگر قوم نے استغفار سے کام لیا اور توبہ کی تو ہرگز بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس قوم کو بچائے اور یہی ہم بھی چاہتے ہیں اور اسی کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔

اور اس سے سبق کا تیسرا پہلو یہ نکلتا ہے کہ تنبیہ موجود ہے اور نمونہ دکھا دیا گیا ہے کہ اگر تم باز نہیں آؤ گے تو پھر خدا تعالیٰ تم سے کیا سلوک فرمائے گا۔اب معاملہ وہاں تک جا پہنچا ہے کہ جہاں قومی عذابوں کے ذریعہ اور بار بار سزاؤں کے ذریعہ پکڑے جاؤ گے۔اگر تم توبہ اور استغفار سے کام نہیں لو گے اور تکبر میں اسی طرح مبتلا رہو گے اور خدا تعالیٰ کے پاک بندوں سے تمسخر اور استہزاء کرنے سے باز نہیں آؤ گے تو پھر یہ ایک معمولی سا نمونہ ہے جو تمہیں دکھا دیا گیا ہے۔ پھر آئندہ تمہارے لئے اسی قسم کا خدا کا سلوک ظاہر ہونے والا ہے۔لیکن جب وہ ایک دفعہ ظاہر ہوجاتا ہے تو پھر اس کے بعد کوئی روک نہیں، کوئی ہاتھ نہیں ہے جو اسے چلنے سے روک رکھے۔خدا کی چکّی ہے جب چل پڑتی ہے تو پھر کوئی اسے روک نہیں سکتا۔ اس لئے یہ سارے نشانات یا ایسے اسباق ہیں جو اس واقعہ پر غور کرنے سے ہمیں ملتے ہیں۔‘‘

(ماخوذ از خطبہ فرمودہ 31/مئی 1985ء۔ خطباتِ طاہر جلد 4 صفحہ 490 تا 494)

…………………………

فرائیڈے دی ٹینتھ کے دونشان

پھر 21/جون 1985ء کے خطبہ جمعہ میں حضور رحمہ اللہ نے (فرائیڈے دی ٹینتھ) Friday the 10th کے دونشانوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

’’گزشتہ سال کے آخر پر سفر یورپ کے دوران اللہ تعالیٰ نے جو کشفی نظارہ دکھایا تھا جس میں جمعہ کے روز ایک ڈائل کی شکل میں ’’10‘‘ کا ہندسہ چمکتا ہوا اور نبض کی طرح دھڑکتا ہوا دکھایا گیا تھا اور اُس پر میں یہ کہہ رہا تھا کہ Friday the 10th۔باوجود اس علم کے کہ یہ ’’10‘‘ وقت کا ہندسہ ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے تصرف کے تابع زبان سے یہی فقرہ جاری ہوا Friday the 10th۔ اس کی جماعت کی طرف سے تشہیر بھی کی گئی اور اندازے بھی لگائے گئے۔کئی قسم کے خطوط آئے اور 10/مئی جو جمعہ کا روز تھا اس پر جماعت نگاہیں لگائے بیٹھی رہی لیکن اس روز کچھ نہیں ہوا اور اطلاعات کے مطابق بعض علماء نے یہ کہا کہ اب ہم 17/مئی کو اس کچھ نہ ہونے کا جشن منائیں گے۔ لیکن اس کے بعد بھی ایک جمعہ آنے والا تھا جو رمضان المبارک کا، پاکستان کے لحاظ سے دسویں رمضان المبارک کا جمعہ بنتا تھا۔اور جیسا کہ بعض دوسرے احباب کو بھی اللہ تعالیٰ نے چاند کی 10 کی خبر دی تھی اور مجھے اطلاعیں دے چکے تھے اس لئے ہمیں اس کا انتظار تھا دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ اس تاریخ کو اپنی کیا تجلّی دکھاتا ہے؟

چنانچہ دس کی صبح کو جو خبریں آنی شروع ہوئیں تہجد کے وقت سے اس کے متعلق میں پہلے جماعت کو اطلاع دے چکا ہوں اور گزشتہ کسی خطبہ میں مَیں نے یہ بتایا تھا کہ میں سمجھتا ہوں کہ خدا کا نشان ایک رنگ میں اس روز پورا ہوگیا۔لیکن بعد کی جو آنے والی اطلاعیں ہیں ان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک رنگ والی بات نہیں، اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بڑی شان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی یہ بیان فرمودہ خبر پوری ہوئی۔ اور اس کے اَور بھی بہت سے پہلو سامنے آئے ہیں۔ چنانچہ جو اطلاعیں ہمیں ملی تھیں وہ تو احباب جماعت کراچی کی طرف سے اس وقت کی اطلاعیں تھیں۔لیکن بعد کے اخبارات کے جو تراشے موصول ہوئے ہیں۔ نہ صرف یہ کہ ان سے اس خبر کی غیر معمولی اہمیت واضح ہوتی ہے اور اس واقعہ کا غیر معمولی پَن بھی واضح ہوتا ہے بلکہ ایسے لوگ جو احمدیت کے شدید معاند ہیں ان کے منہ سے اللہ تعالیٰ نے یہ اقرار کروایا کہ یہ کوئی معمولی واقعہ نہیں، یہ کوئی حادثاتی بات نہیں بلکہ خدا کی طرف سے یہ ایک بڑی بھاری تنبیہ ہے۔

اور اس کے علاوہ پاکستان کی شمالی سرحد پر بھی ایک واقعہ رونما ہوا جس کو غیر معمولی اہمیت دی گئی اور اسے بھی ایک آنے والے خطرے کے نشان کے طور پر پیش کیا گیا اور یہ واقعہ بھی دس جمعۃ المبارک رمضان شریف ہی کو ہوا۔

چنانچہ جو اخبار کے تراشے آئے ہیں ان میں اس موضوع پر بڑے بڑے مضامین چھپے ہیں، شہ سرخیاں جمائی گئی ہیں اور بتایا گیا ہے کہ یہ کوئی بہت ہی غیر معمولی اور نہایت ہی خوفناک واقعہ تھا۔

’’جنگ لنڈن‘‘ نے تو یہ خبر اس سرخی کے تابع شائع کی کہ کراچی میں طوفان کے خطرے نے افراتفری مچادی۔ساحلی علاقوں کے لوگوں کی بڑی تعداد گھروں سے نکل بھاگی۔’’ڈان‘‘(*Dawn*) نے شہ سرخی جمائی ’’*Cyclone Threat*‘‘ اور اس پر ایک لمبی خبر شائع کی جو ایک صفحہ پر نہیں بلکہ دوسرے صفحہ پر بھی جاری رہی اور اسی طرح ایک مضمون شائع کیا جس کے اوپر یہ عنوان لگا تھا *Panic Grips Krachi* اور ان دونوں مضامین کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ لکھوکھہا آدمی متاثر ہوئے تھے اور اپنا سب کچھ گھروں پر اسی طرح چھوڑ کر بھاگ گئے تھے اور تمام ذرائع کو بروئے عمل لا کر حکومت کو بڑی محنت کے ساتھ ان علاقوں کی نگرانی کروانی پڑی۔تمام نیوی کی کشتیاں، پولیس کی کشتیاں جو نیول پولیس کی کشتیاں ہیں وہ سارے علاقے میں پھیل گئیں اور پولیس بھی گشت کرنے لگی۔لیکن اتنی *Panic* تھی کہ چور بھی وہاں باقی نہیں رہے۔وہ بھی بھاگ گئے۔ورنہ عموماً تھوڑی *Panic* کے وقت تو چوروں کی موجیں ہوجایا کرتی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کوئی بات نہیں دیکھی جائے گی۔بالکل اسی طرح گھر چھوڑ کر لوگ بھاگے ہیں، نوکر تک بھی چلے گئے اور کوئی چوری کا واقعہ نہیں ہوا۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کا خوف بھی طاری تھا اس وقت دلوں پر اور یہ بھی پتہ چلا کہ کثرت کے ساتھ اذانیں دی جانے لگیں اور اذان دینا یہ عموماً علامت ہے ہمارے ملک میں بہت بڑا خطرہ اور اس پر استغفار، ایسے موقع پر اذان دی جاتی ہے اور استغفار کی علامت ہے۔ اس لئے لوگ سمجھتے ہیں جب اذان دی جائے گی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو بھی عذاب مقدر ہے وہ ٹل جائے گا۔

جماعت احمدیہ کے ایک شدید مخالف پروفیسر عبدالغفور صاحب جو جماعت اسلامی سے تعلق رکھتے ہیں ان کے متعلق ’’جنگ لاہور‘‘ 2/جون نے یہ سرخی جمائی کہ وہ کہتے ہیں ’’اللہ تعالیٰ طوفان کا رخ نہ موڑتے تو ہمارا کیا حشر ہوتا‘‘۔اور اس طوفان پر تبصرہ کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں یعنی یہ ’جنگ‘ ان کی طرف یہ بات منسوب کرتا ہے کہ انہوں نے لکھا ’’کراچی چھوٹا پاکستان ہے لیکن لبنان اور بیروت بن رہا ہے جو مارشل لاء کے اس دور کا ثمرہ ہے‘‘۔پھر انہوں نے کہا کہ ’’مسلمانوں نے تحریک پاکستان کی اس لئے حمایت کی تھی کہ بھارت میں ان کے جان ومال خطرے میں تھے‘‘۔انہوں نے کہا ’’بھارت میں اب بھی مسلمانوں کے ساتھ ظلم ہورہا ہے لیکن صدمہ اس بات کا ہے کہ اب پاکستان میں بھی شہریوں کے جان ومال محفوظ نہیں‘‘۔اور یہ وہی صاحب ہیں جن کے نزدیک جماعت احمدیہ کے جان ومال کی کوئی قدر اور کوئی قیمت نہیں ہے انسانی نگاہوں میں، نہ خدا کی نگاہ میں اور بے دھڑک یہ لوگ تیاریاں کر رہے ہیں، کرتے رہے ہیں جماعت اسلامی کے کارندے اور فسادات میں ہمیشہ پیش پیش رہے اور پچھلے جو 74ء کے فسادات تھے ان میں تو تمام قصبات میں جو نمایاں کردار ادا کیا ہے احرار کے علاوہ وہ جماعت اسلامی کے کارندوں نے ادا کیا تھا۔اور اب جب کہ خدا کی پکڑ کو اپنے سامنے دیکھا تو اس وقت ان کو خیال آیا کہ پاکستان میں لوگوں کے جان ومال محفوظ نہیں ہیں۔ یہ اللہ کی تقدیر

ہی بتائے گی کہ خدا کی پکڑ کس کے جان ومال کو خطرہ لاحق ہونے کے نتیجے میں آتی ہے، جو پاکستان میں عام دستور چل رہا ہے وہ تو سال ہا سال سے اسی طرح چل رہا ہے۔ ان کو تو خدا نے خبر نہیں دی کہ یہ دس جمعہ کو کوئی واقعہ ہونے والا ہے۔ جن کے جان ومال کی خدا کو قدر تھی، جن کے جان ومال پر خدا کے پیار کی نظر تھی ان کے امام کو بتایا ہے کہ دس جمعہ کو ایک بہت بڑا خطرہ یا نشان ظاہر ہونے والا ہے جو تجلی کے رنگ میں ہوگا کیونکہ وہ چمکتا ہوا ہندسہ تھا جو بار بار دل کی طرح دھڑک رہا تھا۔

ایک اور شدید معاند احراری اخبار ''لولاک'' جو جماعت احمدیہ کی مخالفت پر وقف ہے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جماعت کے خلاف انتہائی گند بولتا ہے، وہ بھی یہ لکھنے پر مجبور ہو گیا اور ادارتی سرخی اس نے جمائی ''خدائی وارننگ'' اب یہ بھی تصرف الٰہی ہے کہ جماعت کے جان ومال اور عزت کی دو بڑی دشمن جماعتیں ایک جماعت اسلامی اور ایک جماعت احرار ان دونوں کے منہ سے خدا نے یہ اقرار کروادیا کہ یہ دس تاریخ کا واقعہ کوئی معمولی واقعہ نہیں بلکہ ایک غیر معمولی نشان ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک وارننگ ہے۔

اور پھر اس اداریہ میں ''لولاک'' کے مدیر لکھتے ہیں۔

''ہمیں بار بار سوچنا چاہئے کہ ہم کہاں کہاں اور کیسے خدائے بزرگ وبرتر کی نافرمانی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ اہل کراچی کو آپس کی سر پھٹول اور باہمی مخاصمت چھوڑ کر خدا تعالیٰ کے حضور سجدہ شکر بجالانا چاہئے اور خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری کا عہد کرنا چاہئے۔ وہ خوش قسمت ہیں کہ ایک بڑی آزمائش سے بچ گئے۔ یہ سمندری طوفان ان کے لئے خدائی وارننگ ہے''۔

حضورؒ نے فرمایا :

یہ تو پاکستان کے جنوب میں واقع ہونے والا ایک نشان تھا۔ اب شمال کی خبر سنیں وہاں کی اطلاعات کے مطابق جو اخبارات میں بڑی بڑی نمایاں سرخیوں کے طور پر شائع ہوئیں اور پھر اس کے ساتھ مضامین بھی آئے۔ 31/مئی بروز جمعہ دس رمضان المبارک کو افغانستان کے Mig21 ہوائی جہازوں نے چترال میں دروش کے مقام پر جو چترال کا دوسرا بڑا شہر ہے ایک بھرپور حملہ کیا۔ اسمبلیوں اور اخباروں میں خوب شور اور غوغا اور نالہ و فریاد کئے گئے۔ صوبہ سرحد کے اخباروں نے شہ سرخیاں جمائیں۔ صوبہ سرحد کے گورنر اور وزیراعلیٰ وہاں پہنچے۔ یعنی یہ کوئی معمولی عام بمباری کا واقعہ نہیں تھا بلکہ غیر معمولی قومی سطح کی اہمیت کا واقعہ تھا اور اس کے بعد صدر ضیاء الحق صاحب خود وہاں پہنچے اور وہاں جا کر انہوں نے جو بیان دیا ہے اخباروں میں وہ شائع ہو چکا ہے۔ چنانچہ صدر ضیاء الحق صاحب کو بھی آپ جانتے ہیں کوئی جماعت کے ہمدردوں میں سے نہیں ہیں۔ تو حکومت کی سطح پر جو شرارت کروانے والے لوگ ہیں ان کو بھی خدا نے نشان دکھایا اور ان سے اقرار کروایا کہ دس رمضان کا جو جمعہ ہے یہ تمہارے لئے ایک تنبیہ کے طور پر آیا ہے اور اس کو نظر انداز نہ کرو۔ انگلستان کی ٹیلی ویژن جو ITV کہلاتی ہے اس نے بھی ایک خاص رنگ میں اس خبر کو دکھایا۔ جنرل ضیاء الحق صاحب کی تصویر بھی دکھائی اور یہ اعلان کیا کہ پاکستان کے بارڈر کے نزدیک روس نے بمباری کی ہے جو غالباً افغانستان اور پاکستان کی سرحد کے قریب تھی۔ یہ کہنے کے بعد نیوز کاسٹر نے یہ فقرہ بولا General Zia of Pakistan flew himself to bomded area and it examine was on the Friday the 31st of May اب یہ فقرہ کہنا It was on the Friday 31st of May یہ بھی اللہ تعالیٰ کی تقدیر نے نمایاں طور پر نکلوایا اور اس دن کو غیر معمولی اہمیت دی گئی۔

پس جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے وہ تو پہلے ہی انتظار میں لگے ہوئے تھے، دیکھ رہے تھے اور ان کا دل چاہتا تھا کہ کچھ ظاہر ہو اور ہم اپنے دوستوں اور ان لوگوں میں جن میں تشہیر کر چکے ہیں ان کو کہہ سکیں کہ دیکھو یہ خدا کی طرف سے ایک نشان تھا جو ظاہر ہو گیا۔ اس لئے دشمن کہہ سکتا ہے کہ یہ ان کی خوش فہمیاں تھیں Wishful Thinking. تھی۔ چاہتے تھے کہ کچھ ہو جائے۔ کچھ ہوا اور انہوں نے کہہ دیا کہ دیکھو ہو گیا ہو گیا۔ لیکن ضیاء الحق صاحب تو نہیں چاہتے کہ کچھ ہو جائے۔ ''لولاک'' کے مدیر تو نہیں چاہتے تھے کہ کچھ ہو جائے۔ جماعت اسلامی کے سربراہ تو نہیں چاہتے تھے کچھ ہو جائے۔ ان کی تو نگاہیں خدا نے دس مئی پر ہی مرکوز رکھیں اور وہ بھول ہی گئے کہ دس رمضان کا بھی ایک جمعہ آنے والا ہے۔ اگر ان کے وہم وگمان میں بھی یہ بات آجاتی کہ جماعت احمدیہ اسے خدا تعالیٰ کے ایک نشان کے طور پر پیش کرے گی تو شاید قیامت بھی ٹوٹ پڑتی تو وہ منہ سے کچھ نہ بولتے یا اپنے قلم سے کچھ نہ لکھتے۔ تو یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک واضح نشان تھا جو اللہ تعالیٰ کے فضل اور احسان کے نتیجہ میں پورا بھی ہوا اور ایک رنگ میں عذاب ٹل بھی گیا۔''

اسی طرح آپؒ نے فرمایا:

''دس جمعۃ المبارک رمضان شریف میں جو واقعہ رونما ہوا ہے اس کے یہ پہلو کھل کر اب سامنے آگئے ہیں۔ اول اِن نشانوں کا ایک سلسلہ جاری ہوا ہے جو وہیں رُک جانے والا نہیں اور جب میں غور کرتا ہوں اس نظارے پر جو میری آنکھوں کے سامنے ابھی بھی اُسی طرح روشن ہے کہ گھڑی کا دسواں ہندسہ دھڑک رہا تھا روشن الفاظ میں۔ روشنی، تجلّی کا بھی نشان ہوتی ہے اور رحمت کا بھی نشان ہوا کرتی ہے۔ یعنی روشنی بعض دفعہ عذاب کی تجلّی کا بھی نشان ہوتی ہے اور بعض دفعہ تبشیر کی تجلّی کا بھی نشان ہوتی ہے۔ تو اس ہندسے کا دھڑکنا بتاتا ہے کہ یہ ایک دفعہ ہونے والا واقعہ نہیں ہے۔ اس کا آغاز دسویں جمعہ کو جو چاند کی دسویں ہوگی اس سے ہوگا۔ اس جمعہ کو یہ بات شروع ہو جائے گی اور پھر یہ نشان دھڑکے گا اور بار بار رُونما ہوگا۔ اور قرآن کریم کے مطالعہ سے یہ خوشخبری ملتی ہے کہ اس لئے ہوگا تاکہ قوم میں جو لوگ ہدایت پانا چاہتے ہیں، جن کے مقدر میں ہدایت ہے ان کو خدا تعالیٰ اس کا موقعہ عطا فرمادے۔ دوسرا مَیں اس سے یہ سمجھا ہوں کہ پاکستان کو جو خطرات درپیش ہیں ان کی نشان دہی کر دی گئی ہے کہ کہاں کہاں سے وہ خطرے ہیں۔

ایک پاکستان کو جنوب سے خطرہ درپیش ہوگا اور جس طرح سمندری طوفان کی صورت میں یہ تنبیہ کی گئی بعید نہیں کہ وہ خطرہ سمندر ہی کی طرف سے درپیش ہو۔ وہ کس شکل میں ہوگا؟ یہ ہم ابھی نہیں جانتے۔ جب ظاہر ہوگا تو خدا تعالیٰ کی تقدیر خود کھول کر بتا دے گی۔ لیکن جو خطرہ جنوب سے پاکستان کو پیش آنے والا ہے وہ سمندر سے تعلق رکھنے والا خطرہ مجھے معلوم ہوتا ہے کیونکہ سمندر کی ایک غیر معمولی حرکت کے ذریعہ خدا نے اس تجلّی کو ظاہر فرمایا جو عموماً اس علاقے میں دیکھی نہیں جاتی جو جغرافیہ کی تاریخ کے لحاظ سے ایک بالکل اجنبی بات تھی۔

اور شمالی سرحد سے ہوائی خطرہ ہے پاکستان کو۔ گو آسمانی نشان کے طور پر تو دونوں ہی نشان ظاہر ہوں گے۔ لیکن اس کا ظاہری فضا میں بھی آسمان سے تعلق معلوم ہوتا ہے کیونکہ وہ خطرہ ایک ہوائی حملہ کی صورت میں ظاہر ہوا تھا۔ پس یہ باتیں تو ہم بہت کھل کر اب دیکھ رہے ہیں کہ یہ مراد تھی اور آنے والے وقت نے یہ بات واضح کردی کہ یہی رنگ ہے اس پیشگوئی کا اور ابھی یہ ختم نہیں ہوئی بلکہ جاری ہوئی ہے۔

اس کے بعد میں جماعت کو ایک نصیحت کرنا چاہتا ہوں۔ بہت سے کراچی کے دوستوں نے جو خطوط لکھے ان میں اگرچہ بھاری اکثریت نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اللہ کا بڑا احسان ہے کہ نشان ظاہر تو ہوا مگر اس نے نقصان نہیں کیا اور ہم بہت خوش ہیں کہ لاکھوں جانیں بچ گئیں کیونکہ اندازہ یہ تھا کہ اگر یہ واقعۃً پوری طرح خطرہ درپیش آجاتا تو معمولی نقصان نہیں تھا بلکہ لکھوکھہا جانیں تلف ہوسکتی تھیں۔ پچاس فٹ اونچی سمندر کی لہر تھی جو تقریباً سو میل فی گھنٹہ کی رفتار سے کراچی کی طرف بڑھ رہی تھی اور یہ جو اخبارات میں نے دیکھے ہیں ان میں لکھا ہے کہ بعض نے تو یہ کہا ہے کہ سو میل یا اس سے زائد اس کے پیچھے رہ گئی تھی جب رخ پلٹا ہے۔ بعض نے لکھا ہے کہ صرف پچاس میل قریب آکر یعنی نصف گھنٹہ کا فرق رہ گیا تھا تو پھر وہ مڑی ہے اور جو تنبیہات کی گئیں ان میں صبح دس بجے کے وقت اس کا پہنچنا بھی بتایا گیا تھا کہ اگر یہ پہنچ جاتا تو صبح دس کے لگ بھگ اس نے کراچی کو Hit کرنا تھا۔ اب پچاس فٹ اونچی سمندری لہریں جو سو میل کی رفتار سے آگے بڑھ رہی ہوں اس نے تو کراچی کے میل ہا میل تک کلیۃً صفایا کر دینا تھا۔ اس علاقے سے نام ونشان شہر کے مٹ جانے تھے۔ تو اس لئے جو سمجھ دار ہیں جو صاحب دل لوگ ہیں وہ مجھے خط لکھتے ہیں اور اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اللہ نے فضل فرمایا اور ایک نشان پورا بھی فرمادیا، ہماری سرخروئی بھی کردی اور بنی نوع انسان کو ایک بڑے دکھ سے بھی بچا لیا۔ لیکن بعض نوجوان بیچارے جو یہ حکمتیں نہیں سمجھتے یا پوری تربیت نہیں رکھتے، بہت چند ہیں گنتی کے، مگر انہوں نے یہ لکھا کہ اللہ میاں نے جب یہاں تک پہنچا دیا تھا تو آگے تک جاتے کیا تکلیف تھی۔ پچاس میل رہ گیا تھا۔ خدا کو آگے کیا حرج تھا آگے کر دیتے تو پھر ذرا اور ہوتا۔ ان کو اندازہ نہیں کہ دکھ کیا چیز ہے اور قومی دکھ کیسے کیسے خوفناک نتائج پیدا کرتا ہے۔ اور ان کو پتہ نہیں کہ اللہ رحیم وکریم ہے۔ نشانات ظاہر ہوتے ہیں اور ہمیشہ ہوتے رہیں گے لیکن جن کی خاطر نشان ظاہر ہوتے ہیں ان کا دل نشانات کے ظاہر ہونے سے زیادہ قوم کی ہمدردی میں مبتلا ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ طریق تھا جو صحابہ کی روایات سے ثابت ہے کہ بعض موقع پر جب ایک شدید معاند کی ہلاکت کی آپ نے خبر دی اور وہ دن قریب آرہا تھا تو صحابہ ساری ساری رات اٹھ کر روتے اور گریہ وزاری کرتے تھے کہ اے خدا یہ نشان ظاہر فرمادے۔ پکڑا جائے، پکڑا جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پتہ چلا تو آپؑ نے فرمایا کہ میں تو رات بھر یہ دعائیں کرتا رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کو بچالے۔ نہ پکڑا جائے، نہ پکڑا جائے، نہ پکڑا جائے اور ہدایت نصیب ہو جائے۔''

حضورؒ نے فرمایا:

''غور کریں کہ یہ معمولی بات نہیں۔ دسمبر کے آخر پر ایک عاجز بندے کو خدا تعالیٰ نے یہ خبر دی کہ دس جمعۃ المبارک کو کچھ ہونے والا ہے۔ کس کے اختیار میں ہے۔ ہم تو ایسے بے اختیار لوگ ہیں کہ پردیس میں نکالے گئے اور کوئی اختیار نہیں ہے۔ وہاں کے حالات پر ہمارا کوئی اختیار نہیں۔ سمندر کی طاقتوں پر کوئی اختیار نہیں۔ لوگ ہنسنے اور مذاق اڑانے کے لئے تیار بیٹھے تھے، بے بس تھے اور ایک لمحہ کے لئے میرے دل میں خیال آیا کہ اگر میں اس کا اعلان کردوں تو بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے بعض دفعہ وہ نشانوں کو ٹال بھی دیتا ہے۔ جماعت پہلے ہی دکھوں میں مبتلا ہے، لوگ ہنسیں گے اور مذاق اڑائیں گے۔ لیکن اس وقت میرے دل نے مجھے بتایا کہ یہ بھی ایک قسم کا شرک ہے۔ خدا کی مرضی ہے وہ بتائے اور نہ پورا کرے۔ انبیاء کی شان کے مطابق غلاموں کو بھی وہی رنگ اختیار کرنے چاہئیں اس لئے وہ اس بات سے نہیں ڈرتے تھے کہ دنیا مذاق اڑائے گی یا نہیں اڑائے گی۔ کیا کہے گی؟ بے پرواہ ہو کر ناممکن باتیں کہہ دیا کرتے تھے اور بظاہر کوئی امید نظر نہیں آتی تھی۔ ... جو خدا نے مجھے دکھایا امانت کے طور پر میں نے جماعت کے سامنے پیش کر دیا اور جو ظاہر ہوا ہے یہ... شمال سے بھی ظاہر ہونا، جنوب سے بھی، سمندر سے بھی اور ہوا سے بھی اور پھر معاندین احمدیت کا اس کو نشان اور تنبیہ قرار دے دینا، اب جو چاہیں کرلیں۔ اب یہ قلم سے نکلی ہوئی تحریریں اور زبان سے نکلے ہوئے کلمات اب واپس نہیں لے سکتے۔

اس لئے خدا کا نشان تھا جو بڑی شان کے ساتھ پورا ہوا اور ہمارے دل اس کے لئے شکر اور حمد سے لبریز ہیں۔ مگر ساتھ میں آپ کو تنبیہ کرتا ہوں کہ دعائیں کریں اور استغفار کریں اور قوم کا برا نہ چاہیں۔''

(ماخوذ از خطبہ جمعہ فرمودہ 21/جون 1985ء۔ خطباتِ طاہر جلد 4 صفحہ 551 تا 561)

....

فرائیڈے دی ٹینتھ کے تناظر میں تاریخی اہمیت کی حامل خوشخبریاں

حضور رحمہ اللہ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 10/اپریل 1987ء میں Friday the 10th کے حوالہ سے فرمایا:

''ہم جو Friday The 10th خدا تعالیٰ کی طرف سے جو خبر ملی تھی اسے خواہ مخواہ محض انذاری خبر بنائے ہوئے ہیں حالانکہ خدا کی طرف سے تو کوئی شرط نہیں تھی کہ یہ انذاری خبر ہے اور جو چمک دکھائی گئی ہے

بار بار کی وہ اس کو دونوں طرح سے سمجھا جاسکتا ہے۔ انذار کی بھی چمک ہوتی ہے اور خوشخبریوں کی بھی چمک ہوتی ہے۔ تو میرے دل میں یہ بات خدا تعالیٰ نے گاڑ دی ہے کہ جمعہ جو Friday The 10th آنے والا ہے اس میں ہی آئندہ کسی Friday The 10th میں جماعت کے لئے ویسی ہی خوشخبری بہت بڑی دکھائی جائے گی۔"

حضورؒ نے اس خطبہ جمعہ میں تبلیغ و دعوت الی اللہ کی مہم میں عطا ہونے والی بعض کامیابیوں اور خوشخبریوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"ایک سب سے بڑی خوشخبری ابھی آپ کو بتانے والی باقی ہے۔ جس کا تعلق Friday The 10th سے ہے۔ ایک بہت بڑے مسلمان راہنما کہ جن کا اتنا وسیع اثر ہے کہ کروڑوں مسلمان ان کی عزت و احترام کرتے ہیں۔ انہوں نے کئی کتب لکھیں۔ بہت بڑے عالم دین، کئی زبانوں کے ماہر اور بہت بارسوخ انسان۔ ان سے کچھ عرصہ پہلے جمعرات کی شام کو ملاقات مقرر ہوئی تھی۔ لیکن یہ بھی عجیب تصرف ہے اللہ تعالیٰ کا کہ کسی وجہ سے تاخیر ہوتے ہوتے جب تک جمعہ شروع نہیں ہو گیا وہ ملاقات بھی شروع نہیں ہوئی۔

میں اس سلسلے میں فکر مند تھا اس نقطہ نگاہ سے کہ یکطرفہ باتیں انہوں نے احمدیت کے متعلق سنی ہوں گی اور چونکہ ان سے ملاقات اس نقطۂ نگاہ سے بڑی اہم ہے کہ بہت بڑی تعداد جو کروڑوں کی تعداد ہے مسلمانوں تک احمدیت کا پیغام پہنچانے میں ہمیں سہولت ہو جائے گی اگر ان پر نیک اثر پڑے۔ تو فکر مند بھی تھا، دعا بھی کی تھی اور اس مجلس میں اپنے دو احمدی دوستوں کو بھی شامل کیا تا کہ ان کی بات کا بھی اچھا اثر پڑے۔ جب وہ ہماری ملاقات شروع ہوئی تو عین سورج غروب ہوا جب تو اس وقت اتفاق ایسا ہوا۔ اتفاق نہیں بلکہ تصرف کہنا چاہئے کہ میں سات بجے سے انتظار کر رہا تھا مگر آٹھ بجے سے پہلے ملاقات نہ ہو سکی جو سورج غروب ہوا اور جمعہ کا دن شروع ہوا۔ ملاقات کے دوران یہ نظر آیا کہ انہوں نے جماعت کے متعلق دوسروں سے باتیں سنی ہوئی تھیں۔ جماعت کے متعلق کوئی علم نہیں اور ان کا رویّہ بھی درمیانہ سا تھا کیونکہ شریف انسان تعلیم یافتہ اس لئے وہ بغض کا اظہار تو بہر حال نہیں کر رہے تھے۔ لیکن ایک خشک سا جس طرح ہوتا ہے کوئی قلبی تعلق نہ ہو، کوئی دلچسپی نہ ہو۔ لیکن رفتہ رفتہ پھر باتیں شروع ہوئیں، تفصیل سے سارے مسائل ان کے سامنے میں نے بیان کئے۔ جماعت کیا ہے؟ کیا کر رہی ہے؟ اور امام مہدی کا ذکر کیا، دعویٰ کیا ہے؟ دوسرے مسلمان کیوں مخالف ہیں؟ اور انہوں نے ... اشارہ اس طرح کیا کہ دلیل بھی ہونی چاہئے۔ تو میں نے پھر ان کو ایک دو دلائل دیئے اور اس دوران ان کی شکل تبدیل ہونی شروع ہوئی۔ یعنی محبت کے واضح آثار پیدا ہونے شروع ہوئے اور دیکھتے دیکھتے یوں لگا کہ جس طرح دل پگھل جاتا ہے ایک آدمی کا اور وہ بڑے کم گو ہیں، دو باتیں انہوں نے کہیں۔ ایک یہ کہی کہ میں اپنی یہ خوش نصیبی سمجھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے یہاں آنے کا موقع دیا کیونکہ کانوں سے سنی ہوئی باتیں بسا اوقات جھوٹی نکلتی ہیں۔ جب تک آنکھیں نہ دیکھ لیں اس وقت تک انسان کو صحیح پتا نہیں لگ سکتا اور آج مجھے خدا نے یہ موقع دے دیا کہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں اور خود پتا کر لوں کہ آپ کیا لوگ ہیں۔ دوسرا ایک بڑی معنی خیز فقرہ انہوں نے کہا جس سے مجھے بہت ہی امید پیدا ہوئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک لمبے عرصے سے میں اسلام کا تاریخی مطالعہ کر رہا تھا آنحضرتؐ کے زمانے سے لے کر اب تک کا اور میں نے ہر طرف نظر دوڑائی اور خوب چھان پھٹک کی، سب تلاش کی لیکن جس چیز کی مجھے تلاش تھی مجھے ملی نہیں۔ آج مجھے وہ مل گئی ہے... بیعت تو انہوں نے نہیں کی لیکن اتنا حیرت انگیز فقرہ تھا ایک کم گو، اتنے بڑے عالم اور اتنے بڑے لیڈر کے منہ سے نکلا ہوا اتنا معنی خیز ہے کہ اس وقت مجھے یہ معلوم ہوا کہ یہی وہ خوشخبری تھی جو پیر کے دن... **خدا نے میرے دل میں ڈالا کہ Friday The 10th صرف جلال نہیں لے کے آئے گا بلکہ جمال لے کے بھی آئے گا اور احمدیت کی ترقی کے لئے انشاء اللہ نئے نئے دروازے کھولے گا۔"**

(ماخوذ از خطبہ جمعہ فرمودہ 10/اپریل 1987ء
خطباتِ طاہر جلد 6 صفحہ 253 تا 256)

.................(باقی آئندہ)

بقیہ: مکرم رسول جان آرتیکووف صاحب

..................از صفحہ نمبر 29

میں دیر ہو جائے۔ اگر اس انعام اور نعمت (احمدیّت) سے فائدہ اٹھانا چاہیں تو ابھی بھی وقت ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "اللہ تعالیٰ کے صفات کے مظہر کے طور پر انسان پیدا کیا گیا ہے۔ (البقرۃ آیت 31) اس فرض کو کس طرح ادا کرنا چاہیے، اس نسخے کو حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتب میں لکھ دیا ہے۔ ان روح شفا کتب میں کئی ایک بیماریوں سے نجات پانے کے نسخہ جات آپ نے تحریر کر دیئے ہیں۔ (ان کتب میں) ایسی ایسی دوائیں موجود ہیں کہ اگر حقیقت کا اعتراف کرنے والے ۔مر بھی چکے ہوں تو اگر دیر کئے بغیر بالکل لاعلاج ہونے سے قبل چارہ جوئی کرے گا تو انشاء اللہ ضرور شفاء پائے گا۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم کی ایک آیت میں انسان کے کس طرح پیدا کئے جانے کا ذکر کر کے فرماتا ہے:۔

"کیا انسان نے نہیں دیکھا کہ ہم نے اُسے نطفہ سے پیدا کیا تو پھر یہ کیا انقلاب ہوا کہ وہ ایک کھلا کھلا جھگڑالو بن گیا۔" (یٰس آیت 78) حقیقت بھی یہی ہے کہ بعض اوقات ہم جھگڑالو، عصبی، ہر طرح کی باتیں بنانے والے، متکبّر اور ضدّی بھی بن جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بات ہزار دفعہ سچّی ہے۔

آجکل کے انسان کے ایک دوسرے کے ساتھ روزمرّہ کے معاملات میں لڑائی جھگڑے، کذب بیانی، خیانت، وعدہ خلافی، اللہ تعالیٰ سے خوف نہ کھانا، حقیقت کا اعتراف نہ کرنا وغیرہ بیماریاں زور پکڑ گئی ہیں، وہ متکبر ہو گیا ہے، اس بات کو بھی محسوس نہیں کر رہا کہ وہ ضلالت کے گڑھے میں گرتا چلا جا رہا ہے اور راسخون فی العلم کی بات پر بھی کوئی توجّہ نہیں دے رہا۔ وہ مال و دولت اور دنیا جو طبعی طور پر خوبصورت کئے گئے ہیں اور لوگوں کو بہت زیادہ مرغوب بھی ہیں، اُن کی طرف زیادہ توجّہ دیتا ہے اور روحانی لحاظ سے بہت انحطاط کا شکار ہو گیا ہے۔ اس عظیم کتاب کے تمام حکموں پر ایمان لانا چاہئے تا کہ جس دن اُس کے روبرو حاضر ہوں تو وہ ہمارا "سلام" کے ساتھ استقبال کرے۔ اگر ہم اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے اس گواہ کو قبول کر کے اُس پر ایمان لائیں تو ہم ٹھیک قدم اٹھانے والے شمار ہوں گے۔ ہزارہا دلائل دینے کے باوجود انکار کر دینے والوں کو راہ نجات دکھانے کے لئے آپؑ نے یہ جو کوششیں کی ہیں وہ کبھی بھی ضائع نہیں ہونگی، کیونکہ نبی اکرم ﷺ کے فیض سے ہی یہ سلسلہ جاری ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتب میں قرآن کریم کے فلسفیانہ معانی کی اس طرح تشریح کر دی ہے کہ اُنہیں پڑھنے والا انسان کسی قسم کے شبہات میں مبتلا نہیں ہو سکتا۔ وہ لوگ جو تردّد کی وجہ سے آپؑ کا انکار کر کے ابھی بھی یہ کہتے ہیں کہ کسی دن عیسیٰؑ آسمان سے نازل ہوں گے اُن کی حالت پر مجھے رحم آتا ہے۔ شیطان نے تکبّر کیا تھا، اُس کا کیا انجام ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ جھوٹے اور الزام تراشی کرنے والوں کی سزا کو شاید لمبا نہیں کرے گا۔ "(یہ) اللہ کی سنّت ان لوگوں کے متعلق بھی تھی جو پہلے گزر چکے ہیں اور تُو ہرگز اللہ کی سنّت میں کوئی تبدیلی نہیں پائے گا"۔ (الاحزاب آیت 63)

اللہ تعالیٰ حق ہے، اللہ تعالیٰ کی قرآن کریم میں موجود اس آیت کو کیسے تبدیل کر سکتے ہو یا کہ دنیا جہان کے تمام علماء مل کر بھی اُسے قرآن سے کیسے نکال سکتے ہیں! نعوذ باللہ۔ "اور ہم نے کسی بشر کو تجھ سے پہلے ہمیشگی عطا نہیں کی۔ پس اگر تُو مر جائے تو کیا وہ ہمیشہ رہنے والے ہوں گے؟" (الانبیاء آیت 35)

وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ ایسی باتیں جو قرآن کریم میں بھی نہیں ہیں اور حدیث شریف میں بھی نہیں ہیں، اُن پر ہمارے آباء و اجداد بھی اعتقاد کرتے آئے ہیں کیا اب ہم اس راہ کو ترک کر دیں، اس پر مستزاد یہ کہ وہ کئی اور لوگوں کو بھی اپنے پیچھے چلا کر کس بات پر اعتقاد کر رہے ہیں، کیا وہ اس غلطی کے بوجھ کو اپنی گردنوں پر لے رہے ہیں؟ اپنے بوجھ کے ساتھ ساتھ دوسروں کے بوجھوں کو بھی اٹھانا چاہتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:۔

"اور وہ لوگ جنہوں نے شرک کیا وہ ضرور کہیں گے اگر اللہ چاہتا تو ہم شرک نہ کرتے اور نہ ہمارے آباء و اجداد اور نہ ہی ہم کسی چیز کو حرام قرار دیتے"۔ (الانعام آیت 149)

اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کا خواہشمند ہر ایک انسان اس آیت سے عبرت حاصل کر کے اگر اللہ تعالیٰ سے ہدایت طلب کرے تو یقیناً اسے فائدہ ہوگا، ورنہ وہ آنکھ جو آنسو نہیں بہاتی اُس کا کیا فائدہ ہے؟

ہم حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کو پڑھ کر، اُنہیں جان کر، سیکھ کر اس بات کے گواہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرنے والے انسان کے دونوں جہان روشن ہو جاتے ہیں، میں آپ لوگوں کو بھی اس طرف بلاتا ہوں۔ قرآن کریم وہ واحد کتاب ہے کہ جو مسلمان اور غیر مسلم، دوست اور دشمن، رنگ و نسل اور دین کی تفریق کئے بغیر برابر کے حقوق دیتی ہے۔ اُس رحمان اور رحیم خدا کی بے شمار حمد و ثنا ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے والوں اور اُس کا انکار کرنے والوں کو بھی رزق دے رہا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرتا ہوں کہ آسمان سے اترنے والی اُس کی رحمت کی بارشیں ہماری کمزوریوں اور ہماری ہٹ دھرمیوں کو آشکار کرنے کی بجائے اُسے ڈھانپنے والی ہوں۔ آمین

حضرت مسیح موعودؑ ایک بہت بڑے بہاؤ کے خلاف جدّ و جہد کرتے ہوئے ایک بیج بو گئے ہیں۔ یہ بیج انشاء اللہ تا روز قیامت نشو و نما پاتا رہے گا اور سرسبز و شاداب ہوتا رہے گا۔ آمین! بالکل اُسی طرح جیسے ایک مچھلی اپنی نسل قائم رکھنے اور بڑھانے کے لئے اپنی زندگی کو خطروں میں ڈال کر (پانی کے) بہاؤ کے مخالف تیرتی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ بھی اپنی زندگی کو خطروں میں ڈال کر بشارت احمد، طاہر حیات اور ارشد محمود (اُس دور میں قرغیزستان میں کام کرنے والے مبلغین) کی طرح کے تا روز قیامت ترقّی کرنے والے ہزاروں لاکھوں شاگرد چھوڑ گئے ہیں۔ مَیں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ان کی تعلیم و تربیّت اور اصلاح کی کوششوں کو باثمر کرے۔ والسّلام آپ کا مسلمان بھائی۔ السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! ۔رسول جان (Rasooljan)"

☆...☆...☆

بقیہ: خلافت خامسہ کے مبارک دور کے پندرہ سال

......از صفحہ نمبر 19

مسجد بنانا چاہتے ہیں تو بنائیں لیکن یہ خیال مت کرنا کہ ہم جماعت احمدیہ کو چھوڑ دیں گے کیونکہ ہماری زندگیوں کا نچوڑ احمدیت ہے اور اس مٹی کی مسجد میں ہی ہم خوش ہیں۔ جو کچی مسجد بنی ہوئی ہے اسی میں ہم خوش ہیں اور اسی مٹی کی مسجد میں ہی ہم احمدی ہونے کی حالت میں مرنا پسند کریں گے اور جب تک میں زندہ ہوں اس جماعت میں کوئی فتنہ پیدا نہیں ہونے دوں گا۔ یہ جواب ساری جماعت کے ایمان کی تقویت کا باعث بنا۔ یہ صورتحال دیکھ کر مولوی وہاں سے اٹھے اور برا بھلا کہتے ہوئے چلے گئے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب وہاں مٹی کی مسجد نہیں بلکہ ان کو مسجد کی منظوری دی گئی تھی اور پکی مسجد تکمیل کے مراحل میں ہے، تقریباً مکمل ہونے والی ہے۔

(الفضل انٹرنیشنل 3 جنوری 2014)

ایک اور واقعہ بیان کرتے ہوئے حضور ایدہ اللہ فرماتے ہیں:

بینن سے ہمارے ایک مبلغ لکھتے ہیں کہ پارا کو شہر سے 85 کلومیٹر دور اور مین روڈ سے سات کلومیٹر دور جنگل میں واقع براندو گاؤں میں 2009ء سے ہماری جماعت قائم ہے اور اس گاؤں کے لوگ فولانی قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں۔ سارا دن جنگلوں میں گائیاں چرانے میں گزارتے ہیں۔ دوران سال جب یہاں مسجد کی تعمیر شروع کی تو مقامی جماعت کے مرد و زن نے دن رات وقار عمل کیا اور سخت محنت کے ساتھ کام کر کے جماعت کی ایک کثیر رقم بچائی اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک دور دراز علاقے میں اس سال (یعنی 2016ء میں) جنوری میں دو سبز میناروں والی خوبصورت مسجد تکمیل کو پہنچی جس میں ڈیڑھ سو کے قریب نمازی نماز پڑھ سکتے ہیں۔

(الفضل انٹرنیشنل 13 جنوری 2017)

...............(جاری ہے۔ باقی آئندہ)

جماعت احمدیہ ہزارہ (پاکستان) کی چند تاریخی یادیں

(اخلاص و وفا، صبر و استقامت، دلگداز قربانیوں اور نصرت و تائیدات الٰہیہ کے حیرت انگیز نشانوں کی روح پرور داستان)

(اصغر علی بھٹی ۔ مبلغ سلسلہ نائیجر۔ مغربی افریقہ)

مختصر تعارف اور تاریخ

پاکستان کو چین سے ملانے والی واحد سڑک شاہراہ ریشم کے نام سے مشہور ہے جو حسن ابدال کے قریب پشاور جی ٹی روڈ سے الگ ہو کر وادی ہزارہ میں داخل ہوتی ہے اور گلگت سے گزرتی ہوئی چینی حدود میں داخل ہو جاتی ہے۔ وادی ہزارہ ضلع ہری پور، ضلع مانسہرہ، ضلع ایبٹ آباد اور ضلع کوہستان پر مشتمل ہے۔ اس وادی میں جماعت احمدیہ کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنی خود جماعت احمدیہ۔ ہزارہ وادی کے پاس ہی تربیلا ڈیم کے قریب کوٹھا شریف کا علاقہ ہے جس میں حضرت پیر صاحب آف کوٹھ شریف نے اپنی وفات کے قریب اپنے مریدوں کو بتا دیا تھا کہ اب اُن کا زمانہ ختم ہوا چاہتا ہے کیونکہ امام مہدی علیہ السلام کا زمانہ شروع ہو گیا ہے۔ ان کے مریدین کی زیادہ تعداد ہزارہ وادی سے تھی اس لئے ان کے مریدین کی ایک بڑی تعداد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کر کے جماعت میں شامل ہو گئی۔ ان کے بعض مریدین نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے اس گواہی کو حلفاً بیان کیا جسے آپ نے اپنی کتب میں کئی جگہ پر تحریر فرمایا۔

مانسہرہ شہر کے پاس ایک گاؤں دیبگراں میں ایک بزرگ تھے جن کا نام یحیٰ خان تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب حمامة البشریٰ ڈاک کے ذریعہ انہیں بھیجی اور لفافہ پر ایڈریس کے ساتھ لکھا یا یحیٰ خُذِ الْکِتَابَ بِقُوَّۃٍ ۔ انہوں نے اپنے بیٹے کے ساتھ قادیان پہنچ کر دستی بیعت کا شرف حاصل کیا۔ قیام پاکستان سے پہلے کشمیر کی آزادی کے سلسلے میں حضرت خلیفة المسیح الثانی رضی اللہ عنہ ایک دفعہ قادیان سے مانسہرہ اور بالا کوٹ کے درمیان واقع گڑھی حبیب اللہ کے گیسٹ ہاؤس میں تشریف فرما ہوئے اور کشمیر کے اہم ترین لیڈران کو ملاقات کا شرف بخشا۔ اسی طرح ایک دفعہ بالا کوٹ بھی حضرت سید احمد شہید رحمہ اللہ کے مزار پر دعا کے لئے تشریف لے گئے اور واپسی پر پھگلہ کی جماعت میں چائے نوش فرمائی۔ حضرت خلیفة المسیح الثالث رحمہ اللہ کو مانسہرہ سے کوئی سو کلومیٹر آگے واقع چھتر پلین کا علاقہ کافی پسند تھا۔ کئی ایک دفعہ آپ گرمیوں میں وہاں تشریف لائے۔ اسی طرح سے ایبٹ آباد میں جماعت نے کچھ جگہ خرید کر کچھ مکان بھی تعمیر کروائے تھے۔ کچھ مکان مکمل ہو چکے تھے اور کچھ ابھی زیر تعمیر تھے کہ مفتی محمود صاحب جو اس وقت صوبے کے وزیر اعلیٰ تھے کی خاص ہدایت پر انہیں آگ لگوا دی گئی۔

جماعت پر مظالم کی داستان

1974ء میں پورے پاکستان میں احمدیوں کے ساتھ بربریت کی داستان رقم کی گئی۔ مگر ہزارہ وادی میں یہ حیوانیت کی حدوں کو چھو گئی۔ وہ دردناک واقعات جو 1974ء سے شروع ہوئے آج بھی پورے تسلسل سے جاری ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ 1974ء میں لوٹ مار، قتل و غارت اور گھروں کو نذر آتش کرنے پر زیادہ زور تھا۔ مگر 1984ء کے بعد سے یہ مقدمات درج کروا کر جیلوں میں بند کرنے، مکمل سوشل بائیکاٹ کرنے، آوازے کسنے اور مار پیٹ میں بدل گیا۔ یہ داستان ظلم جاری تھی اور جماعت کے عاشقان وفا شعار کوہ وقار بنے اپنے ایمان پر قائم رہتے ہوئے تاریخ اسلام کو دہرانے میں مصروف تھے کہ انہیں دنوں خاکسار نے 1991ء میں جامعہ سے اپنی شاہد کی تعلیم مکمل کی تو مرکز کی طرف سے 17 اگست 1991ء کو خاکسار کی پہلی پوسٹنگ مانسہرہ شہر میں مربی ضلع ہزارہ کے طور پر ہوئی۔ آج 27 سال بعد صحرائے اعظم کے کنارے مغربی افریقہ میں ایک شام ہماری صدر لجنہ صاحبہ ایبٹ آباد کی فوتگی کی خبر ملی تو گویا ایک جہان آباد ہو گیا اور ماضی کے تمام واقعات یادوں کے پر لگائے صحن چمن میں اترتے چلے آئے۔

درد کے جگنو

جب ایبٹ آباد احاطہ کچہری میں ہماری پٹائی ہو رہی تھی تو سامنے کی سلاخوں والی کھڑکی کے پیچھے سے سیشن جج صاحب کھڑے حیرانگی سے نظارہ فرما رہے تھے۔ یہ میری زندگی کے اُن لمحات کی آپ بیتی ہے کہ جب وقوع پذیر ہو رہی تھی تو جسم پر آہنی مکوں، لاتوں، گھونسوں اور تھپڑوں کی بارش اور کانوں میں صرف غلیظ گالیوں کا شور تھا اور اب جب کہ اس سانحے کو گزرے ہوئے 26 سال ہو چکے ہیں مڑ کر ماضی میں دیکھتا ہوں تو ان لمحوں کا درد سہانی یاد بن کر آس کا جگنو بن جاتا ہے اور سوچتا ہوں قیامت کو دامن اعمال سے خالی نکلا تو ٹوٹی ہوئی کلائی، سوجے ہوئے ہونٹ، چٹختی ہوئی پسلیاں، پھٹا ہوا سر، متورّم آنکھوں سے بہتا ہوا پانی اور حوالات اور جیل کے گندے اور ٹھنڈے فرش پر گزاری طویل راتیں جھولی سے نکال کر پیش کر کے چپ کھڑا ہو جاؤں گا کہ مولا یہی متاع حیات سمیٹ سکا تھا۔

29 دسمبر 1992ء حوالات تھانہ کینٹ ایبٹ آباد

18 فٹ اونچی کالی سیاہ چھت والی کوٹھڑی میں ڈوبتے سال کی آخری شام کے تیزی سے اترتے ہوئے سائے ماحول کو عجیب پراسرار بنا رہے تھے۔ چیڑ کے اونچے درختوں سے گزرتی ہوئی برفانی ہواؤں کے شور میں اب پہرہ دینے والے بھاری بوٹوں کی چاپ بھی شامل ہو گئی تھی۔ ایسے ہی لمحوں میں مَیں ٹوٹے پھوٹے گندے فرش پر معمولی کپڑوں میں ملبوس دیوار کے سہارے اکڑوں بیٹھا لوہے کی سلاخوں والے کھلے دروازے سے آنے والی یخ ہواؤں سے بچنے کی کوشش کر رہا تھا۔ زخمی آنکھ سے بہتا ہوا پانی اور جبڑے کے نچلے حصے سے نکلنے والا خون تو شاید بہہ بہہ کر اب تھک چکا تھا۔ یوں تو کمر اور سر میں لگنے والے پتھر اور آہنی مکوں کی مالش سے ہونے والی درد بھی کبھی کبھی نڈھال کر دیتی تھی۔ مگر کلائی اور انگوٹھے کے سوجے ہوئے حصہ کا درد مسلسل بے چین کر رہا تھا۔ گزرے ہوئے دن کے تمام واقعات ایک ایک کر کے دل و دماغ کی سکرین پر جل بجھ رہے تھے۔ مجھے وہ چہرہ اچھی طرح سے یاد ہے جس نے اُس سپاہی سے جو لوہے کی لمبی زنجیر والی ہتھکڑی گھما گھما کر مجھے اس بپھرے ہوئے ہجوم سے بچانا چاہ رہا تھا۔ چیخ کر ہندکو میں کہا تھا ”اے کافر اے تے اسیں ایناں دے خلاف جہاد کررئے آں جُل جنیاں اس کو چھوڑ تے اپنا کم کر“ یعنی یہ کافر ہے اور ہم ان کافروں کے خلاف جہاد کر رہے ہیں آپ اس کو چھوڑیں اور اپنا کام کریں۔

مجھ سے کچھ فاصلے پر میرے دو ساتھیوں کو بھی ایسے ہی لوگ گھیر کر مار رہے تھے۔ یعنی ڈاکٹر ناصر تنولی صاحب قائد ایبٹ آباد اور رانا اقبال احمد صاحب خادم مانسہرہ جماعت۔ ان لوگوں کو غصہ تھا کہ ہم 30 دن سے جیل میں بند ایک بے گناہ کی ضمانت کی کوشش کیوں کر رہے ہیں۔ ایبٹ آباد کچہریوں کا چھوٹا سا احاطہ میدان کارزار بنا ہوا تھا جس میں کوئی سو کے قریب ”مجاہدین“ ہم تینوں کے خلاف مصروف ”جہاد“ تھے۔ زخموں کا اس قدر ہجوم تھا کہ یاد نہیں کب اور کس نے مجھے اس ہجوم سے نکال کر اُس پولیس ویگن میں ڈالا جو مجھے حوالات میں پہنچانے کے لئے تیار تھی جہاں سرکاری اہلکار میرے اور میرے دونوں ساتھیوں کے خلاف F.I.R کاٹنے میں مصروف تھے۔ سردیوں کی یہ لمبی اور اداس رات دھیرے دھیرے گزر رہی تھی۔ درد کچھ سنبھلا تھا کہ فلیش بیک میں وہ چہرہ یاد آنے لگا کہ جو کھڑکی میں کھڑا ہم تینوں خدام کی درگت بنتے دیکھ رہا تھا۔ اس کے ساتھ ہی جیسے یادداشت کے تمام سوئچ آن ہو گئے اور مجھے اپنے پر بیتنے والی تمام کہانی یاد آ گئی۔

ایبٹ آباد میں وقار گل جدون صاحب صدر مجلس تحفظ ختم نبوت تھے اور ساجد اعوان صاحب سیکرٹری جنرل تھے۔ یہ دونوں صاحب بنیادی طور پر سینما میں فلموں کے اشتہاری بورڈ پینٹ کرتے تھے۔ کافی تعلقات تھے گاڑیاں اور لڑکوں کا ایک بڑا گروپ ہر وقت ان کے ساتھ ہوتا تھا۔ لڑائی مار کٹائی، تھانہ کچہری ان کے لئے ایک عام سی بات تھی۔ 1992ء دسمبر کے پہلے ہفتے سے انہوں نے ایک نیا پروگرام لانچ کیا۔ یہ مانسہرہ، ایبٹ اباد اور داتہ میں کسی ایک احمدی خادم کو ٹارگٹ کرتے۔ باقاعدہ لڑکے پیچھے لگا دیئے جاتے کہ اس بندے کے معمول کی ڈائری تیار کرو۔ ہفتے دو ہفتے بعد یہ اُس خادم کے پاس پہنچتے کہ ہم جانتے ہیں یہ آپ کا نام ہے۔ آپ کے کتنے بہن بھائی ہیں۔ کہاں کہاں پڑھتے ہیں۔ آپ اتنے بجے یہ کرتے ہو اور اتنے بجے یہ وغیرہ وغیرہ۔ شہر چھوڑ کر نہیں جانا۔ ہم آپ کو دو ہفتے دیتے ہیں سوچنے کے لئے۔ دو ہفتے بعد آئیں یا تو آپ ہماری بات مان کر ہمارے ساتھ چلیں گے اور الیاسی مسجد میں اپنے جماعت چھوڑنے کا اعلان کریں گے نہیں تو ہم آپ کو اُٹھا کر لے جائیں گے باقی کے ذمہ دار آپ خود ہوں گے۔ جتنا بھاگ سکتے ہو بھاگ لو۔ پولیس کو بتانا ہے تو بڑے شوق سے لیکن راستہ ایک ہی ہے۔ اور ہماری ہر لمحہ آپ پر نظر ہے۔ باقاعدہ دن، جگہ اور ٹائم بتایا جاتا کہ اس دن ہم واپس آئیں گے۔

ہزارہ ویگن حادثے میں کئی اہم عہدیدار شہید ہو چکے تھے اور اوپر سے مخالفت بے انتہا تھی۔ اور اُس پر مستزاد یہ غنڈہ گروپ جو مسلح ہو کر سوزوکیوں میں گھومتے رہتے اور کوئی دکھ دینے کا لمحہ ضائع نہیں کرتے تھے۔ انتظامیہ ہمیشہ کی طرح خاموش تماشائی تھی۔ جن دنوں یہ اصحابِ اُخْدُود اپنا پروگرام ترتیب دے رہے تھے انہیں دنوں خاکسار کی پوسٹنگ مربی ضلع ہزارہ کے طور پر مانسہرہ میں ہو گئی تھی۔ ہم بھی نوجوان تھے۔ سینے میں جماعت کی خدمت کے لئے کچھ کر گزرنے کا شوق تھا اور سچی بات ہے ایسے میں موت کا تو بالکل بھی خوف نہ تھا۔ اور پھر نومبر کے آخری ہفتے مجلس ختم نبوت کا پورا دفتر ایبٹ آباد ڈی ایچ کیو ہسپتال میں داخل ہوا۔ ڈیوٹی پر موجود احمدی خادم اظہر صاحب کو باہر بلایا اور پھر ساری معلومات اور سارا پروگرام اُس کے سامنے رکھ دیا۔

اظہر صاحب داتہ ضلع مانسہرہ کے رہائشی تھے۔ شریف، کم گو، بھولے بھالے سے جنہوں نے ساری عمر کسی بکری کو بھی پتھر نہیں مارا تھا۔ اُسے چالیس پچاس مسلح لوگ ہسپتال کے صحن میں دن کے 10 بجے سب لوگوں کے سامنے اس کی ڈیوٹی سے نکال کر قتل ہونے یا مرتد ہونے کا پروگرام دے رہے تھے اور دنیا تماشائی بنی حیرت سے مقتول اور مقتل کو دیکھ رہی تھی۔ جناب اظہر صاحب ہسپتال سے نکل کر ہری پور میں ضلعی امیر جناب

ڈاکٹر اسلم جہانگیری صاحب مرحوم سابق امیر جماعت ضلع ہزارہ

ڈاکٹر اسلم جہانگیری صاحب کے پاس پہنچ گئے۔ بعد میں اظہر صاحب پشاور بھی گئے اور صوبائی امیر صاحب کو بھی اطلاع دی۔ بہرحال جماعت نے اپنے طور پر انتظامیہ سے بھی بات کی۔ مرکز کو اطلاع کے ساتھ ساتھ حضور کی خدمت اقدس میں تمام صورتحال کے ساتھ عاجزانہ دعا کی درخواست کی گئی۔ سب احباب جماعت نے صبر اور حوصلے اور بہادری دکھانے کی تلقین کی اور اس ظالمانہ پروگرام کے خلاف دعاؤں میں لگ گئے۔ اظہر صاحب کا مسلسل تعاقب کیا جا رہا تھا اور ہر طرح سے انہیں نفسیاتی طور پر ڈرانے کی کوشش کی جا رہی تھی۔ اس دوران خاکسار اور قائد ایبٹ آباد جناب ڈاکٹر ناصر تنولی صاحب نے ان سے ملاقات کی اور ان کا حوصلہ بڑھایا مگر ان کی بے قراری اور پریشانی دیکھ کر اُن سے کہا کہ اظہر بھائی آپ فکر نہ کریں مطلوبہ تاریخ پر آپ اکیلے نہیں ہوں گے آپ کا مربی اور آپ کے قائد صاحب بھی ساتھ ہوں گے۔ جو بھی ہو گا ہم سب کے ساتھ اکٹھا ہو گا۔ 29 نومبر کی صبح ہم بھی ہسپتال پہنچ گئے اور وارڈ میں ہی ان کے پاس بیٹھ گئے۔ ٹھیک دس بجے کے قریب مسلح افراد کا ایک دستہ وارڈ میں داخل ہوا کہ چلیں بھئی اظہر صاحب باہر تشریف لے آئیں۔ ہم بھی اُن کے ساتھ ہی باہر نکل آئے۔ ڈسٹرکٹ ہسپتال ایبٹ آباد کے صحن میں مزید کوئی 40 مسلح افراد کھڑے تھے۔ وقار گل جدون نے دیکھتے ہی کہا کہ میں نے آپ کو

وعدہ دیا تھا۔لو میں اپنے وعدے پر حاضر ہو گیا ہوں۔ اسی دوران تمام لوگوں نے ہمارے ارد گرد دائرہ بنا لیا ہوا تھا۔ ہم سب کے حصار میں کھڑے تھے۔ اظہر صاحب ابھی کیا جواب دیتے ، وقار گل جدون نے چیختے ہوئے کہا کہ سوچنے کے لئے تجھے بڑا ٹائم دیا تھا اب صرف بولنے کا وقت ہے۔ اظہر صاحب نے ہماری طرف دیکھا اور ہمارے چہروں کو دیکھ کر حوصلہ پکڑتے ہوئے دھیرے سے کہا آپ نے مجھے قتل کرنا ہے کر دیں۔ اس کے ساتھ مسلح لوگ اظہر صاحب کی طرف بڑھے تو میں نے اور قائد صاحب نے اُن کو ہاتھ کے اشارے سے روکا۔ وہ لڑ کے رک گئے۔ وقار گل جدون صاحب بڑی تسلی سے بولے 'سب کی باری آئے گی آج صرف اس کی باری ہے۔ آج ہمارا تم سے کوئی لینا دینا نہیں'۔ میں نے اس سے کہا چلو ہماری بھی باری آجائے کوئی بات نہیں لیکن ابھی پانچ منٹ مل سکتے ہیں۔ اُس نے بڑی بے خوفی اور لا پروائی سے کہا پانچ کیا دس منٹ لو ہمیں کوئی جلدی نہیں۔ اور پھر اُس دائرے کے مسلح حصار میں خاکسار نے دعا کروائی۔ منظر یہ تھا کہ تین لوگ محو دعا تھے اور 50 قاتلوں سے بے پرواہ۔ وہ سب لوگ بندوقیں اوپر کر کے تسلی سے کھڑے تھے۔ خاکسار نے دعا ختم کی۔ باری باری گلے مل کے اظہر صاحب کے کندھے پر تھاپی مارتے ہوئے اونچی آواز میں پنجابی میں کہا ''جا او مسیح دیا شیرا۔ مرناتے اک دن سب نے آ۔ پیشگی مبارک لے جا۔ تے یادرکھیں ساری جماعت تے اودھا خلیفہ تیرے پچھے آ''۔ وہ پچاس بھی بڑے دھڑلے سے بے فکری سے کھڑے تھے۔ تو ہم دو بھی اتنی ہی دلیری اور بے فکری سے کھڑے تھے۔ اُس دن زندگی سے زیادہ موت پیاری لگ رہی تھی۔

وہ سب لوگ اظہر صاحب کو لے کر چلے گئے لیکن جو ظاہر کر رہے تھے کہ ان کو کوئی ڈر نہیں حقیقت میں جماعتی وفد کی موجودگی سے بہت ڈر گئے تھے۔ لہذا جلدی سے ان کو ایک کمرے میں لے جا کر بند کر دیا اور کاپی پنسل اور کاغذ دے دیا کہ جو لکھنا ہے اس پر لکھ دو۔ جماعت کو گالی نہیں لکھنا چاہتے تو صرف سادہ سے الفاظ میں لکھ دو کہ میں اب سے احمدی نہیں ہوں۔ دروازہ باہر سے بند کر دیا گیا۔ 15 منٹ بعد وہ سب اندر آئے اور کاغذ اُٹھا کے دیکھا جو صاف پڑا ہوا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ کوئی بات کرتے اظہر صاحب بولے آپ نے مجھے مارنا ہے ناں مار دیں۔ میں تیار ہوں۔ میں جماعت نہیں چھوڑوں گا۔ اس پر انہوں نے ان کو جی بھر کر مارا اور جلدی سے لے کر تھانے پہنچ گئے کہ یہ آج ہمارے دفتر تبلیغ کرنے آیا تھا لہذا اس پر 298c کے تحت پرچہ کاٹا جائے۔ یہ ساری کارروائی ان کو ایک گھنٹے سے پہلے پہلے مکمل کرنا پڑی۔ اسی دوران ہم نے جماعت کے تمام عہدیداروں کو اطلاع کر دی۔ مکرم امیر صاحب ڈاکٹر اسلم جہانگیری صاحب ہری پور سے فوری پہنچے۔ جب جماعتی وفد اغوا کی رپورٹ درج کروانے تھانے پہنچا تو وہاں مجلس ختم نبوت کا وفد تبلیغ کرنے پر پرچہ کٹوانے میں مصروف تھا۔

اُس دن ہم انہیں اظہر صاحب کی ضمانت کروانے کچہری میں آئے تھے لہذا ختم نبوت کی اُس ساری ٹیم نے ہم تینوں کو پکڑ کر مارنا شروع کر دیا۔ احاطہ عدالت، پولیس موجود، اور تین بندوں کی ایک بڑا گروہ دھلائی کر رہا تھا۔ ایسے میں زخمی آنکھوں سے میں نے دائیں جانب دیکھا تو کھڑکی کے پاس کھڑا ایک صاحب اس سارے نظارے کو دیکھ رہا تھا۔ مجھے اللہ نے ہمت دی مَیں دائرہ توڑ کر اس کمرے میں داخل ہو گیا جو کہ دراصل سیشن جج کی عدالت تھی اور سیدھا جج صاحب کے پاس پہنچ گیا۔ مارنے والے بھی پیچھے پیچھے بھاگتے ہوئے داخل ہوئے تو جج صاحب بغلی دروازے میں داخل ہو گئے۔ خاکسار نے بھی آؤ دیکھا نہ تاؤ اور انہیں کے پیچھے ان کے کمرے میں گھس گیا اور پھر اس کمرے میں بھی قانون کے سائے میں پٹائی جاری رہی۔ تھوڑی دیر بعد ہم تینوں کو مختلف عدالتوں کے کمروں سے برآمد کر کے پولیس کے حوالے کر دیا جو ہمارے خلاف مجاہدین ختم نبوت کو گالیاں دینے اور نقص امن کرنے کی وجہ سے شدید ناراض تھی لہذا ایف آئی آر تو بنتی تھی سو ہم حوالہ حوالات و زنداں کر دیئے گئے۔

بچپن سے لڑکپن تک لوگوں سے یہی سنا تھا کہ نیند تو صلیب پر بھی آجاتی ہے مگر اس دن یہ حادثہ وقوع پذیر نہیں ہو رہا تھا کیونکہ سارا دن تو صرف پٹائی اور ''ختم نبوت'' مجاہدین کی غلیظ گالیاں کھائی تھیں جبکہ پیٹ اور معدہ کے لئے رات کے اس پہر بھی کوئی سامان و سبیل نظر نہیں آ رہی تھی۔ اس پر مزید یہ کہ ''مجاہدین ختم نبوت'' کے وفود وقتاً فوقتاً تھانے میں داخل ہوتے اور مین گیٹ کے ساتھ ہی واقع سلاخوں والی حوالات کے دروازے کے پاس آتے۔ فرش پر بیٹھے تینوں گنہگاروں کو دیکھتے۔ غلیظ گالیاں اگلتے، اور آگے آفیسرز کے پاس چلے جاتے۔ حوالات میں دیوار کے ساتھ ہم کچھ اس ترتیب سے بیٹھے تھے۔ دروازے کے پاس خاکسار پھر رانا اقبال صاحب اور آخر میں ڈاکٹر ناصر تنولی یعنی قائد صاحب۔ جسمانی طور پر تینوں میں سے خاکسار ہی کچھ ماڑھا تھا۔ قائد صاحب نے جلدی ہی کچھ محسوس کیا اور فرمانے لگے مربی صاحب آپ درمیان میں آجائیں اور پھر جب بھی کوئی گروپ تبرّا بازی کے لئے داخل ہوتا تو قائد صاحب جلدی سے اونچی آواز میں کوئی لطیفہ یا واقعہ سنا کر ہمارے ہنسانے کا بندوبست کرنے لگ جاتے۔ یوں انہوں نے دشمن اور بھوک دونوں کے خلاف ایک سبیل نکال لی۔ بعد میں پتہ چلا تھا کہ ہمارے تھانے میں آنے کے بعد شہر میں کافی جلوس نکالے گئے تھے۔ دوکانیں بند کروائی گئیں تھیں اور حالات کافی کشیدہ کر دیئے گئے تھے۔ اسی وجہ سے جماعتی طور پر کسی کو بھی ہم سے ملنے کے لئے گھر سے باہر نکلنے سے روک دیا گیا تھا۔

حوالات میں منّ وسلویٰ

تاہم آدھی رات کے قریب ہماری صدر لجنہ صاحبہ پروفیسر عطیہ تنولی صاحبہ نے کہیں سے ایس ایچ او صاحب کا نمبر حاصل کیا اور اپنا تعارف کروایا اور ہمارے بارے میں بات کی۔ ایک احمدی ہو، پھر صدر لجنہ صاحبہ ہوں۔ اوپر سے ماں بھی ہو جس کے زخمی بیٹے بھوکے حوالات میں بند ہوں تو ان کی آواز میں کیا ہی دعائیہ گھن گرج ہو گی۔ ایس ایچ او صاحب نے بڑے ادب سے کہا کہ میڈم آپ پریشان نہ ہوں۔ اس پہر تو بازار سے بھی کھانا نہیں مل سکتا۔ آپ اگر گھر سے بھجوا دیں تو میں ان تک پہنچا دوں گا۔ باقی میرا وعدہ ہے کہ میں ان بچوں کو بڑے آرام سے رکھوں گا۔ کچھ ہی دیر میں مکرم ظفر تنولی صاحب ہمیشہ کی طرح روشن آنکھوں اور مسکراتے چہرے کے ساتھ گرم گرم بادام اور اخروٹوں والا حلوہ لے کر حاضر ہو گئے۔ من وسلویٰ کتنا لذیذ ہوتا ہو گا یہ راز اُس دن ہم نے بھی جان لیا۔ کھانا ابھی ختم ہوا تھا کہ ایس ایچ او صاحب خود حوالات کے پاس آئے ہمیں وہاں سے نکلوایا اپنے دفتر میں لے کر گئے اور پھر اپنے آرام والا کمرہ کھول کر فرمانے لگے آپ یہاں آرام کریں۔ صبح ملاقات ہو گی اور پھر ہم نے وہیں وضو کیا اور باجماعت اپنے مولا کے حضور سر بسجود ہو گئے۔

صدر لجنہ صاحبہ ایبٹ آباد

آج وہ شفیق ماں، وہ ہماری صدر لجنہ صاحبہ اس دنیا میں نہیں ہیں لیکن ان کی بہادری اور جماعت سے وفا کی

مکرم ظفر تنولی صاحب۔ مکرم ناصر تنولی صاحب۔ مکرم رفیع تنولی صاحب

داستانیں وادی ہزارہ میں ستاروں کی طرح جھلملا رہی ہیں۔ آپ گورنمنٹ کالج ایبٹ آباد میں کیمسٹری کی پروفیسر تھیں۔ اللہ نے تین بیٹے اور ایک بیٹی سے نوازا تھا۔ خلافت سے محبت، خلوص، انکساری، جماعتی عہدیداروں کا احترام، مہمان نوازی اور بہادری ایک مثال تھی۔ اگر ان کے لئے اللہ کی شیرنی کا لفظ بولا جائے تو بالکل برمحل ہو گا۔ آپ کے اللہ پر ایمان اور توکّل اور جماعت سے وفا کا ایک واقعہ نہ بیان کروں تو یہ تاریخ سے ظلم ہو گا۔ آپ کے خاوند پٹرولیم کے وفاقی سیکرٹری تھے، مانسہرہ سے پیچھے وادی پکھل کی ایک بڑی فیملی سے تعلق تھا۔ ریٹائرمنٹ کے قریب پہنچتے ہی ان کے دل میں سیاست میں شامل ہونے کی خواہش پیدا ہو رہی تھی اور وہ دل میں اس بات پر تیار ہو گئے تھے کہ جماعت سے علیحدگی کا اعلان کر کے سیاست میں شامل ہو جاؤں گا۔ آپ ان کو ہر طرح سے اس سودے سے روک رہی تھیں اور اپنے مولا کے حضور بھی دعا گو تھیں کہ اللہ ان کو ایمان کے بدلے سیاست کی سیٹ سے بچالے۔ اور پھر یوں ہوا کہ جونہی ان کی ریٹائرمنٹ کا دن قریب آیا ان کی اچانک وفات ہو گئی۔ خاوند کا جنازہ پڑا تھا۔ آپ نے اپنے چاروں بچوں کو بلایا اور نعش کے سرہانے کھڑے ہو کر ان سے پوچھا بچو! سودا کیسا ہے؟ اللہ نے آپ کے ابّو کا اور آپ کا ایمان بچا دیا اور ابّو کو لے لیا؟ سب بچوں نے یک زبان ہو کر کہا امی جان! یہ سودا سراسر منافع کا ہے۔ جب میں نے اپنے شاہد کے مقالے کے سلسلے میں اُن کا انٹرویو کیا تھا تو اُنہوں نے مجھے اپنے بچوں کے سامنے یہ بات بتائی تھی۔ اللہ نے اولاد دی۔ ماشاء اللہ ایک سے بڑھ کر ایک جماعتی خادم۔ ڈاکٹر ناصر تنولی صاحب قائد علاقہ ہزارہ۔ ظفر تنولی قائد ایبٹ آباد۔ بعد میں رفیع تنولی صاحب قائد ایبٹ آباد۔ (ان بچوں کے والد کے بارے میں بتاتا چلوں بنیادی طور پر انتہائی نفیس، شریف الطبع اور غرباء کے لئے دل کھول کر مالی مدد کرنے والے تھے۔ اللہ اُن کو بھی غریق رحمت کرے اور اُن سے بخشش کا سلوک فرمائے)۔ 1974ء میں ایبٹ آباد میں جماعتی مسجد پر قبضہ کر لیا گیا تھا۔ اس کے بعد سے آپ نے اپنا گھر 77 تنولی ہاؤس جماعتی خدمات کے لئے وقف کیا ہوا تھا۔

ہزارہ میں جب احمدی مؤرخ وفا کی داستان لکھے گا تو مانسہرہ کے رانا کرامت اللہ خان صاحب، عبد العزیز جہانگیری اور رشید عالم صاحب، ہری پور کے ڈاکٹر اسلم جہانگیری صاحب۔ داتہ کے حاجی یوسف صاحب اور فقیر محمد صاحب، ایبٹ آباد کے محمد احمد بھٹی صاحب اور عطیہ تنولی صاحبہ اور بالاکوٹ کے صدر جماعت جناب سید محمد زمان صاحب اور ان کے 9 سالہ بیمار بیٹے سید مبارک صاحب جن کے سر کو کلہاڑیوں کے وار سے کاٹ کر فٹ بال کھیلنے کی مکروہ رسم کا آغاز کیا گیا اور جن کی قبریں آج بھی بالاکوٹ کے داخلی دروازے پر سڑک کے کنارے وفا کی عظمت کا مینار بنے ایستادہ ہیں، کا ذکر ضرور کرے گا۔

تاریخ کا قرض اور بالاکوٹ کا زلزلہ

حوالات سے جیل اور پھر رہائی اور پھر حوالات پھر جیل۔ کبھی مانسہرہ کبھی ایبٹ آباد۔ کبھی جیل کی سلاخوں کے پیچھے سے میں بالکل ٹھیک ہوں اور کبھی سلاخوں کے آگے سے آپ کیسے ہیں؟ فکر نہ کریں یہ مبارک دن ہیں۔ عدالتیں، کچہریاں، پیشیاں میری یہ داستان نو سالوں پر پھیلی ہوئی ہے۔ دکھ اور وفا کے کیسے کیسے عظیم سپوت اس وادی میں جماعت کی عظمت کا نشان بنے تاریخ کا حصہ ہیں۔ انشاء اللہ کبھی توفیق ملی تو بقول حضرت چوہدری محمد علی صاحب

ترتیل سے کریں گے ہر زخم کی تلاوت
آنا تو زندگی کی تورات لے کر آنا

یہ داستان ضرور لکھوں گا۔

حضرت مولوی چراغ دین صاحب کے بعد خاکسار وادی ہزارہ کا پہلا مربی تھا۔ جامعہ میں میرا شاہد کا مقالہ بھی ''وادی ہزارہ میں شمع احمدیت'' تھا جس کے لئے مجھے اللہ کے فضل سے ہزارہ کی تاریخ کو تفصیل سے پڑھنے اور لکھنے کا موقع ملا اور اس کے بعد 9 سال تک اسی وادی میں خدمت کا موقعہ بھی ملا۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ وادی ہزارہ کے بہت سے شہیدوں اور اسیروں کا قرض میری گردن پر ہے۔

مجھے اُس ننھے طفل نبیل لغمانی کی کہانی بھی لکھنی ہے جس کو ایبٹ آباد کی گلیوں میں کھیلتے ہوئے ایک ظالم نے دھوکے سے نیلا تھوتھا کھلا دیا تھا جس کو 9 گھنٹے کا اپریشن کر کے بچا تو لیا گیا مگر اس کے معدے کی نالی کو کاٹ کر معدے کو اوپر لگا دیا گیا جس سے وہ نارمل کھانا کھانے سے معذور ہو گیا اور اُس کی ماں اُس کو سالہا سال تک پیس پیس کر کھانا کھلاتی رہی۔ ان محمد احمد بھٹی صاحب کا بھی نوحہ لکھنا ہے جن کو نام نہاد مسلمانوں نے ختم نبوت کے نام پر ڈنڈوں اور پتھروں سے شہید کرنے کے بعد سارا دن گلے میں رسّی ڈال کر گلیوں میں گھسیٹتے رہے اور شام کو ایک گندے نالے میں پھینک کر چلے گئے۔

مجھے اُس سید مبارک، ہاں 9 سالہ سید مبارک آف بالا کوٹ کی داستان بھی لکھنی ہے جب ارد گرد کے دیہاتوں کے لوگ مولویوں کے اکسانے پر اکٹھے ہو گئے تھے۔ آپ کے والد سید محمد زمان صاحب نے جو اس وقت جماعت بالا کوٹ کے صدر جماعت بھی تھے اپنی بیوی اور باقی بچوں کو پہاڑی جنگل میں بھیج دیا مگر یہ چھوٹا طفل جو اُس وقت بخار سے بیمار تھا گھر میں باپ کے ساتھ رہ گیا۔ اور پھر ظالموں نے باپ کے سامنے بیٹے کے سر کو کاٹا اور پھر باپ کے سر کو اور پھر اس سے فٹ بال کھیلا۔ قدرت کا انتقام دیکھیں۔ 2005ء کے زلزلے میں بالا کوٹ کے ارد گرد کے وہ دیہات جو صفحہ ہستی سے مٹ گئے یہ انہی ظالموں کے تھے۔

ڈاڈر میں میرزمان صاحب، ایبٹ آباد میں فریدون خان جدون، سمندر خان صاحب، اعظم خان جدون اور مانسہرہ میں رانا کرامت اللہ صاحب کے مال و املاک کو لوٹ کر جشن منانے والے بھول گئے تھے کہ اللہ عزیز اور ذو انتقام ہے۔ ظالم کو مہلت دیتا ہے اور غضب میں دھیما ہے۔ لیکن جب اس کی سزا کی چکی چلتی ہے تو وہ بہت مہین پیستی ہے۔

جیل سے نکلتے ہی قائد ضلع ہزارہ ڈاکٹر رانا منور صاحب اور قائد ایبٹ آباد کے ساتھ مل کر کرکٹ اور ہائیکنگ کے پروگرام ترتیب دینے شروع کر دیئے۔ ہم ایبٹ آباد، داتہ اور مانسہرہ کے خدام ویک اینڈ پر اکٹھے ہوتے۔ کرکٹ کھیلتے اور ظہر کے بعد کلاس لگا کر اعتراضات کے جوابات لکھوائے جاتے۔ شوق کو مزید بڑھانے کے لئے ہائیکنگ کے پروگرام ترتیب دیئے جن میں رات کو خدام کو علمی طور پر مزید مضبوط کرنے کی کوشش کی جاتی۔ وہ خدام اور فیملیاں جو خوف سے کچھ چھپی ہوئیں تھیں ان کو ڈھونڈ کر رابطے کرنا شروع کر دیئے۔ مکرم اظہر صاحب کی بہادری نے بہت سے دوسروں کو بھی مہمیز دی اور اللہ کے فضل سے خدام کی ایک بڑی تعداد ”ختم نبوت“ والوں کے خوف کے حصار کو توڑ کر مستعدی سے جماعتی پروگراموں میں شامل ہونا شروع ہوگئی۔

ہم اسی طرح سے مصروف تھے کہ ایک دن ایک 18 یا 19 سال کا لڑکا جس کا نام طاہر جہانگیری تھا وہ مکرم ڈاکٹر ناصر تنولی صاحب کے پاس حاضر ہوا کہ آج مجھے بھی ختم نبوت کی طرف سے 12 دن کا الٹی میٹم دے دیا گیا ہے کہ بارہویں دن تجھے اٹھا لیں گے۔ تجھے ہر صورت اپنے مرتد ہونے کا اعلان کرنا ہوگا۔ یہ لڑکا مولوی عبدالسبوح کا اکیلا بیٹا تھا۔ والد احمدی تھے مگر ایک تو اکیلا یتیم تھا اوپر سے چھوٹی سی دوکان تھی۔ ماں بیٹا مشکل سے زندگی کی گاڑی کو چلا رہے تھے۔ لیکن آج 50 مسلح بدمعاش اس کے ارد گرد کھڑے اُس کو اس کے سارے ہفتے کی ڈائری سنا رہے تھے۔ ایسے میں خوف کا عالم کیا ہونا چاہئے؟ یہ ہر ہوشمند اندازہ لگا سکتا ہے۔ اس لڑکے نے کبھی جماعت سے علیحدگی کا اعلان تو نہیں کیا تھا مگر بہت کم بلکہ برائے نام پروگراموں میں شامل ہوتا تھا۔ مگر اب اللہ نے اس کو توفیق دی تھی اور حوصلہ دیا کہ وہ فوری اعلان کرنے کی بجائے قائد صاحب کے پاس حاضر ہو گیا تھا۔ جیسے ہی اطلاع سرکل میں آئی مانسہرہ، ایبٹ آباد اور داتہ کے خدام شام سے پہلے پہلے تنولی ہاؤس میں جمع ہو چکے تھے۔

1974ء کے دردناک حالات

وادی ہزارہ کے نام کے ساتھ ہی ذہن کی سکرین پر کاغان کی برفیلی پیالہ نما جھیل سیف الملوک، ناران کی آبشاریں، شنکیاری کے چائے کے باغات، لالہ زار کے ریشمی سبزہ زار، ڈاڈر کے جھرنے، جنگل منگل کے گھنے لہلہاتے جنگلات اور میرپور کے خوبصورت لینڈ سکیپس گدگدانے لگتے ہیں لیکن مارچ 1991ء کی ایک شام ایبٹ آباد سے واپسی پر میں انہیں دلفریب مناظر سے گزرتے ہوئے کتنا اداس تھا۔ بادلوں سے ڈھکے سرسبز چیڑھ کے جنگلات میں گاڑی ایک موڑ سے دوسرے میں داخل ہو رہی تھی مگر میرے کان میں ابھی تک وہی صدائیں گونج رہی تھیں۔ ہاں اس بوڑھی والدہ کی سسکیوں کی آوازیں جو اپنے تین سالہ بیٹے اور چار سالہ بچی کو بچا کر نکلنے میں تو کامیاب ہو گئی تھی مگر اس کے گھر کے بالکل سامنے ایک معصوم احمدی کو جس بے دردی سے پتھروں، ڈنڈوں اور خنجروں سے مارا جا رہا تھا اُس کرب ناک وحشت اور دردناک چیخوں سے اپنی روح کو تڑپنے سے نہ بچا سکی تھیں۔ ایک نوجوان صحافی کے طور پر اپنے مقالے کے لئے انٹرویو کرتے ہوئے مَیں نے انتہائی بے دردی سے یہ سوال داغ دیا تھا کہ آنٹی! آپ 1974ء کے بعد سے جماعت سے کیوں گونہ دور چلی گئی تھیں؟ یا بصورت دیگر مَیں ان پر مرتد ہونے کا الزام لگا رہا تھا۔ وہ بوڑھی والدہ گویا ہوئیں تو پھر سماں رک گیا۔ درد، وحشت اور جہالت۔ وہ بوڑھی والدہ ایبٹ آباد میں احمدیوں پہ گزری دکھ کی اندھیری رات کا حال سناتی رہیں۔ جلوس، گھیراؤ، نعرے، گالیاں، چیخیں، سسکیاں، آگ کے شعلے، خون کی ہولی اور پھر نعرے اور مبارکبادیں۔ وہ سناتی رہی۔ اور پھر کسی وقت میری بوجھل پلکوں سے اس بوڑھی والدہ کا سراپا دھندلا سا نظر آنا شروع ہوگیا۔ شائد میں بھی رو رہا تھا۔ یہ بیٹا طاہر جہانگیری تھا جس کو وہ بچا کر کئی کئی دنوں تک گھر سے نکلے بغیر چھپی رہیں تھیں۔ آج 19 سال بعد 1993ء کے موسم گرما میں وہی بیٹا دفعہ 298C کے تحت جیل میں بند تھا اور اس کی سیشن کورٹ سے ضمانت مسترد ہو چکی تھی۔ گو کہ طاہر جہانگیری کو ختم نبوت ایبٹ آباد کی طرف سے 12 دن کا الٹی میٹم دیا گیا تھا مگر اس کے جماعت سے رابطہ کرنے کی ان کو اطلاع ملتے ہی انہوں نے سابقہ تجربہ (اغوا کرنے کی بجائے) تیسرے دن ہی تبلیغ کرنے کا مقدمہ درج کروا کے گرفتار کروا دیا تھا۔ وادی ہزارہ میں احمدیت معاند مولویوں کی ظالمانہ کارروائیوں سے جماعتی کیسوں کی اتنی بھرمار تھی کہ ہر ہر طفل و خادم کو یہ حفظ ہو چکا تھا کہ 298C دفعہ لگی ہو تو ضمانت کتنے دنوں میں ہوتی ہے اور اگر ساتھ 295C اور 298C کا تڑکا بھی شامل ہو تو کتنے دنوں میں۔ بلکہ تمام خدام ٹرینڈ تھے کہ اس مد میں مجسٹریٹ نے ضمانت لینی ہی نہیں ہے۔ کون کون سے کاغذ کہاں سے حاصل کرنے ہیں اور کون سے کاغذ لگا کر اگلی عدالت میں مقدمہ کیسے دائر کرنا ہے۔ اس لئے دفعہ کے حساب سے جیل کے اندر والے اور باہر والے پہلے ہی تیار ہوتے تھے مگر طاہر کے کیس میں پہلی دفعہ نئی صورتحال سامنے آ گئی تھی کہ صرف 298C کا کیس ہائی کورٹ میں جا رہا تھا۔ تنولی ہاؤس میں تمام خدام سر جوڑ کر بیٹھے تھے کہ اُس بوڑھی والدہ کو کیسے اطلاع دیں کہ ضمانت سیشن کورٹ سے بھی مسترد ہو گئی ہے۔ اسی لمحے مکرم ابرار بھٹی صاحب نے ایک خوبصورت آئیڈیا دیا۔ ہم سب مانسہرہ، ایبٹ آباد اور داتہ کے خدام روانہ ہوئے راستے میں بیکری سے ایک بڑا سا کیک خریدا اس کے اوپر لکھوایا کہ ”اسیر راہ مولا میں مزید اضافہ کی برکت مبارک ہو“ سب خدام طاہر جہانگیری صاحب کے گھر پر داخل ہوئے۔ مسکراتے چہروں کے ساتھ سب ہی کہہ رہے تھے آنٹی بہت بہت مبارک ہو۔ مکرم مدثر خان اور رفیع تنولی صاحب کچن میں چائے بنانے چلے گئے اور باقی سب آنٹی کے پاس بیٹھ

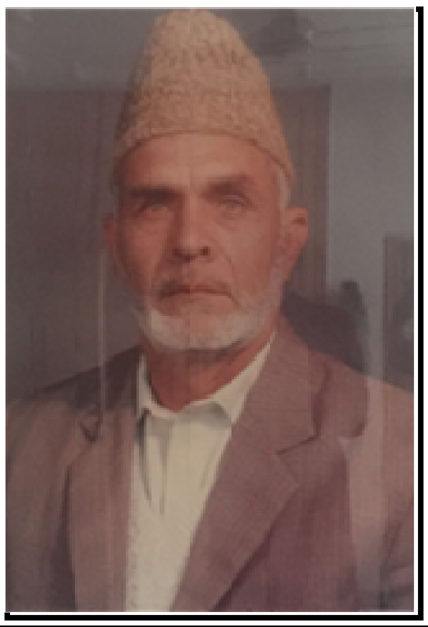

رانا کرامت اللہ صاحب (مرحوم) سابق امیر جماعت ہزارہ

گئے اور پھر کیک کھاتے ہوئے مکرم ناصر تنولی صاحب قائد صاحب نے بتایا کہ آنٹی دراصل آج ضمانت نہیں ہو سکی مگر انشاء اللہ ہائی کورٹ سے ہو جائے گی۔ آنٹی نے کچھ تفصیلات پوچھیں اور پھر بڑے حوصلے سے فرمانے لگیں تم سب بھی تو میرے بیٹوں جیسے ہی ہو کوئی بات نہیں آج نہیں تو کل ہو ہی جائے گی۔

رانا کرامت اللہ صاحب اور ایک شریف جج

وادی ہزارہ میں ایک وقت میں کیسوں کی اتنی بھرمار تھی کہ رانا کرامت اللہ صاحب امیر جماعت ایک کیس سے ضمانت کروا کر باہر آتے تھے تو دوسرے میں اندر جا رہے ہوتے تھے۔ ایک دن ان کے السلام علیکم والے کیس کی مجسٹریٹ کی عدالت میں تاریخ تھی۔ مجسٹریٹ تبلیغی جماعت کے بشیر خان صاحب تھے۔ باری آنے پر ان کے بیٹے رانا مبشر صاحب قائد مانسہرہ نے مجسٹریٹ کو بتایا کہ وہ حاضر نہیں ہو سکتے۔ انہوں نے غصے سے پوچھا اچھا وہ کیوں؟ انہوں نے کہ وہ اس وقت مانسہرہ جیل میں ہیں۔ انہوں نے فوری پوچھا کہ کس جرم میں؟ بیٹے نے بتایا کہ پہلے السلام علیکم پر گئے تھے اب شادی کارڈ پر نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم لکھنے پر۔ جج کوئی شریف آدمی تھا۔ اپنا سر دونوں ہاتھوں میں لے کر بیٹھ گیا اور پھر عدالت سے اُٹھ کر چلا گیا۔

یہ شادی کارڈ والا کیس بھی چلتے چلتے بتا دوں۔ ایک احمدی مکرم عزیز قادر صاحب کی شادی تھی انہوں نے ازراہ احترام مکرم امیر ضلع صاحب کا نام بھی استقبالیہ پارٹی میں لکھ دیا۔ مولوی صاحب کو کہیں سے بھنک پڑ گئی۔ تھانے گئے، پولیس ساتھ لی اور دلہا اور مکرم امیر صاحب جیل میں اور دلہن باراتیوں نے گھر پہنچائی۔ دلہا صاحب دو ماہ کے بعد رہا ہوئے اور بیگم کا چہرہ دیکھا۔

مکرم حاجی یوسف صاحب نے جو جی ٹی ایس میں ملازم تھے رمضان میں اپنے محکمے میں درخواست کی کہ انہیں 10 دن کی رخصت چاہئے وہ اعتکاف بیٹھنا چاہتے ہیں۔ مولوی صاحب کے نتھنوں تک یہ خوشبو پہنچ گئی۔ بھلا مولوی ہو اور بدبو کا رسیا نہ ہو۔ فوراً چلّائے۔ اور اس سے پہلے کہ اسلام زیادہ خطرے میں آتا یہ فرشتہ سیرت جیل میں پہنچا دیا گیا۔ ایک بات بتاتا چلوں۔ مکرم حاجی یوسف صاحب انتہائی نیک سیرت، متحمل مزاج، کم گو اور نورانی چہرہ تھے۔ اسی وجہ سے لوگوں نے آپ کو حاجی صاحب کہنا شروع کر دیا حالانکہ آپ نے حج نہیں کیا تھا۔ اور یہ نام اس حد تک مقبول تھا کہ اکثر لوگ اُن کے اصلی نام سے بھی واقف نہیں تھے۔ آپ نے ریٹائرمنٹ کے بعد زندگی وقف کر دی تھی۔ مرکز نے آپ کی ڈیوٹی بھی ہزارہ ہی میں لگا دی جو آپ آخری سانس تک وفا سے نبھاتے رہے۔

(باقی آئندہ)

… … … … … … … …

الفضل انٹرنیشنل کا جلسہ سالانہ یُوکے کے موقع پر شائع ہونے والا یہ خصوصی نمبر دو ہفتوں پر مشتمل ہے اس لئے 10 / اگست کا شمارہ الگ شائع نہیں ہوگا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت قارئین الفضل کے لئے اپنے مبارک دستخطوں کے ساتھ تصویر عنایت فرمائی ہے جو اس شمارہ کے ساتھ خریداران کو بھجوائی جا رہی ہے۔

(مینجر)

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز
میاں حنیف احمد کامران
ربوہ 0092 47 6212515
28 لنڈن روڈ، مورڈن SM4 5BQ
0044 203 609 4712
0044 740 592 9636

Morden Motor(UK)
Specialists in
Electrical & Mechanical
Repairs & Diagnostics, Servicing, Tyres, Exhausts, Engines, Gear Box, Breaks, MOT Failure work, A-C
All Makes & Models
Rear 22-26 Morden Hall Road, Unit 2 Morden SM4 5JF
Contact: Nusrat Rai@ 07809119621
E: mordenmotor@yahoo.com

جماعت احمدیہ مُسلمہ عالمگیر کی

خدمت دین و خدمت انسانیت کے مختلف میدانوں میں

عظیم الشان اور روز افزوں ترقیات اور الٰہی نصرت و تائید کے روشن نشانات سے معمور

خلافت خامسہ کے مبارک دور کے پندرہ سال

(چند جھلکیاں اعداد و شمار کے آئینہ میں)

فضل الرحمان ناصر۔ استاذ جامعہ احمدیہ یُوکے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''جب کوئی رسول یا مشائخ وفات پاتے ہیں تو دنیا پر ایک زلزلہ آجاتا ہے اور وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے مگر خدا کسی خلیفہ کے ذریعے اس کو مٹاتا ہے اور پھر گویا اس امر کا از سرِنو اس خلیفہ کے ذریعے اصلاح واستحکام ہوتا ہے۔''

(الحکم 14 اپریل 1908)

19 ؍اپریل 2003ء کو خلافت احمدیہ کے جانثار وں پر ایک ایسا ہی زلزلہ آیا جب ہمارے بہت ہی پیارے دل وجان سے عزیز امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی اچانک جدائی کی خبر سے ہر احمدی کی آنکھیں اشکبار اور دل غمگین اور محزون تھا۔ 19، 20 اور 21 اپریل تین دن رات اس الٰہی جماعت کا ہر فرد سجدہ گاہوں میں دعائیں کرتے ہوئے ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہا تھا۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ ان کے پیارے اور وفادار رب کی وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۚ (سورۃ نور 56) کی نوید سے اندر ہی اندر ان کی روحیں یقین کے پانیوں سے تسکین پا رہی تھیں کہ اب جلد ہی اللہ تعالیٰ اپنی قدیم سنت کے موافق اپنے دین کی حفاظت کے لئے اپنی قدرت کا زبردست ہاتھ دکھائے گا۔ ان میں سے ہر ایک اس یقین سے پُر تھا کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔ آج مومنین کی جماعت اپنے رب کی اس تقدیر کے جلوہ گر ہونے کا حسین نظارہ ایک دفعہ پھر اپنی آنکھوں سے کرنے کے لئے بے تاب تھی۔ اور پھر سب دنیا نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت نے خلافت خامسہ کی شکل میں ایک زبردست کرشمہ ظاہر کر کے اس جماعت کو سنبھال لیا۔ مخالفین کی جھوٹی خوشیاں ایک دفعہ پھر پامال ہوئیں اور مومنین خلافت کے الٰہی وعدہ کے ایفاء سے شاداں اور مسرور ہوئے۔ خلافت خامسہ کے ابتدا کے ساتھ پہلے ہی روز سے خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت خدا کے ایک پاک بندے پر آسمان سے اترتی ہوئی ایک عالم نے دیکھی کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے وہ الفاظ یاد آ گئے۔

کرتا ہے معجزوں سے وہ یار دیں کو تازہ
اسلام کے چمن کی بادِ صبا یہی ہے
یہ سب نشاں ہیں جن سے دیں اب تلک ہے زندہ
اے گرنے والو دوڑو دیں کا عصا یہی ہے

22 ؍اپریل 2003ء کو ہمارے بہت ہی پیارے اور دل وجان سے عزیز آقا حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خلعت خلافت سے سرفراز ہونے کے اعلان کے ساتھ ہی دنیا کے کونے کونے میں پھیلے ہوئے کروڑہا احمدیوں کے دلوں میں اپنے اس محبوب کے لئے محبت و وفا کے حسین پھول کھلنے لگے جو مشرق و مغرب میں دُور دُور کے ملکوں میں آباد ہر رنگ و نسل کے بے شمار احمدیوں کے رؤیائے صالحہ اور کشوف والہاماتِ صادقہ کے عطر سے معطّر تھے۔ محبت و وفا اور صدق و صفا کی اس خوشبو سے سارا عالَم احمدیت معطر ہو گیا۔ ان میں وہ بھی تھے جو اس سے پہلے حضرت مسرور کے نام سے بھی واقف نہ تھے۔ نہ کبھی ان کی پاکیزہ صورت دیکھی تھی اور نہ ان سے کبھی بات کی، نہ ان کے بارہ میں کچھ سنا تھا۔ ہاں ان میں سے بعض کو خوابوں اور کشوف میں آپ کی نورانی صورت دکھائی جاتی رہی اور بعض کو انہیں الٰہی بشارتوں میں آپ کا نام حضرت مرزا مسرور احمد بھی بتایا جاتا رہا۔ بعض کو ایک مدت پہلے کچھ ایسے روحانی نظارے دکھائے گئے تھے جس کی تعبیر آج صبح صادق کی طرح پوری ہوتی ہوئی دیکھ کر ان کے ایمان آسمان کی رفعتوں کو چھو رہے تھے۔

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت

انتخاب خلافت کی کارروائی کے بعد حضرت سیدنا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بطور خلیفہ انتخاب کا نام سنتے ہی مسجد فضل اور اس کے گرد و نواح میں جمع دس ہزار سے زائد احمدیوں کا جمّ غفیر اپنے محبوب کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے آگے بڑھنے کے لئے بے تاب ہو گیا۔ مسجد فضل کے دروازے کھلنے پر جو احباب اندر داخل ہوئے ان میں کئی ایک کھڑے تھے۔ اس پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ: احباب بیٹھ جائیں۔ ان الفاظ کا سننا تھا کہ جو احمدی جہاں تھا وہیں ایسے بیٹھ گیا جیسے ہوا کے جھونکے سے فصل کے سب خوشے یکدم زمین پر بچھ جاتے ہیں۔ خلافت خامسہ کے پہلے روز آسمان سے نازل ہونے والی قبولیت کے یہ وہ نظارے ہیں جو اپنے ساتھ اَن گنت آسمانی اور زمینی فتوحات اور تائید و نصرت کی پیش خبریاں لئے ہوئے تھے۔

آج پندرہ سال بعد پیچھے مڑ کر جب ہم اس دن کو یاد کرتے ہیں تو ایمانوں میں عجیب تازگی پیدا ہوتی ہے۔ یہ کوئی انسانی منصوبہ نہیں تھا۔ قدم قدم پر واقعتاً آسمانی تائید و نصرت کا دریا بہتا ہوا نظر آتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی نظر انتخاب نے جس مبارک وجود کو خلعت خلافت پہنائی اس کا اپنا کیا حال تھا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ خود اپنے ایک تازہ انٹرویو میں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ خلافت خامسہ کے انتخاب کے وقت جب میرے نام کا اعلان ہوا تو مَیں یہ دعا کر رہا تھا کہ حاضرین میں سے کوئی میرے لئے نہ کھڑا ہو۔ بلکہ پہلی دفعہ جب گنتی میں کوئی غلطی لگی تو مَیں نے سر اٹھا کر دیکھا تو جو ہاتھ کھڑے تھے مجھے یہی لگ رہا تھا کہ بہت تھوڑے سے ہاتھ ہیں۔ تو مَیں نے کہا شکر ہے کوئی اَور نامزد ہو جائے گا۔ دوسری دفعہ پھر انہوں نے ہاتھ کھڑے کروائے تو مَیں نے دیکھا تو کہا کہ ہیں تو کافی لیکن ابھی بھی کافی ہاتھ باقی ہیں جو کسی اَور کے حق میں کھڑے ہوں گے۔ لیکن جب انہوں نے فائنل اناؤنسمنٹ کی تو مَیں پوری طرح کانپ اٹھا۔ بلکہ مَیں نے اسی مجلس میں یہ کہا کہ اب تو کوئی جائے مفر نہیں اور Excuse نہیں کر سکتے، اس سے دوڑ نہیں سکتے۔ قواعد اجازت نہیں دیتے، نہیں تو مَیں شاید اس کو چھوڑ دیتا۔۔۔ میرا تو نام جب صدر خدام الاحمدیہ کے لئے پیش ہوتا رہا، دو دفعہ پیش ہوا، مَیں تو وہاں بھی دعا کرتا رہا ہوں کہ نہ بنوں۔

احمدیت کا وہ قافلہ جو 1889ء سے 2003ء تک ترقیات کی بے شمار منازل طے کر چکا تھا اب اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس قافلہ کو نئے قافلہ سالار کی قیادت میں جس شان سے تیزی کے ساتھ ہر سمت میں آگے سے آگے بڑھا رہا ہے اس کو دیکھ کر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی وہ پیشگوئی یاد آ جاتی ہے۔ جس میں آپ نے فرمایا:

''تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف اس کی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت ہو جائے گا۔ پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان لایا''۔

(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 309)

خلافت خامسہ کا شجرہ طیبہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ان الہامات سے خوب فیض پا رہا ہے جس کی خوشخبری اللہ تعالیٰ نے مسیح پاک علیہ السلام کو اِنِّیْ مَعَكَ یَامَسْرُوْرُ کے الفاظ میں اور اس کے ساتھ کئی اور رؤیا اور کشوف اور الہامات میں دی تھی۔ یہ شجرہ طیبہ جن لذیذ اور شیریں ثمرات سے لدا ہوا ہے اس کی ایک معمولی سی جھلک چند اعداد و شمار اور بعض منتخب ایمان افروز واقعات کی صورت میں ہدیہ قارئین ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ اعداد و شمار کی زبان آسمانی تائید و نصرت اور اس کے ساتھ عشق وفا اور صدق و صفا کی ان روحانی اور نورانی کیفیات کو پوری طرح بیان نہیں کر سکتی جو درحقیقت ان ترقیات کی روح رواں ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اپنے منظوم کلام میں فرمایا تھا:

کوئی احمدیوں کے امام سے بڑھ کیا دنیا میں غنی ہوگا
ہیں سچے دل اس کی دولت اخلاص اس کا سرمایہ ہے

یہی وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہونے والا سرمایہ ہے جس کا ذکر ایک عجب شان سے ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے 2008 میں خلافت جوبلی کی تقریر میں ان الفاظ میں فرمایا کہ

''میری تو بہت عرصہ پہلے خدا تعالیٰ نے یہ تسلی کروائی ہوئی ہے کہ اس دور میں وفاداروں کو خدا تعالیٰ خود اپنی جناب سے تیار کرتا رہے گا''۔ (خطاب برموقع خلافت جوبلی)

تاہم یہ اعداد و شمار ہمارے ایمان و ایقان کی کھیتیوں کو خوب سیراب کرتے رہیں گے۔ حضرت خلیفۃ المسیح عام طور پر جماعت احمدیہ برطانیہ کے جلسہ سالانہ کے موقع پر دوسرے دن بعد دوپہر کے خطاب میں ان اعداد و شمار کو بیان فرماتے ہیں۔ ذیل میں جلسہ سالانہ 2003 اور جلسہ سالانہ 2017 کے چند اعداد و شمار درج کئے جاتے ہیں۔ ان سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ان پندرہ سالوں میں کس طرح ہر پہلو سے جماعت احمدیت نے ترقی کے ہر میدان میں آگے ہی آگے قدم بڑھایا۔

خلافت خامسہ کے بابرکت دور میں 35 نئے ممالک میں احمدیت کا نفوذ

ہر سال اللہ تعالیٰ خود نئے سے نئے علاقوں اور ملکوں میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے تعارف کے معجزانہ سامان کرتا ہے۔ اس کے چند ایمان افروز واقعات پیش ہیں۔

گوادے لوپ (GUADELOUPE) جو کہ کریبین سی (Caribbean Sea) میں واقع ہے۔ جہاں 2007 میں ایک احمدی مبلغ اسلام کے ذریعے احمدیت کا نفوذ ہوا۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

ہمارے مبلغ سلسلہ حافظ احسان سکندر صاحب اور نیشنل سیکرٹری کو یہاں بھجوایا گیا تھا اور یہ بالکل ایسی جگہ گئے تھے جہاں کوئی ان کو جانتا نہ تھا، یہ کسی کو جانتے نہیں تھے۔ یہ جب وہاں پہنچے ہیں تو ایک مسجد میں چلے گئے اور وہاں جا کر تعارف کرایا کہ میں مشنری ہوں۔ اس پر لوگوں نے ان سے کہا ان کا امام نہیں آیا ہوا۔ آپ نماز پڑھائیں۔ تو بسم اللہ یہیں سے ہو گئی کہ پہلے جاتے ہی اللہ تعالیٰ نے ان کو امامت کی توفیق عطا فرما دی۔ پھر نماز

کے بعد سوال و جواب شروع ہوئے۔ مجلس لگ گئی۔ اور ایک دوست عیسیٰ احمد صاحب نے بیعت کرلی۔ پھر نمازِ جمعہ بھی اس مسجد میں ادا کی۔ پھر سوال جواب کی مجلس لگی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے پانچ مزید بیعتیں عطا فرمادیں اور چند روز کے بعد اسی طرح مجالس لگتی رہیں اور سات افراد نے بیعت کی۔ اس طرح یہاں کُل تیرہ افراد پر مشتمل جماعت قائم ہوگئی۔ کرایہ پر مکان لے لیا گیا ہے اور مشن ہاؤس اور سینٹر قائم کر دیا گیا ہے۔ جب پتہ لگا تو اخباروں نے بھی ہمارے وفد کے انٹرویو لئے، ریڈیو اور ٹی وی نے بھی تعارف کروایا۔ (خطاب جلسہ سالانہ 2007)

2008ء کا سال جماعت احمدیہ میں صد سالہ جوبلی کے سال کے طور پر منایا گیا۔ اس سال کے جلسہ سالانہ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ گزشتہ سال تک اللہ تعالیٰ کے فضل سے 189 ممالک شامل ہو چکے تھے اور اِس سال میرا خیال تھا کہ شاید کوئی ایک آدھ ملک شامل ہو جائے۔ دُعا بھی تھی اور بار بار میں وکیل التبشیر صاحب سے اِس بارے میں اِستفسار بھی کرتا رہا، پوچھتا بھی رہا۔ جن جماعتوں کے سپرد یہ کام تھا اُن کو بھی توجہ دلائی جاتی رہی۔ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور اِس سال پھر اللہ تعالیٰ نے چار نئے ممالک میں جماعت احمدیہ کا پودا لگا دیا۔ یہ ممالک ہیں تاجکستان (Tajikistan)۔ پغاؤ (ساؤتھ پیسیفک)۔ آئس لینڈ اور لیٹویا (Latvia)۔ اور اِس طرح اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ 193 ممالک میں پھیل چکی ہے۔

2003ء تک دنیا کے 175 ممالک میں احمدیت کا پودا لگ چکا تھا۔ 2017 میں یہ تعداد خدا تعالیٰ کے فضل سے 35 ممالک کے اضافہ کے ساتھ 210 ہو چکی ہے۔

ذیل میں خلافت خامسہ کے بابرکت دور میں سال بہ سال شامل ہونے والے ممالک کا ایک گوشوارہ پیش ہے۔

سال	نئے ممالک کے نام جن میں اضافہ ہوا	تعداد اضافہ	ہجرت 1984 سے لے کر اب تک کل اضافہ	کل ممالک جن میں احمدیت کا نفوذ ہو چکا ہے
2003	1.CUBA	1	85	176
2004	1.SAINT KITTS 2.MARTINIQUE	2	87	178
2005	1.GIBRALTA 2.BAHAMAS 3.SAINT VINCENT	3	90	181
2006	1.BOLIVIA 2.ESTONIA 3.ANTIGUA 4.BERMUDA	4	94	185
2007	1.GUADELOPE 2.SAINT MARTIN 3.FRENCH GUIANA 4.HAITI	4	98	189
2008	1.TAJIKISTAN 2.BGAHO 3.LATVIA 4.ICELAND	4	102	193
2009	1.SERBIA 2.LITHUANIA	2	104	195
2010	1.TURKMENISTAN 2.DOMINICA 3.FAROE ISLAND	3	107	198
2011	1.CHILIE 2.BARBADOS	2	109	200
2012	1.PANAMA 2.AMERICAN SAMOA	2	111	202
2013	1.COSTAN RICA 2.MONTENEGRO	2	113	204
2014	1.BELIZE 2.URUGUAY	2	115	206
2015	1.PUERTO RICO	1	116	207
2016	1.PARAGUAY 2.CAYMAN ISLANDS	2	118	209
2017	1.HONDURAS	1	119	210

خلافت خامسہ کے بابرکت دور میں بیرون پاکستان ہزاروں نئی جماعتوں کا قیام

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر سال مختلف ممالک میں سینکڑوں نئی بستیوں اور شہروں میں احمدیت کے پودے لگتے چلے جارہے ہیں۔ نئی جماعتوں کے قیام کے چند واقعات پیش کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 2007 کے جلسہ سالانہ پر فرمایا کہ:

امیر صاحب بینن لکھتے ہیں کہ مونو اور کونفو کے علاقے مشرکین کا گڑھ ہیں۔ اس ایریا میں ایک شہر ویدا (Vida) ہے جس میں مشرکین کا سالانہ تہوار ہوتا ہے۔ گزشتہ سالوں میں جماعت نے کئی بار تبلیغ کی کوشش کی لیکن کامیابی نہیں ہوئی بلکہ ایک مرتبہ تو مار پیٹ تک نوبت پہنچ گئی۔ 2005ء میں جب مَیں نے وہاں دورہ کیا تو کہتے ہیں کہ وہاں اس علاقہ میں دورہ سے پہلے صرف 3 جماعتیں تھیں اور دورہ کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے لوگ بہت سارے آئے، ملے اور ٹیلی ویژن اور اخباروں نے بھی خبریں دیں۔ چنانچہ دوبارہ اس کے بعد جب انہوں نے تبلیغی رابطے شروع کیے تو کہتے ہیں کہ ہمیں بڑی حیرت ہوئی کہ لوگوں کے گاؤں کے گاؤں احمدیت کی آغوش میں آنے شروع ہوگئے اور 57 نئی جماعتیں قائم ہو گئیں اور ان کی اکثریت مشرکین میں سے احمدی ہونے والوں کی ہے۔ اب یہ خدائے واحد کا نام لینے لگ گئے ہیں۔ جو مسلمان شامل ہوئے ہیں وہ بھی اپنے اماموں اور مساجد کے سمیت شامل ہوئے ہیں۔

(خطاب جلسہ سالانہ 2007)

جلسہ سالانہ 2012 کی دوسرے دن کی تقریر کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

نئی جماعتوں کے قیام کے کچھ واقعات ہیں۔ مبلغ برنی کونی نائیجر لکھتے ہیں کہ ماذوجی (Mazogee) گاؤں نائیجیریا کے بارڈر پر واقع ہے۔ ہم لوگ جب اس گاؤں میں تبلیغ کے لئے پہنچے تو گاؤں کے چیف صاحب نے بتایا کہ امام صاحب کام کے سلسلے میں کانو (نائیجیریا) گئے ہوئے ہیں اس لئے آپ پھر کبھی آئیں۔ اس لئے ہم لوگ تبلیغ کئے بغیر واپس آ گئے۔ ایک دفعہ پھر جب ہم اس گاؤں میں پہنچے تو گاؤں کے لوگوں نے بتایا کہ آج صبح ہی امام صاحب واپس آئے ہیں۔ چنانچہ تھوڑی ہی دیر میں امام صاحب سمیت گاؤں کے لوگ جمع ہو گئے۔ خاکسار نے اجازت لے کر حسبِ معمول احمدیت کا تعارف کروایا اور آخر پر سوال کرنے کے لئے موقع فراہم کیا۔ اس گاؤں کے امام صاحب جو کہ ایک سنجیدہ اور عمر رسیدہ شخصیت ہیں۔ انہیں عربی زبان میں بھی کافی مہارت ہے۔ حدیث اور تفسیر کے مروّجہ علوم حاصل ہیں۔ امام صاحب نے بڑی خوشی کے ساتھ ہمارا شکریہ ادا کیا اور بتایا کہ ہم سب بیعت کے لئے تیار ہیں۔ اور پھر امام صاحب نے وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ مَیں 'کانو' (Kano) میں تھا۔ رات درود شریف کے ساتھ دعائیں کرتا ہوا سو گیا تو خواب میں مجھے بڑی زوردار آواز آئی کہ امام مہدی علیہ السلام کا دنیا میں ظہور ہو چکا ہے اور اس کے سفید جلد والے لوگ تمہارے علاقے میں پھر رہے ہیں۔ ان تک پہنچو اور بیعت کرو۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ میں نے جاگتے ہی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور صبح سامان باندھ کر یہاں پہنچ گیا۔ آگے آپ لوگوں کو موجود پایا۔ اس لئے نہ مجھے شک ہے اور نہ ہی کوئی سوال بلکہ مَیں تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں جس نے آپ کو ہمارے گاؤں تک بھیجا ہے۔ الحمدللہ اب یہ سارا گاؤں بیعت کر کے جماعت میں شامل ہو چکا ہے اور ایک نئی جماعت کا قیام عمل میں آ گیا ہے۔

امیر صاحب مالی لکھتے ہیں کہ گزشتہ سال بہت کم بارش ہوئی جس کی وجہ سے شدید مشکلات تھیں۔ انہوں نے مجھے بھی دعا کے لئے لکھا تو میں نے اُن کو کہا تھا کہ نمازِ استسقاء پڑھیں۔ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا۔ ہمارے ایک معلّم بیان کرتے ہیں کہ ایک سکول ٹیچر محمد طورے صاحب ان کے پاس آئے اور بتایا کہ وہ باقاعدگی سے ریڈیو احمدیہ سنتے تھے لیکن جماعت سے کوئی رابطہ نہیں تھا۔ ایک دن سنا کہ جماعت کے خلیفہ نے اس علاقے کے لئے بارش کی خصوصی دعا کی ہے۔ پھر اس نے سنا کہ مالی جماعت کا امیر اُن کے علاقے میں آرہا ہے تو دل میں خیال پیدا ہوا کہ وہ خود جا کر اُسے ملے۔ چنانچہ فراکو (Farako) گاؤں جہاں پروگرام تھا وہ وہاں پہنچ گیا۔ وہاں بھی اُس نے امیر سے سنا کہ اس علاقے میں بارشوں کے لئے خلیفۃ المسیح نے دعا کی ہے اور پھر خصوصی نماز پڑھائی۔ اس نے اپنے دل میں رکھ لیا کہ اگر اس سال غیر معمولی بارش ہوتی ہے تو صرف دعا کا نتیجہ ہوگی۔ کیونکہ کئی سال سے اچھی بارشیں نہیں ہوئی تھیں۔ جب بارش کا موسم آیا تو اُس نے دیکھا کہ ہر دوسرے تیسرے دن بہت بارش ہو جاتی ہے۔ وہ اس چیز کا گواہ ہے کہ گزشتہ دس سالوں سے ایسی بارشیں نہیں ہوئیں۔ آج وہ اس لئے آیا ہے کہ احمدیت میں داخل ہو کیونکہ خدا خلیفہ کے ساتھ ہے۔ الحمدللہ۔ اب اس گاؤں میں کثرت سے لوگ بیعت کر رہے ہیں۔

2015 کے جلسہ سالانہ کی ایک تقریر کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

بینن سے لوکل مشنری عالیو صاحب لکھتے ہیں کہ ہم ایک گاؤں لانتیری میں تبلیغ کے لئے گئے وہاں جب تبلیغ شروع کی تو لوگ اسلام کی موجودہ حالت پر باتیں کرنے لگ گئے کہ آج مسلمان یہ کرتے ہیں وہ کرتے ہیں یعنی ہر قسم کی خرابیاں گنوانے لگ گئے۔ تب ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کا مقصد بیان کیا کہ اسی حالت کی درستی کے لئے، لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے قریب کرنے کے لئے تو آپ علیہ السلام آئے ہیں۔ اس پر بعض لوگوں نے کہا کہ اگر یہی امام مہدی ہیں تو پھر کوئی معجزہ بیان کریں۔ تو مشنری کہتے ہیں مَیں معجزات کی باتیں کرنے لگا تو ایک شخص کھڑا ہوا۔ اس نے کہا چھوڑو کہ معجزات کیا کیا بیان ہوئے۔ ہمارے یہاں اس علاقے میں عرصے سے بارش نہیں ہوئی۔ دعا کرو کہ بارش ہوجائے۔ ہم تب مانیں گے۔ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام پہنچانے آئے ہیں اور اگر تم یہی نشان مانگتے ہو تو میں بھی اس اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے تمہیں کہتا ہوں کہ بارش ہوجائے گی اور کہتے ہیں کہ ہم نے دعا کی۔ اگلے دن دوسرے شہر میں جب پہنچے تو پیچھے ان کی اطلاع آئی کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے رات ہی بارش ہوگئی۔ (الفضل انٹرنیشنل۔ 5 فروری 2016)

نئی جماعتوں کے قیام کے حوالے سے جلسہ سالانہ 2015 پر بعض ایمان افروز واقعات بیان کرتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

امیر صاحب کانگو لکھتے ہیں کہ مشرقی صوبے میں دورہ کے دوران پمفلٹ تقسیم کئے۔ مخالفین نے یہ کوشش کی کہ لوگ پیغام نہ سنیں۔ گھر گھر جا کر لوگوں کو منع کیا۔ لیکن الحمدللہ اس کوشش کے باوجود ساؤتھ کے جس شہر میں وہ گئے تھے وہاں اب تک ساٹھ سے زیادہ لوگ احمدیت قبول کر چکے ہیں اور اس کے علاوہ اس علاقے میں مختلف جگہوں پر پانچ جماعتیں قائم ہو چکی ہیں۔ (الفضل انٹرنیشنل۔ 5 فروری 2016)

جلسہ سالانہ 2016ء کے خطاب کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

نئی جماعتوں کے قائم ہونے کے واقعات تو بہت سارے ہیں۔ ایک واقعہ امیر صاحب گیمبیا لکھتے ہیں کہ نیامینا ڈسٹرکٹ کے ایک گاؤں کودونگ (Kudang) میں جماعت کا قیام ہوا تو وہاں کے احمدیوں کو دیگر مسلمانوں کی طرف سے شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ ایک دن اس گاؤں میں احمدیوں نے ایک تبلیغی پروگرام رکھا جس میں سارے گاؤں والوں کو دعوت دی۔ چنانچہ جب ہمارے مشنری نے وہاں تقریر کی اور انہیں اسلام کی تعلیمات کے بارے میں بتایا تو اس گاؤں کے چیف نے سارے مجمع کے سامنے کھڑے ہو کر یہ کہا کہ میں نے جماعت کے خلاف بہت کچھ سن رکھا تھا لیکن آج

جماعت احمدیہ کے مبلغ کی تبلیغ کا آغاز ہی کلمہ، سورۃ فاتحہ اور درود شریف کے ساتھ ہوا ہے اور جونہی میں نے مبلغ کے منہ سے کلمہ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت سنی اسی وقت میرے تمام شکوک دور ہو گئے۔ موصوف نے اسی وقت اعلان کیا کہ میں جماعت احمدیہ میں شامل ہو رہا ہوں اور باقی لوگوں کو بھی یہی کہوں گا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس گاؤں کے 635افراد نے اس جگہ پر بیعت کی۔ (الفضل انٹرنیشنل۔13 جنوری 2017)

اس طرح کے سینکڑوں ہزاروں نشانات اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر سال دنیا میں ظاہر ہو رہے ہیں۔ ذیل میں سال بہ سال نئی جماعتوں کے قیام کی تعداد درج کی جاتی ہے۔

سال	تعداد اضافہ نئی جماعت کا قیام
2003	518
2004	542
2005	488
2006	945
2007	653
2008	593
2009	531
2010	516
2011	839
2012	605
2013	565
2014	730
2015	776
2016	721
2017	885

گزشتہ 15 سال میں کل 9,907 نئی جماعتوں کا قیام ہوا۔

نئے ملکوں اور نئے علاقوں اور نئی قوموں میں احمدیت کا نفوذ کسی غیر معمولی معجزہ سے کم نہیں۔ ایسے متعدد واقعات خلفائے احمدیت کی پاکیزہ زبان سے سن کر دل اللہ تعالیٰ کے شکر کے جذبات سے لبریز ہو جاتا ہے۔

... ...

خلافت خامسہ کے بابرکت دور میں بیرون پاکستان نئی مساجد کی تعمیر اور جماعت کو عطا ہونے والی بنی بنائی مساجد

جماعت احمدیہ مسلمہ کے قیام کا مقصد دنیا میں اللہ تعالیٰ کی توحید کو قائم کرنا اور دنیا کو اللہ تعالیٰ کے عبادت گزار بندوں سے بھرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کا جس گاؤں یا بستی یا ملک میں نفوذ ہوتا ہے وہاں مساجد کی تعمیر جو امن و سلامتی کا گہوارہ ہوتی ہیں اس کی اولین ترجیحات میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جہاں جماعت احمدیہ کو ہر سال سینکڑوں نئی مساجد بنانے کی توفیق مل رہی ہے وہاں اس کے ساتھ ساتھ دیگر مسالک کے لوگوں کے حلقہ بگوش احمدیت ہونے سے مع نمازیوں کے بنی بنائی مساجد بھی جماعت احمدیہ کو عطا ہو رہی ہیں۔

گزشتہ 15 سالوں میں احمدیہ مساجد میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے 5273 کا اضافہ ہوا۔

اس کا سال وار گوشوارہ درج ذیل ہے۔

سال	نئی مساجد جو تعمیر ہوئیں	بنی بنائی مساجد جو عطا ہوئیں	کل نئی مساجد
2003	121	105	226
2004	74	88	162
2005	184	135	319
2006	171	188	369
2007	169	130	299
2008	149	202	351
2009	164	235	399
2010	115	179	294
2011	121	298	419
2012	119	219	338
2013	136	258	394
2014	204	382	586
2015	156	245	401
2016	120	179	299
2017	155	262	417

یہ سب مساجد اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے نشانات میں سے ہیں۔ بعض ایسے ممالک ہیں مثلاً نیوزی لینڈ، آئرلینڈ اور جاپان وغیرہ جہاں پہلی دفعہ جماعت کی مساجد تعمیر ہوئی ہیں۔ ان مساجد کے ساتھ بھی حیرت انگیز طور پر بعض دلچسپ اور ایمان افروز واقعات وابستہ ہیں جن کا مطالعہ ایمان و ایقان کی کھیتیوں کو خوب سیراب کرتا ہے۔ بطور نمونہ مشتِ از خروارے کے طور پر چند واقعات پیش ہیں۔ ایسے متعدد واقعات حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف مواقع پر بیان فرماتے ہیں۔ جلسہ سالانہ 2007 پر فرمایا کہ:

اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی مساجد کی طرف بڑی توجہ ہو گئی ہے اور ہر ملک میں مسجدیں بن رہی ہیں۔ اور اگر یہ مسجدیں اسی طرح بنتی رہیں تو یہی جماعت احمدیہ کا پیغام پہنچانے کا ذریعہ ہو گا۔ انڈونیشیا میں بھی باوجود مخالفت کے ان کو 3 مساجد تعمیر کرنے کی توفیق ملی ہے۔ بنگلہ دیش میں 6 مساجد کی تعمیر ہوئی ہے۔ بنگلہ دیش کا تو آپ ایم ٹی اے پر بھی دیکھتے ہیں جہاں ایک نظم کے clip میں وہ دکھاتے ہیں کہ بے تحاشا مولوی ڈنڈے لے کر آرہے ہیں، پتھر بھی مار رہے ہیں اور مسجدوں کے شیشے بھی توڑ دیئے لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے وہاں کی جماعت کے ایمانوں میں مضبوطی بخشی ہوئی ہے اور وہ مسجدیں بناتے چلے جا رہے ہیں۔ نائیجیریا میں بھی 28 نئی مساجد تعمیر ہوئی ہیں۔ اسی طرح ساؤتھ افریقہ کے ہمسایہ ملک سوازی لینڈ اور لیسوتھو میں جماعت کو مسجد کی تعمیر کی توفیق ملی اور ایتھوپیا میں بھی۔ سیرالیون میں 24 نئی مساجد کا اضافہ ہوا۔ سینیگال میں تین مساجد کا اضافہ ہوا۔ اسی طرح گیمبیا میں بھی۔ بہرحال مساجد کی تو اب یہ بے تحاشا لمبی لسٹ ہے۔

سوئٹزرلینڈ کے مبلغ انچارج صداقت صاحب لکھتے ہیں کہ آج کل سوئٹزرلینڈ میں میناروں کی تعمیر کی بہت مخالفت ہو رہی ہے۔ یورپ میں عموماً مسجد کے مینار سے یہ لوگ بڑا ڈرتے ہیں۔ اور دو بڑی سیاسی پارٹیاں تو خاص طور پر بڑی مخالفت کر رہی ہیں۔ اور اس موضوع پر ریفرنڈم کروانے کا پروگرام ہے۔ میڈیا کے مختلف نمائندوں نے اپنے طور پر ہمسایوں سے اور اردگرد کے دکانداروں سے اور وہاں بالکل سامنے جو ٹرام چلتی ہے، اس کے سٹاپ پہ جو لوگ کھڑے تھے ان سے ایک سروے کیا۔ اسی طرح اس کے بالکل سامنے سڑک پہ ایک چرچ ہے، ان چرچ کے لوگوں سے پوچھا اور مختلف سوالات کیے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے سب نے متفقہ طور پر یہی کہا کہ "ہمیں اس مسجد سے اور اس کے مینارے سے کسی قسم کا کوئی مسئلہ نہیں اور اس مسجد میں آنے والے لوگ بہت ہی پُر امن ہیں کیوں کہ حقیقی اسلام کے علمبردار ہیں"۔ (خطاب جلسہ سالانہ 2007)

جلسہ سالانہ 2012 کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

مساجد کے تعلق سے کچھ واقعات ہیں۔ گھانا کی ایک خاتون حاجیہ فاطمہ نے شہر میں دو پلاٹ جماعت کو دیئے اور ایک پلاٹ پر تین سال کے عرصے میں مسجد بنانے کا وعدہ کیا۔ اُن سے کہا گیا کہ مسجد کی جلد ضرورت ہے۔ اس کے بچوں نے اُنہیں نئی گاڑی خرید کر دی تھی۔ اب دیکھیں کہ دور دراز علاقوں میں بھی اللہ تعالیٰ نے کس طرح افرادِ جماعت میں قربانی کی روح پیدا کی ہے۔ کہتے ہیں بچوں نے نئی گاڑی خرید کر دی تھی انہوں نے بچوں سے کہا کہ یا تو یہ گاڑی بیچ کر اس کے پیسے اُسے دیئے جائیں تا کہ وہ مسجد کا کام جلد کروا سکے اور اگر یہ منظور نہیں تو گاڑی گھر کے سامنے کھڑی رہے گی۔ میں اُس پر نہیں بیٹھوں گی جب تک مسجد کی تعمیر کا کام مکمل نہیں ہو جاتا۔ چنانچہ بچوں نے دوسری صورت کو تسلیم کیا اور مسجد کی تعمیر کروائی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے تین ماہ میں یہ مسجد تعمیر ہو گئی جو گھانا کے حساب سے تیس ہزار گھانین سیڈیز تقریباً سولہ ہزار ڈالر سے اوپر خرچ ہوئے۔

بورکینا فاسو کے ہمارے مبلغ حامد مقصود صاحب لکھتے ہیں کہ تگالہ (Tagala) میں امسال مسجد کی تعمیر مکمل ہوئی ہے۔ جماعت کے افراد نے اپنی اپنی ہمت کے مطابق وقارِ عمل میں بھرپور حصہ لیا۔ لجنہ کے ذمہ پانی کی فراہمی تھی جو تقریباً ایک کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے لاتی رہیں۔ خدام اور انصار کے ذمہ پتھر اور بجری مہیا کرنے کے ساتھ ساتھ مستری کے ساتھ مدد کرنا بھی تھا۔ اس مسجد میں دو سو افراد نماز ادا کر سکتے ہیں۔ تگالہ گاؤں کے چیف صاحب جو کہ عیسائی تھے انہوں نے پہلے دن سے ہی نہ صرف مسجد کی تعمیر میں بھرپور حصہ لیا بلکہ قانونی مسائل کے حل کرانے میں بھی کافی معاونت کی۔ اُن پر مقامی چرچ کے اطراف سے کافی دباؤ تھا کہ کیوں مسجد کی تعمیر میں اتنے سرگرم ہیں؟ مگر انہوں نے کسی دباؤ کو قبول نہ کیا اور نہ صرف خود بلکہ چودہ دیہات کے چیفس کے ساتھ مسجد کے افتتاح میں شریک ہوئے اور احمدیوں کی محبت اور رواداری سے متاثر ہو کر ببانگ دہل اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کیا اور ہمارے ساتھ نماز جمعہ ادا کی۔ (خطاب جلسہ سالانہ 2012)

جلسہ سالانہ 2012 کے موقع پر دوران سال نئی تعمیر ہونے والی مساجد کا ذکر کرتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جماعت کو دورانِ سال اللہ تعالیٰ کے حضور جو مساجد پیش کرنے کی توفیق ملی اُن کی مجموعی تعداد 338 ہے جن میں سے 119 نئی مساجد تعمیر ہوئی ہیں اور 219 مساجد بنی بنائی عطا ہوئی ہیں۔ امریکہ میں حالیہ دورے کے دوران ڈیٹن (Drayton)، کولمبس (Columbus)، ورجینیا (Virginia)، بالٹی مور (Baltimore)، ہیرس برگ (Harrisburg) وغیرہ میں مساجد کے افتتاح کی توفیق ملی۔

کولمبس میں تو پہلے مسجد بن چکی تھی لیکن انہوں نے اس دفعہ افتتاح کروایا۔ اُس کا ایک دفعہ پہلے (افتتاح) ہو چکا ہے لیکن اُن کی خواہش تھی کہ پلیٹ لگائی جائے۔ بہرحال تین نئی مساجد وہاں بنیں۔ ورجینیا کی مسجد بڑی خوبصورت اچھی بن گئی ہے۔ بالٹی مور میں ایک چار منزلہ عمارت بھی لی گئی ہے۔ ہیرس برگ میں مسجد ہادی کا افتتاح ہوا ہے۔ وسیع چرچ تھا جو خریدا گیا ہے۔ یوکے میں اللہ کے فضل سے چھ نئی مساجد کا افتتاح ہوا ہے۔ مسجد طاہر (کیٹفرڈ Catford)، بیت التوحید (فیلتھم Feltham)، بیت الامن (ہیز Hayes)، بیت العطاء (وولور ہیمپٹن Wolverhampton)، مسجد بیت الغفور (ہیلس اووَن Halesowen) دارالامان (مانچسٹر Manchester)۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے یوکے میں مساجد کی تعداد 16 ہو چکی ہے۔ اس کے علاوہ اور جگہوں پر مسجدیں بن رہی ہیں۔ (خطاب جلسہ سالانہ 2012)

جلسہ سالانہ 2014 میں حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مساجد کی تعمیر کے حوالہ سے واقعات بیان کرتے ہوئے فرمایا:

مالی کے معلم ہیں ادریس صاحب وہ کہتے ہیں ان کے مشن ہاؤس میں ایک بزرگ عبداللہ جارا صاحب آئے۔ انہوں نے مالی کے ایک گاؤں بابلے بُوغو میں احمدیہ مسجد کو دیکھا اور حیران ہوئے۔ انہوں نے بتایا کہ یہ بالکل وہی مسجد ہے جو خدا تعالیٰ نے انہیں خواب میں دکھائی ہے۔ پھر انہوں نے اپنا خواب بتایا جس میں وہ کہتے ہیں کہ تمام دنیا خوبصورت مساجد سے بھری ہوئی ہے۔ خواب میں انہیں بتایا گیا کہ یہ تمام مساجد احمدیوں کی ہیں اور احمدی سچے مسلمان ہیں۔ پھر خواب میں انہیں ایک پرزور آواز آئی کہ وہ وقت دور نہیں جب یہ تمام دنیا پر غالب آجائیں گے یہ خواب بتا کر انہوں نے بیعت کر لی۔

مساجد کے تعلق سے واقعات میں آئیوری کوسٹ سے ہمارے ایک معلم کریم صاحب ہیں وہ لکھتے ہیں کہ دو ہفتہ قبل خواب میں دیکھا کہ گاؤں میں بہت سے لوگ اکٹھے ہو کر ایک طرف جا رہے ہیں جبکہ ایک شخص ان کے آگے چل رہا ہے جس کے ہاتھ میں ایک عصا ہے۔ جو لوگ خواب میں اس کے پیچھے چل رہے تھے انہی میں سے بعض نے یہ کہنا شروع کیا کہ ہم جس آدمی کے پیچھے چل رہے ہیں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بابرکت وجود ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ جب میں نے یہ سنا تو مَیں بھی خواب میں بھاگ کر ان لوگوں میں شامل ہو گیا۔ جب قریب سے دیکھا تو وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تھے جو ہماری ہدایت کے لئے ہمارے آگے چل رہے تھے۔ چنانچہ ہم ان کے پیچھے چلتے رہے۔ تھوڑی دور جا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا عصا زمین میں گاڑتے ہوئے فرمایا کہ آپ لوگ یہاں اپنی مسجد بنائیں گے۔ چنانچہ ابھی چند دن پہلے جب گاؤں کے چیف نے ہمیں مسجد کے لئے زمین دکھائی تو وہ عین وہی جگہ تھی جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خواب میں مجھے اپنا عصا گاڑ کر دکھایا تھا۔

برکینا فاسو کے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ تینکو ڈُوگو (TenkoDogo) ریجن کی ایک ابتدائی جماعت کوکو نوغین (Koko Nogain) میں کویت سے مولویوں کا ایک گروپ آیا اور ان کو ایک شاندار مسجد بنانے کی پیشکش کی۔ لیکن گاؤں والوں نے جب ان کو بتایا کہ ہمارا تعلق جماعت احمدیہ سے ہے تو مولوی جماعت کے خلاف بولنے لگ گئے اور کہا کہ اگر آپ جماعت احمدیہ کو چھوڑ دیں تو ہم آپ کو بہت اچھی مسجد بنا کر دیں گے۔ اس پر گاؤں کے احمدی امام نے انہیں جواب دیا کہ اگر آپ

باقی صفحہ نمبر 13 پر ملاحظہ فرمائیں

زیادہ سے زیادہ ڈاکٹرز وقفِ عارضی سکیم کے لئے اپنا وقت دیں۔

جماعت کے ہسپتالوں میں خدمت کرنا آپ کا اوّلین مقصد ہونا چاہئے تاکہ آپ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے ہوں۔

آپ کی خدمات کی اشدّ ضرورت ہے کیونکہ ہمارے پاس ربوہ میں ڈاکٹرز کی بہت قلّت ہے۔

دنیا بھر میں جماعتی ہسپتالوں کی مدد کے لئے، ان کی ترقی کے لئے اور خدمتِ انسانی کے لئے، اُن کی گنجائش بڑھانے کے لئے آپ کو قلیل مدت اور طویل مدت دونوں کے لئے منصوبہ بندی کرنی چاہئے۔

آپ طِبّ اور ڈاکٹری میں دلچسپی رکھنے والے واقفینِ نَو کو شناخت کریں جن میں ڈاکٹرز بننے کی صلاحیتیں ہیں اور وہ ایسے ہوں جو کُل وقت کے لئے بطور واقفین زندگی خدمت کرسکیں۔

احمدیہ مسلم میڈیکل ایسوسی ایشن یُوکے کی سالانہ کانفرنس کے موقع پر امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے انگریزی زبان میں فرمودہ اختتامی خطاب کا اردو ترجمہ

(خطاب فرمودہ 21 جنوری 2018ء بروز اتوار بمقام طاہر ہال، بیت الفتوح، مورڈن، یُوکے)

(اردو ترجمہ: فرّخ راحیل۔ مبلغ سلسلہ)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

الحمدللہ، آپ کو ایک بار پھر اپنی سالانہ کانفرنس منعقد کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ میرے خیال میں اس قسم کی کانفرنسز منعقد کرنے میں آپ کافی ماہر ہو گئے ہیں۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ آج کی تقریب سب کے لئے سیر حاصل اور مفید ثابت ہوئی ہوگی۔ لیکن ہمیشہ یاد رکھیں کہ آپ کے اپنے کاموں کے اصل نتائج اور آپ کی خدمت پر آپ کو جَج (judge) کیا جائے گا۔

عملی کوشش اور جماعت کی خدمت کے حوالہ سے آپ کی ایسوسی ایشن اللہ تعالیٰ کے فضل سے بعض مثبت کام کر رہی ہے۔ لیکن مَیں کہنا چاہتا ہوں کہ آج کے دن تک مجھے اس بات کا علم نہیں تھا کہ آپ نے دورانِ سال کیا کام کیا ہے۔ اس کے نتائج بہت امید افزا معلوم ہو رہے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ ڈاکٹر مظفر صاحب نے جو کچھ اپنی رپورٹ میں پیش کیا ہے وہ اصل حقیقت پر مبنی ہے اور آپ کے کاموں کی حقیقی تصویر پیش کر رہا ہے۔ اگر آپ مجھے یہ رپورٹ پہلے دیتے تو بہتر ہوتا۔ اس طرح مجھے بھی معلوم ہوتا کہ آپ نے دورانِ سال کیا کیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے ملائشیا (Malaysia) میں وقفِ عارضی کا ذکر کیا ہے۔ مجھے یاد ہے کہ جب ہم ڈاکٹرز کو ملائشیا بھجوانے کی بات کر رہے تھے تو مَیں نے ڈاکٹر صاحب کو کہا تھا کہ باقاعدگی سے بھیجا کریں۔ لیکن میرا خیال ہے کہ دو (2) ڈاکٹرز بھجوا کر اور 300 مریضوں کے معائنہ کے بعد وہ اب مطمئن ہو گئے ہیں کہ انہوں نے اب کافی کام کرلیا ہے، لیکن یہ کافی نہیں ہے۔

جہاں تک ڈاکٹر شاہ محمد صاحب کا تعلق ہے، انہوں نے ان کے نام کا ذکر کیا ہے کہ وہ گھانا گئے تھے۔ گو وہ

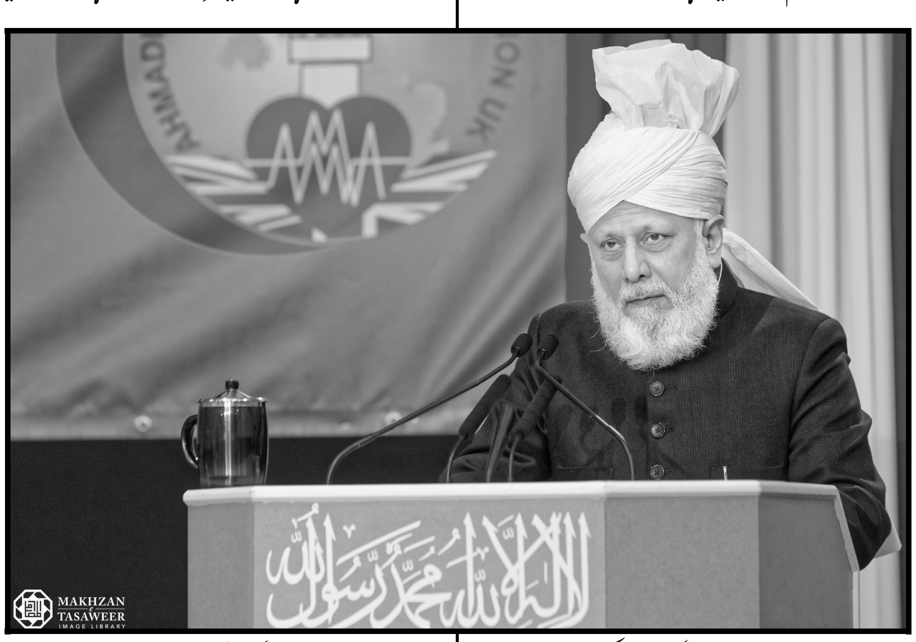

وقفِ عارضی کے طور پر گھانا گئے تھے لیکن اُن کو میڈیکل ایسوسی ایشن کی طرف سے نہیں بھیجا گیا تھا۔ بلکہ اُنہیں نصرت جہاں کے آفس نے گھانا بھیجا تھا کہ وہ ایک متبادل ڈاکٹر کے طور پر کام کریں اور انہوں نے وہاں کچھ مہینوں کے لئے کام کیا ہے۔

آپ کی رپورٹ بہت امید افزا معلوم ہو رہی ہے تاہم ابھی بھی آپ کے کئی شعبوں میں کمی ہے۔ چنانچہ آپ کو اس حوالہ سے دونوں حیثیتوں سے یعنی ایسوسی ایشن کی حیثیت سے اور انفرادی حیثیت سے خاص توجہ دینی چاہئے۔ صرف دو سے تین ڈاکٹرز اپنا وقت وقفِ عارضی کے لئے دے رہے ہیں۔ یہ ہرگز کافی نہیں ہے۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ خواتین ڈاکٹرز کی تعداد 87 ہے جبکہ مرد حضرات کی تقریباً 330 ہے۔ اور 330 ڈاکٹرز میں سے صرف 5 یا 6 نے وقفِ عارضی کے لئے ملائشیا، افریقہ یا پاکستان میں اپنی خدمات پیش کی ہیں، لیکن یہ ہرگز کافی نہیں ہے۔ اس لئے آپ کو یقینی بنانا چاہئے کہ زیادہ سے زیادہ ڈاکٹرز وقفِ عارضی سکیم کے لئے اپنا وقت دیں۔

یہاں سے احمدی ڈاکٹرز کو اس خاص نیّت اور اس مقصد کے لئے ربوہ کا سفر اختیار کرنا چاہئے کہ وہ ہمارے ہسپتال میں خدمت بجالائیں گے۔ مَیں نے دیکھا ہے کہ آپ اپنی فیملیوں کو ملنے جاتے ہیں اور اس فیملی وزٹ کے دوران ایک یا دو دن ہسپتالز میں وقفِ عارضی کے طور پر کام کرتے ہیں۔ مگر ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہئے۔ پس مَیں مُکرّر کہتا ہوں کہ یہ ہرگز کافی نہیں ہے۔ جماعت کے ہسپتالوں میں خدمت کرنا آپ کا اوّلین مقصد ہونا چاہئے تاکہ آپ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے ہوں۔ وہ ڈاکٹرز جو وہاں گئے تھے ان میں بھی ایک دو کے علاوہ بیشتر وقفِ عارضی کے لئے پورا وقت نہیں دے رہے۔

آپ کی خدمات کی اشدّ ضرورت ہے کیونکہ ہمارے پاس ربوہ میں ڈاکٹرز کی بہت قلّت ہے۔ اور یہ انتہائی فکرمندی کی بات ہے۔ مثلاً سرکاری حُکّام نے فضل عمر ہسپتال پر اعتراض اٹھایا ہے، کیونکہ ہمارے پاس وہاں کوئی ماہر ریڈیالوجسٹ (Radiologist) نہیں ہے، ہمارے پاس کوئی ماہر امراض نسواں (Gynaecologist) نہیں ہے اور نہ ہی ہمارے پاس کوئی ماہر امراض (Pathologist) ہے۔ نیز ربوہ، قادیان اور افریقہ میں جنرل سرجنز (General Surgeons) کے ساتھ دوسرے اطبا اور ماہرین کی بھی بہت زیادہ ضرورت ہے۔

اب ہم گوئٹے مالا (Guatemala) میں ایک بہت بڑا ہسپتال تعمیر کر رہے ہیں۔ بڑا ہونے سے میری مراد تقریباً 25 بیڈز (beds) پر مشتمل ہسپتال ہے جو تعمیر ہونے کے آخری مراحل میں ہے۔ اس کے لئے بھی ڈاکٹرز اور طبّ کے ماہرین کی بہت ضرورت پڑے گی۔

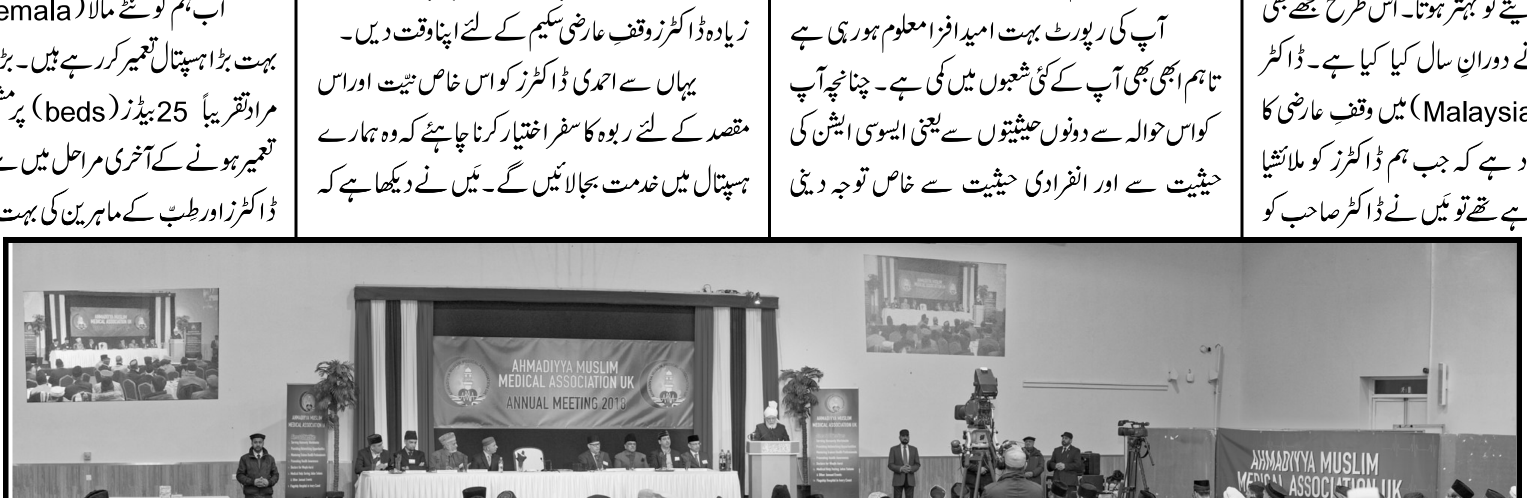

جہاں تک مَیں جانتا ہوں صرف مغربی ممالک سے تعلق رکھنے والے ڈاکٹرز بآسانی سفر اختیار کر کے وہاں خدمت کر سکیں گے۔ مجلس انصار اللہ یُوکے برکینا فاسو میں آنکھوں کا ہسپتال

بنا رہی ہے چنانچہ وہاں ہمیں امراض چشم کے ماہرین کی ضرورت پڑے گی۔اس کے لئے آپ کو کوشش کرکے بعض ماہرین امراضِ چشم حاصل کرنے چاہئیں جوکم ازکم ایک سے تین سال وقفِ عارضی کے لئے جائیں۔

پھر آپ کی اپنی میڈیکل ایسوسی ایشن جیسا کہ ڈاکٹر مظفر صاحب نے ذکر کیا ہے آئیوری کوسٹ (Ivory Coast) میں ایک ہسپتال تعمیر کر رہی ہے۔آپ اسے تعمیر کرنے اور اس میں سازوسامان ڈالنے کے قابل تو ہوں گے تاہم آپ کولازمًا یقینی بنانا چاہئے کہ یہ ہسپتال دیر تک قائم رہنے کے قابل بھی ہو۔اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو صرف یہ نہیں کرنا چاہئے کہ ہسپتال تعمیر کرنے کی منصوبہ بندی کرلی اور پھر ایک افتتاحی تقریب منعقد کرلی۔ بلکہ آپ لازمًا اس بات کو یقینی بنائیں کہ وہاں ماہر ڈاکٹرز اور کارکن بھی موجود ہوں تا کہ یہ ہسپتال اپنے معیار کو قائم رکھتے ہوئے اپنا مقصد بھی پورا کرے اور ترقی بھی کرتا رہے۔

مَیں نے جو ابھی کہا ہے اس کی روشنی میں دنیا بھر میں جماعتی ہسپتالوں کی مدد کے لئے ، ان کی ترقی کے لئے اور خدمتِ انسانی کے لئے، اُن کی گنجائش بڑھانے کے لئے آپ کو قلیل مدت اور طویل مدت دونوں کے لئے منصوبہ بندی کرنی چاہئے۔قلیل مدت کے لئے آپ ذاتی طور پر خود کو وقفِ عارضی کے لئے پیش کریں۔صرف اِدھر اُدھر چند ہفتوں کے لئے نہیں بلکہ لمبے عرصہ کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں جس کا عرصہ تین سال پر محیط ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ کو موزوں واقفین نَو کی تربیت اور رہنمائی سے جماعتی ہسپتالوں کی مدد کرنی چاہئے تا کہ طویل مدت کے لئے ان ہسپتالوں کا مستقبل محفوظ ہو۔

لہٰذا اپنے آپ کو خدمت کے لئے پیش کرنے کے علاوہ آپ کی ایسوسی ایشن کو شعبہ وقفِ نَو سے رابطہ قائم کرنا چاہئے۔آپ طِبّ اور ڈاکٹری میں دلچسپی رکھنے والے واقفینِ نَو کو شناخت کریں جن میں ڈاکٹرز بننے کی صلاحیتیں ہیں اور وہ ایسے ہوں جو کُل وقت کے لئے بطور واقفین زندگی خدمت کرسکیں۔بعض واقفین نَو ڈاکٹرز یہاں اس ہال میں بھی بیٹھے ہیں۔اُن کو آگے آنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اور اپنے وقفِ نَو ہونے کے عہد کو پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔اور جماعت کی خدمت کے لئے پورا وقت افریقہ میں یا کہیں اَور جماعتی ہسپتالوں میں دینا چاہئے۔یہ بھی آپ کی ذمہ داریوں اور ڈیوٹیوں کا ایک حصّہ ہے۔ آپ کو ایسے طلباء کی رہنمائی کرنی چاہئے اور اُنہیں اس نیت کے ساتھ نصیحت کرنی چاہئے کہ وہ جماعت کی خدمت کے لئے جائیں اور ہماری ضرورتوں کو پورا کرنے میں مدد کریں۔ اس حوالہ سے جب میڈیکل ایسوسی ایشن شعبہ وقف نَو سے رابطہ کرلے تو شعبہ وقفِ نَو کو میرے سے مزید ہدایات لینی چاہئیں۔ پھر آپ کے ساتھ مل کے ایک پروگرام تشکیل دیں تا کہ اس پروگرام اور منصوبہ بندی کو آگے بڑھایا جاسکے۔

جیسا کہ مَیں نے آپ کو بار بار یاد کرایا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ تعلیم دی ہے کہ انسانی خدمت آپؑ کی بعثت کا ایک بنیادی مقصد تھا۔اور اس حوالہ سے آپؑ کی جماعت سے توقعات بہت بلند تھیں۔اس لئے مجھے امید ہے اور مَیں توقع رکھتا ہوں کہ آپ سنجیدگی سے اس نکتہ پر غور کریں گے اور بہتر نتائج حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔اور یہ کہ آپ بےنفس ہوکر اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے انسانوں کی خدمت کریں گے۔ یہ آپ کا مشن ہے۔یہ آپ کا مقصد ہے۔یہ آپ کا ہدف ہے۔

اللہ تعالیٰ احمدیہ مسلم میڈیکل ایسوسی ایشن یُوکے کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلافت احمدیہ کی توقعات پر بہترین انداز میں پورا اترنے کی توفیق دے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی ہر نیک کوشش میں آپ کی مدد کرے۔ آمین۔اب میرے ساتھ دعا میں شامل ہوجائیں۔

☆...☆...☆

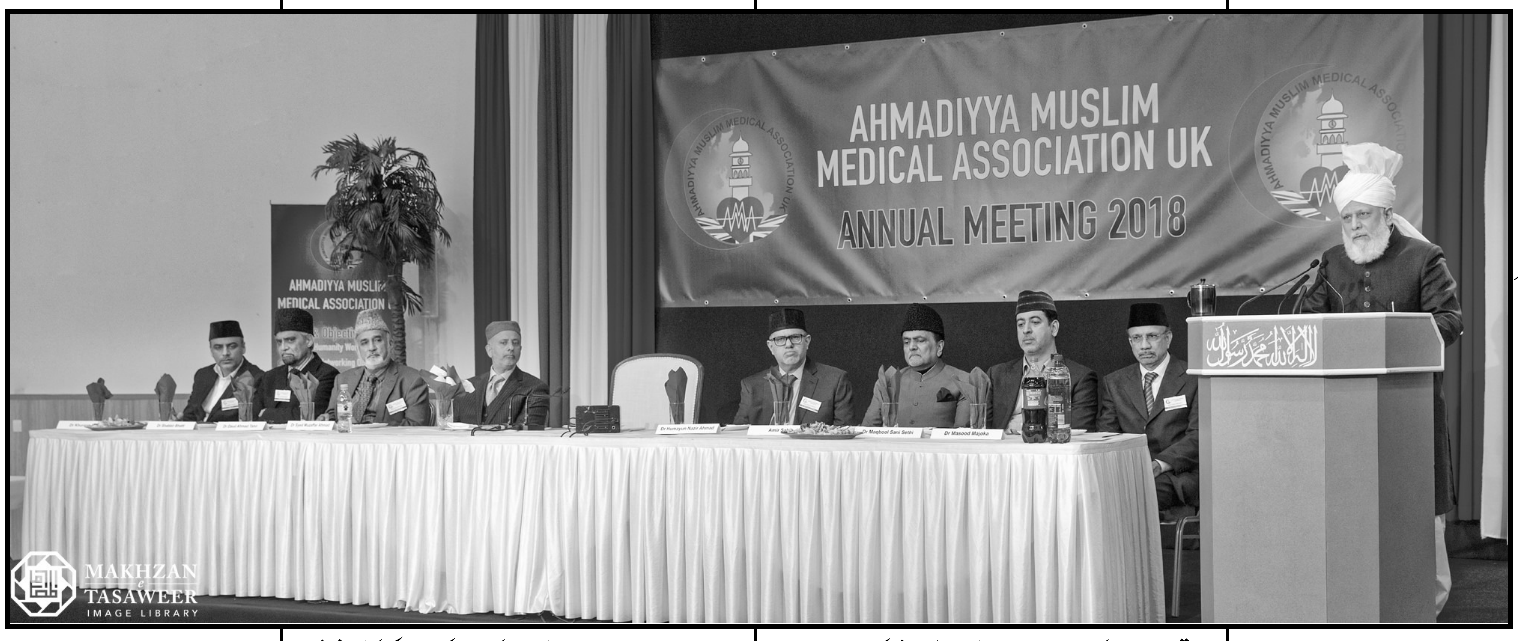

بقیہ: ہندوستان کی برطانوی حکومت، جذبہ جہاد اور اسلام آباد (پاکستان) کی ہائی کورٹ کا فیصلہ

..........................ازصفحہ نمبر 23

لیگ کا قیام 1906ء میں عمل میں آیا اور اس کے بعد ایک کے بعد دوسری صوبائی مسلم لیگیں وجود میں آتی رہیں۔اور جب ڈھاکہ میں مسلم لیگ کا پہلا اجلاس ہوا تو اس اجلاس میں سب سے پہلی قرارداد یہی منظور کی گئی کہ مسلم لیگ کے بننے کا اوّلین مقصد یہ ہے:

”مسلمانوں کے درمیان برٹش گورنمنٹ کی نسبت سچی وفاداری کا خیال قائم رکھا جائے اور اس کو بڑھایا جائے۔“

(Foundation of Pakistan Vol 1, compiled by Sharifuddin Pirzada p6)

(A Book of Reading on the history of the Punjab 1799–1947, compiled by Ikram Ali Malik, published by Research Society of Pakistan 1985 p 268)

گویا مسلم لیگ کے قیام کا ایک اہم مقصد یہی تھا کہ مسلمانوں کو برطانوی حکومت کا وفادار رکھا جائے۔ ان کے خلاف جہاد کا علم بلند کرنا اس تنظیم کا مقصد نہیں تھا۔ اس پس منظر میں برطانوی حکومت کو کیا ضرورت پڑی تھی کہ ایک علیحدہ فرقہ بنائے جو پادریوں کے خلاف اور ان کے مذہب کے خلاف بھی سرگرم عمل ہو۔

اور اس اجلاس میں مسلمان عمائدین نے پریس کو یہ اعلامیہ جاری کیا تھا:

“—Advantage and every safety of the Muhammedans lay in the loyalty to the Government.So much was their cause bound up with the British Raj that they must be prepared to fight and die for the Government if necessary.”—

(Foundation of Pakistan Vol 1, compiled by Sharifuddin Pirzada p 13)

ترجمہ: مسلمانوں کا تمام تر فائدہ اور حفاظت گورنمنٹ سے وفاداری سے وابستہ رہے۔ان کا مفاد برٹش راج سے اس طرح جڑا ہوا ہے کہ اگر ضرورت پڑے تو انہیں گورنمنٹ کی خاطر لڑنے اور مرنے کے لئے تیار رہنا چاہیے۔

اگر تمام مسلمان اپنا مفاد اسی میں سمجھ رہے تھے کہ وہ ضرورت پڑنے پر انگریز گورنمنٹ پر جان بھی نچھاور کر دیں تو عقل اس بات کو قبول نہیں کرسکتی کہ انگریز حکومت کو مسلمانوں میں جذبہ جہاد ختم کرنے کے لئے کوئی شعبدہ بازیاں کرنے کی ضرورت محسوس ہو رہی ہو۔

ایک شخصیت ہے جس کی دیانتدارانہ رائے اور خلوص سے سب واقف ہیں اور دشمن بھی اس کی دیانتدارانہ رائے کے معترف رہے ہیں۔اور یہ شخصیت قائدِ اعظم محمد علی جناح کی شخصیت ہے۔ جب پہلی جنگِ عظیم اپنے آخری ایام میں داخل ہوچکی تھی۔تو اس وقت ایک تقریر میں قائدِ اعظم نے کہا تھا:

“—It may be said once for all that the people of India are proud to be a part of the British Empire and their loyalty is as true and firm as that of any other Britisher in any part of the Empire, not excluding Great Britian and there is no doubt that India will to the end stand faithfully by the British Empire.”—

(The Works of Quaide Azam Mohammad Ali Jinnah Vol 3, compiled by Dr. Riaz Ahmad, published by National Institute of Pakistan Studies Quade Azam University Islamabad 1998, p 364)

ترجمہ: ہمیشہ کے لئے یہ کہہ دینا مناسب ہوگا کہ ہندوستان کے لوگوں کو برٹش امپائر کا حصہ ہونے پر فخر ہے۔اور ان کی وفاداری اتنی ہی سچی اور مضبوط ہے جتنی کسی بھی برطانوی کی جو کہ برطانیہ عظمیٰ سمیت ایمپائر کے کسی بھی حصہ میں رہتا ہو۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ہندوستان آخر تک وفاداری کے ساتھ برٹش ایمپائر کے ساتھ کھڑا رہے گا۔

..........................(باقی آئندہ)

☆...☆...☆

مخزنِ تصاویر

جماعت احمدیہ عالمگیر کی تصاویر پر مشتمل آفیشل لائبریری 'مخزنِ تصاویر' کے نام سے موسوم ہے اور یہ لائبریری مرکز کے زیر انتظام ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جانب سے 2006ء میں اس لائبریری کا نئے سرے سے اجرا ہوا اور تب سے یہ لندن میں قائم ہے۔

مخزن تصاویر کے قیام کا بنیادی مقصد جماعتی تصاویر کو اکٹھا کر کے ان کی جانچ پڑتال کرنا اور ان کو باترتیب محفوظ کرنا ہے۔ اس مقصد کے لئے ایک مستقل پراجیکٹ جاری ہے جس میں مختلف کیٹیگریز (categories) کے تحت تصاویر کو اکٹھا کر کے محفوظ کیا جا رہا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام، خلفائے کرام اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تصاویر کے علاوہ تاریخی اعتبار سے دیگر اہم شخصیات اور اہم تاریخی مواقع پر لی گئی تصاویر بھی اس لائبریری میں شامل ہیں۔ چنانچہ اس ذریعہ سے جماعت احمدیہ عالمگیر کی 'تصویری تاریخ' محفوظ کی جا رہی ہے۔

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 07رفروری 2016ء کو مخزنِ تصاویر ویب سائٹ کا افتتاح فرمایا۔اس ویب سائٹ کے ذریعہ لوگ جماعت احمدیہ مسلمہ کی بیشمار اہم پرانی تاریخی تصاویر اور نئی تصاویر دیکھ سکتے ہیں اور بعض تصاویر آن لائن آرڈر کے ذریعہ خرید بھی سکتے ہیں۔تصاویر کے ساتھ درج کی گئی معلومات چھ مختلف زبانوں میں پڑھی جاسکتی ہیں۔اسی طرح کسی بھی جماعتی شعبہ، ادارے، تنظیم وغیرہ کو اگر اپنے لٹریچرز، سوونیئرز، کیلنڈرز وغیرہ میں تصاویر شامل کرنی ہوں تو ان کو اسی ویب سائٹ کے ذریعہ آرڈر کرسکتے ہیں۔

اگر آپ کے پاس جماعت احمدیہ کی تاریخ سے متعلق کسی قسم کی تاریخی تصاویر موجود ہیں تو آپ سے درخواست ہے کہ تصاویر سے متعلق ضروری معلومات و کوائف لکھ کر درج ذیل پتہ پر بھجوا دیں۔ ان معلومات میں یہ باتیں ضرور شامل کریں: بھیجنے والے کا نام، تاریخ اور مقام جب تصویر لی گئی وغیرہ۔ آپ کی بھیجی گئی تصاویر ریکارڈ میں محفوظ کرنے کے بعد آپ کو باحفاظت واپس کردی جائیں گی۔

Makhzan-e-Tasaweer
Tahir House
22 Deer Park Road, London, SW19 3TL
e-mail: info@makhzan.org website: www.makhzan.org

ہندوستان کی برطانوی حکومت، جذبہ جہاد اور اسلام آباد (پاکستان) کی ہائی کورٹ کا فیصلہ

(ڈاکٹر مرزا سلطان احمد)

پس منظر

جب کوئی قوم دانستہ طور پر اپنی منزل کھو کر تنگ نظری کی بند گلی میں جا نکلے تو پھر اللہ کا کوئی خاص فضل ہی اسے اس بند گلی سے نجات دلا سکتا ہے ورنہ ان بھول بھلیوں سے نکلنے کی ایک بعد دوسری کوشش ناکام ہوتی جاتی ہے۔یہی حال اس دَور میں پاکستان کا ہے۔پہلے 1974ء میں آئین میں دوسری ترمیم کے ذریعہ احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا۔اور ظاہر ہے کہ احمدیوں نے اس عجیب الخلقت فیصلہ کو کبھی بھی قبول نہیں کیا۔پھر جنرل ضیاء صاحب کے دور میں انتخابی قوانین میں ترمیم کر کے جداگانہ انتخابات کو متعارف کرایا گیا۔یعنی ہر مذہب سے وابستہ افراد اپنے نمائندے علیحدہ منتخب کریں ۔اور اس کا سب سے بڑا نشانہ احمدی تھے۔اور احمدیوں نے اس انتخابی عمل کا حصہ بننے سے انکار کر دیا کیونکہ اُن کے نزدیک اسلام کے علاوہ احمدیوں کا کوئی مذہب نہیں ہے۔ پھر 2002ء میں جداگانہ انتخابات کو ترک کر کے ایک بار پھر Joint Electorate کو نافذ کیا گیا۔لیکن جب مولویوں نے فساد برپا کیا تو ایک اور بوالعجبی یہ دکھائی گئی کہ یہ فیصلہ کیا گیا کہ باقی فرقوں کے مسلمانوں، ہندوؤں، عیسائیوں اور سکھوں وغیرہ کی ایک مشترکہ انتخابی فہرست بنے گی اور احمدیوں کی علیحدہ ووٹر لسٹ بنے گی۔انتخابی قوانین میں یہ قوانین 7B اور 7C کی شقوں میں شامل کئے گئے تھے۔ ظاہر ہے کہ احمدیوں نے ان قوانین کے تحت بھی انتخابی عمل میں حصہ نہیں لیا۔جب 2017ء میں نئے انتخابی قوانین بنائے گئے اور پارلیمنٹ سے منظور کرائے گئے تو ان قوانین میں 7A اور 7B کی شقیں شامل نہیں تھیں اور انتخابات میں کھڑے ہونے والے امیدواروں کے لئے جہاں پر ختم نبوت کا حلف نامہ دیا گیا تھا وہاں ’’I solemnly swear‘‘ کی جگہ ’’I believe‘‘ کے الفاظ شامل کئے گئے تھے۔قوانین منظور ہو گئے۔بعد میں اس بابت سوال اُٹھایا گیا اور فساد کرنے کی دھمکی دی گئی تو مذکورہ قوانین ایک بار پھر انتخابی قوانین کا حصہ بنا دیئے گئے۔

اسلام آباد ہائی کورٹ میں درخواستیں اور مقدمہ کی کارروائی

جماعت احمدیہ کے مخالفین کے مطالبات تو پورے کر دیئے گئے لیکن بہت سے سیاسی بالشتیے اپنے قد کاٹھ میں اضافہ کرنے کے لئے ایسے مواقع کے منتظر ہوتے ہیں۔ چنانچہ ملک میں فسادات برپا کرنے کی ناکام کوشش کی گئی ۔دھرنا دے کر لوگوں کا جینا دوبھر کیا گیا۔اور اسلام آباد ہائی کورٹ میں کچھ اشخاص کی طرف سے پیٹیشن (petition) درج کرانے کا سلسلہ شروع ہوا۔اس قسم کی پیٹیشن درج کرانے والوں میں جماعتِ احمدیہ کے پرانے مخالف مولوی اللہ وسایا صاحب، یونس قریشی صاحب اور تحریک لبیک یا رسول اللہ وغیرہ شامل تھے۔ اور وفاقِ پاکستان کو بواسطہ سیکرٹری قانون و انصاف، اور حکومتِ پاکستان کو بواسطہ وزیرِ اعظم پاکستان مدعا علیہ بنایا گیا تھا۔پیٹیشن دائر کرنے والوں کی درخواست تھی کہ انتخابات کے قوانین میں کی جانے والی مذکورہ تبدیلیوں کو ختم کیا جائے ۔(اور اس فیصلہ کے سنائے جانے سے قبل پارلیمنٹ نے ان ترامیم کو ختم کر بھی دیا تھا۔) اور حکومت کو ہدایت کی جائے کہ جو احمدی سرکاری ملازمت میں داخل ہوں اُن کی علیحدہ لسٹیں رکھی جائیں تا کہ ان احمدیوں کو حساس عہدوں پر نہ لگایا جائے ۔اس بات کی تحقیقات کرائی جائیں کہ ان ترامیم کی پشت پر کون سے ہاتھ کارفرما تھے اور اس ضمن میں راجہ ظفر الحق صاحب نے جو تحقیقات کی تھیں وہ شائع کی جائیں۔فیڈرل حکومت کی ملازمت میں جو احمدی اس وقت کام کر رہے ہیں ان کی لسٹیں ان کے عُہدوں سمیت سامنے لائی جائیں۔انتخابات میں کھڑے ہونے والے امیدواروں کا پرانا حلف نامہ بحال کیا جائے۔اُن NGOs پر پابندی لگائی جائے جو کہ ملک میں سیکولر پروپیگنڈہ کر رہی ہیں۔یہ مقدمہ اسلام آباد ہائی کورٹ کے جسٹس شوکت عزیز صدیقی صاحب پر مشتمل ایک رکنی بنچ سن رہا تھا۔جب اس مقدمہ کی کارروائی آگے بڑھ رہی تھی تو اس بارے میں کوئی شک نہیں رہا تھا کہ کس قسم کا فیصلہ سنایا جائے گا۔

اسلام آباد ہائی کورٹ کا فیصلہ

4 جولائی کو تفصیلی فیصلہ سامنے آیا۔اس عدالتی فیصلہ کی بعض شقیں ملاحظہ ہوں۔

اسلام آباد ہائی کورٹ کے ایک رکنی بنچ کے فیصلہ میں اس بات پر شدید تشویش کا اظہار کیا گیا کہ اگرچہ 1974ء میں احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا تھا لیکن اس ترمیم پر پوری طرح عملدرآمد نہیں ہو سکا۔اور اس کی ایک وجہ یہ تھی کہ قادیانی اس پر عملدرآمد کی راہ میں روڑے اٹکاتے رہے ہیں۔جج صاحب نے مزید انکشاف کیا کہ قادیانیوں کا معاملہ باقی اقلیتوں کی طرح کا نہیں ہے کیونکہ باقی اقلیتیں تو اپنے نام، وضع قطع، عقائد اور طریقہ عبادت کی وجہ سے صاف پہچانی جاتی ہیں لیکن مشکل یہ ہے کہ قادیانیوں کے نام، شکل صورت حتیٰ کہ نماز کا طریقہ بھی مسلمانوں جیسا ہے اس لئے انہیں مسلمانوں سے فرق کرنا مشکل ہو رہا ہے اور اس وجہ سے دوسری آئینی ترمیم کے مقاصد حاصل نہیں ہو رہے۔اس کی معین مثال دیتے ہوئے جج صاحب نے تحریر فرمایا کہ نام ’احمد‘ کچھ احمدیوں کے لئے مخصوص ہو کر رہ گیا ہے اور اسی وجہ سے بعض مرتبہ قادیانیوں کو احمدی بھی کہا جاتا ہے۔اور اس کی اجازت تو کسی صورت نہیں دی جا سکتی۔کیونکہ یہ تو آنحضرت صلی اللہ وسلم کا نام ہے۔اس لئے اگر اس مخلوق کو کوئی نام دینے کا احسان کرنا ہی ہے تو انہیں غلامِ مرزا یا مرزائی کہہ دیا کرو۔اور رہا ان کے ذاتی ناموں کا بکھیڑا تو ایسا کرو یا تو انہیں مسلمانوں جیسے ناموں کو استعمال کرنے سے روکو یا اگر اس کی توفیق نہیں تو کم از کم ان کے نام کے ساتھ غلام مرزا یا مرزائی جیسے سابقے اور لاحقے لگا کر وطن عزیز کو اشتباہ کی اس وبا سے نجات دلانا مناسب ہوگا۔اس کے علاوہ عدالتی فیصلہ میں کچھ اعداد و شمار درج کر کے یہ بھی لکھا گیا ہے کہ آخر حکومت ایسا کوئی سائنسی طریقہ کیوں نہیں ڈھونڈتی کہ پاکستان میں باقی ماندہ اقلیتوں کی صحیح صحیح تعداد معلوم ہو جائے ۔اگر یہ مسئلہ حل نہ کیا تو اس اقلیت کے افراد حساس عہدوں پر براجمان رہیں گے اور کسی کو کانوں کان خبر تک نہ ہوگی۔اس ملک کے ہر شہری کا یہ حق ہے کہ اسے علم ہو کہ اس ملک کے حساس عہدوں پر مقرر اشخاص کے عقیدے آخر کیا ہیں؟ اس ملک کی اکثر اقلیتوں کی تو کوئی نہ کوئی علیحدہ پہچان ہے لیکن ایک اقلیت ایسی ہے جسے نام اور لباس کے معائنے سے پہچاننا دوبھر ہو رہا ہے۔اگر اس کا کوئی انتظام نہ کیا گیا تو یہ ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ باوقار اور حساس عہدوں پر فائز ہو کر فائدہ اٹھا لیں۔چنانچہ بہت ضروری ہے کہ شناختی کارڈ، پاسپورٹ بناتے ہوئے اور نادرا میں اندراج کرواتے ہوئے عقائد کا بیانِ حلفی بھروایا جائے۔

مسئلہ کا تاریخی پس منظر

اسلام آباد ہائی کورٹ کے جناب جسٹس شوکت عزیز صاحب نے احمدیوں کے بارے میں جو تفصیلی فیصلہ تحریر فرمایا ہے، اس کی ضخامت 172 صفحات پر مشتمل ہے۔اس میں فیصلہ کا حصہ تو تھوڑا ہے لیکن طویل تاریخی پس منظر بیان کر کے اس فیصلہ کا جواز پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔اس میں بہت سے تاریخی واقعات کا تجزیہ کرنے اور ان کا تعلق کسی نہ کسی طرح جماعتِ احمدیہ سے جوڑنے کی کوشش کی ہے ۔یوں تو فیصلہ میں بیان کردہ تمام تاریخی نکات قابلِ توجہ ہیں لیکن اس مضمون میں ان نکات میں سے صرف ایک پر تبصرہ کیا جائے گا۔

اس فیصلہ میں انہوں نے جماعت احمدیہ کے اشد مخالف اور شریعت کورٹ کے سابق جج ڈاکٹر محمود اے غازی صاحب کی ایک تحریر درج کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے 1857ء کی جنگ کے بعد ہندوستان پر قابض برطانوی حکومت کو مسلمانوں میں موجود جذبہ جہاد کی بہت فکر تھی اور اس جذبہ کو دبانے کے لئے انہوں نے ایک pseudo-religious لیڈر کو کھڑا کرنے کا منصوبہ بنایا جو کہ جہاد کے خلاف فتاویٰ دے اور غازی صاحب کے مطابق یہ لیڈر جماعتِ احمدیہ کے بانی تھے ۔اور اس طرح ہندوستان کے مسلمانوں کو جہاد سے دور کرنے کی سازش پر عمل شروع ہوا (صفحہ 42-40)۔

اسی طرح اسلام آباد ہائی کورٹ کے اس فیصلہ میں مودودی صاحب اور شورش کاشمیری صاحب کی تحریریں درج کرنے کے علاوہ بشیر احمد کی کتاب Ahmadiyya Movement کے حوالے دے کر یہی بات ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ اصل میں جماعتِ احمدیہ کو ہندوستان پر قابض برطانوی حکومت نے کھڑا کیا تھا تا کہ وہ مسلمانوں میں جہاد کے خلاف پروپیگنڈا کر کے مسلمانوں میں جذبہ جہاد کو ختم کریں، مسلمانوں میں پھوٹ ڈلوائیں، ورنہ برطانوی حکومت کو ہر وقت یہ خطرہ تھا کہ ہندوستان کے مسلمان ان کے خلاف کسی وقت بھی کھڑے ہو سکتے ہیں۔(صفحہ 47و 53)

... ...

یہ الزام پہلی مرتبہ نہیں لگایا گیا بلکہ جب سے ہندوستان سے برطانوی حکومت رخصت ہوئی ہے جماعتِ احمدیہ کے مخالفین یہی الزام لگا رہے ہیں کہ جماعتِ احمدیہ کو انگریز حکومت نے مسلمانوں میں جذبہ جہاد ختم کرنے کے لئے قائم کیا تھا۔ہم اس الزام کو پرکھنے کے لئے ٹھوس تاریخی حقائق سامنے رکھیں گے جن کو پڑھ کر ہر شخص اس معاملہ میں آزادانہ رائے قائم کر سکتا ہے۔یہ بات قابل غور ہے کہ عدالتی فیصلہ میں صرف جماعت احمدیہ کے اشد مخالفین کی تحریروں کو تاریخی ماخذ کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ان میں سے کسی کو کسی طرح بھی معتبر تاریخی ماخذ نہیں قرار دیا جا سکتا۔ان کتب میں دلائل کی بجائے محض غیظ و غضب کے اظہار کو ہی کافی سمجھا گیا ہے۔لیکن ہم جو بھی تبصرہ پیش کریں گے اس کی تائید میں قابل اعتبار حوالے پیش کریں گے۔

... ...

1857ء کی جنگ کے بارے میں اصل حقائق

اسلام آباد ہائی کورٹ کے تفصیلی فیصلہ میں تاریخی واقعات کا جو تفصیلی مگر بے ربط اور خلافِ واقعہ تجزیہ پیش کیا گیا ہے اس کا نقطہ آغاز 1857ء کی جنگ کو بنایا گیا ہے۔مناسب ہوگا اُس دَور کے کچھ مسلمانوں کی تحریروں کے حوالے درج کر دیئے جائیں تا کہ یہ واضح ہو کہ اُس دَور کے مسلمان 1857ء کی جنگ کے بارے میں کیا رائے رکھتے تھے؟ اس سے ہم سمجھ سکیں گے کہ مسلمانوں میں اس جنگ کا جو ردِعمل پیدا ہوا وہ کیوں ہوا؟

اس فیصلہ کے صفحہ 40 پر غازی صاحب کی تحریر درج ہے جس میں لکھا ہے کہ 1857ء کی جنگ میں مسلمانوں کی ناکامی کے بعد انگریزوں نے مغلیہ سلطنت پر قبضہ کر لیا اور یہ مسلمانوں کے لئے بہت بڑا المیہ تھا۔یہ بات ظاہر کرتی ہے کہ غازی صاحب کو اس بارے میں بنیادی حقائق کا علم نہیں ہے۔حقیقت یہ ہے کہ اس جنگ سے قبل ہی دہلی اور اس کے گردو نواح کا تمام علاقہ انگریزوں کے قبضہ میں آچکا تھا اور یہ قبضہ خود مسلمان بادشاہ کی درخواست پر کیا گیا تھا۔حقیقت یہ ہے کہ بہادر شاہ ظفر کے دادا شاہ عالم کو مرہٹوں نے گرفتار کر کے ان کی آنکھیں نکال دی تھیں۔جب مرہٹوں کو شکست ہوئی تو شاہ عالم نے انگریزوں کو درخواست کی کہ وہ انہیں اپنی پناہ میں لیں۔جنرل لیک نے انہیں رہا کر کے ان کا وظیفہ مقرر کیا اور 1857ء کی جنگ سے قبل بہادر شاہ ظفر بھی انگریز حکومت سے پنشن پاتے تھے اور دہلی میں بھی حکومت ایسٹ انڈیا کمپنی کی تھی۔(1857ء مجموعہ خواجہ حسن نظامی ناشر سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور مطبوعہ 2007 صفحہ 308)

جب نام کا بادشاہ بھی ایسٹ انڈیا کمپنی سے پنشن لیتا تھا تو یہ تجزیہ کرنا ضروری ہے کہ اس جنگ کو شروع کرنے والے اور اس کو شہر شہر پھیلانے والے اور اس سلسلہ کو آگے بڑھانے والے آخر کون تھے؟ یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ ہر مقام پر یہ جنگ لڑنے والے وہ سپاہی تھے جو کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے تنخواہ دار تھے ۔وہ اب تک انگریزوں کے سب سے زیادہ وفادار تھے۔یہ وہ سپاہی تھے جنہوں نے ہندوستان میں انگریزوں کی حکومت قائم کرنے کے لیے اپنے ہم وطنوں سے جنگیں لڑیں تھیں۔ بہادر شاہ ظفر کے درباری ظہیر دہلوی کا بیان ہے کہ جب دہلی میں پہلی مرتبہ باغی سپاہی اور انگریز ریزیڈنٹ کا سامنا ہوا تو ان سپاہیوں نے اس وقت بھی انگریز افسر کو یہی کہا:

’’غریب پرور! حضور سچ فرماتے ہیں، اس میں کوئی شک نہیں سرکار نے ہم لوگوں کو اسی طرح پالا اور پرورش کیا ہے۔سرکار کے حقوق نمک ہم نہیں بھولیں گے مگر ہم لوگوں نے آج تک سرکار کی کوئی نمک حرامی نہیں کی۔جہاں سرکار نے ہمیں جھونک دیا، ہم آنکھیں بند کر کے آگ میں پانی میں کود پڑے۔کچھ خوف جوکھوں کا نہ کیا۔سر کٹوانے میں کہیں دریغ نہ کیا۔کابل پر ہمیں لوگ گئے۔لاہور ہمیں لوگوں نے فتح کیا۔کلکتہ سے کابل تک ہمیں لڑے بھڑے، سر کٹوائے، جانیں دیں اور حق نمک ادا کیا۔

(داستان غدر مصنفہ ظہیر دہلوی ناشر سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور سال 2007 صفحہ 49، 50)

جیسا کہ حوالہ درج ہے یہ گواہی ایک ایسے مسلمان کی ہے جو کہ بہادر شاہ ظفر کے دربار سے منسلک تھا۔ اب یہ دیکھتے ہیں کہ اُس وقت کے مسلمانوں سے اور دہلی کی مقامی آبادی سے اس فوج نے کیا سلوک کیا تھا۔ یہی صاحب یعنی ظہیر دہلوی بیان کرتے ہیں:

''وہ تمام بد پیشہ بدمعاش چوٹے اٹھائی گیرے کرکی بانڈی باز مال مردم خور جو ایسے مواقعات کے منتظر رہتے تھے، گھروں سے نکل نکل کر آن موجود ہوئے اور ایک جمّ غفیر اور ایک اژدہا کثیر فرقہ باغیہ میں شامل ہو گیا۔ اب ایک سوار ہے پچاس بد پیشہ اس کی اردلی میں دوڑے جاتے ہیں۔ سوار کسی پر دست درازی کرتے ہیں، بدمعاش لوٹ کھسوٹ کرنے لگتے ہیں اور سامان توڑ پھوڑ کر برابر کر دیتے ہیں۔ جو شے آتی ہے، لے بھاگتے ہیں رفتہ رفتہ یہ نوبت پہنچی کہ سوارانِ باغیہ قلعہ کے لاہوری دروازے تک جا پہنچے۔ کوئی ان کا سدّ راہ نہ ہوا۔

(داستان غدر مصنفہ ظہیر دہلوی ناشر سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور سال 2007 صفحہ 53)

کیا یہ جنگ جہاد تھی؟ سر سید احمد خان صاحب لکھتے ہیں:

''غور کرنا چاہئے کہ اس زمانہ میں جن لوگوں نے جہاد کا جھنڈا بلند کیا ایسے خراب اور بدرویّہ اور بداطوار آدمی تھے کہ بجز شراب خواری اور تماش بینی اور ناچ اور چنگ دیکھنے کے اور کچھ وظیفہ ان کا نہ تھا۔ بھلا یہ کیونکر پیشوا اور مقتدا جہاد کے گنے جاسکتے تھے۔ اس ہنگامہ میں کوئی بات بھی مذہب کے مطابق نہیں ہوئی۔ سب جانتے ہیں کہ سرکاری خزانہ اور اسباب جو امانت تھا اس میں خیانت کرنا، ملازمین کو نمک حرامی کرنی، مذہب کے رو سے درست نہ تھی۔ صریح ظاہر ہے کہ بے گناہوں کا قتل علی الخصوص عورتوں اور بچوں اور بوڑھوں کا، مذہب کے بموجب گناہ عظیم تھا پھر کیونکر یہ ہنگامہ غدر جہاد ہوسکتا تھا البتہ چند بدذاتوں نے دنیا کی طمع اور اپنی منفعت اور اپنے خیالات پورا کرنے کو اور جاہلوں کے بہکانے کو اور اپنے ساتھ جمیعت مع کرنے کو جہاد کا نام لے دیا پھر یہ بات بھی مفسدوں کی حرام زدگیوں میں سے ایک حرام زدگی تھی نہ واقع میں جہاد۔''

(اسبابِ بغاوتِ ہند، مصنفہ سر سید احمد خان صفحہ 31 تا 34)

خود ان واقعات کے مسلمان گواہ مثال کے طور پر عبد الطیف صاحب اور حکیم احسن اللہ بیان کرتے ہیں کہ اس جنگ کو برپا کرنے والوں نے دہلی کی عورتوں پر حملہ کیا یہاں تک کہ کچھ عورتوں نے ان سے اپنی عزت بچانے کے لئے خودکشیاں کر لیں۔ بازار کے قریب مساجد میں اذان دینے پر پابندی لگا دی۔ اور لوٹ مار برپا کی۔ یہ صورتِ حال دیکھ کر مقامی مولویوں نے ان سپاہیوں کے خلاف جہاد کا اعلان بھی کیا تھا۔

(1857 روزنامچے، معاصر تحریریں، یادداشتیں مرتبہ محمد اکرام چغتائی ناشر سنگِ میل پبلیکیشنز صفحہ 199,200,241,159)

... ...

1857ء کے بعد جہاد کے بارے میں فتاویٰ

یہ تو اُس جہاد کا مختصر احوال ہے جو کہ 1857ء کی جنگ کے دوران ہوا۔ اب اِس الزام کا جائزہ لیتے ہیں کہ اس جنگ کے بعد انگریز حکمرانوں کو اس بات کی بہت پریشانی تھی کہ مسلمانوں میں جہاد کا جذبہ بڑھ کر ان کے لئے خطرہ نہ بن جائے اور اس جذبہ کو ختم کرنے کے لئے انہوں نے جماعتِ احمدیہ کو نعوذ باللہ قائم کیا۔

ایک سوال ہمیں پریشان کر رہا ہے کہ **جماعتِ احمدیہ کا قیام تو 1889ء میں ہوا تھا تو کیا 32 سال انگریز ہاتھ پر ہاتھ دھر کر مسلمانوں کے جذبہ جہاد کو پھلتا پھولتا دیکھتے رہے تھے!؟۔**

خیر اس مسئلہ کا آسان حل ہے کہ **اُس دور کے انگریزوں سے پوچھ لیتے ہیں کہ انہوں نے کس کو استعمال کیا تھا؟**

جب اس دور کی برطانوی حکومت کے سامنے یہ سوال آیا کہ کیا ہندوستان کے مسلمانوں میں ان کے خلاف جذبہ جہاد پایا جاتا ہے تو ان کے ایک اعلیٰ افسر W W Hunter نے 1871ء میں ایک رپورٹ مرتب کی جو کہ اسی سال The Indian Mussalman's کے نام سے شائع کی۔ اس کے چند اہم نتائج ملاحظہ ہوں۔

انہوں نے حکومت کو مبارکباد دی کہ مسلمانوں کے گزشتہ چند سالوں میں مختلف فرقوں کے علماء حتیٰ کہ مکّہ کے مفتیِ اعظم نے بھی انگریزوں کے خلاف جہاد کو خلافِ شریعت قرار دے دیا ہے۔ (صفحہ 114) حتیٰ کہ ترکی کے خلیفہ، مصر کے مسلمان حکمران اور دیگر مسلمان بادشاہ بھی جہاد کے قائل گروہوں کے خلاف سرگرم ہیں (صفحہ 115–116) پھر وہ بڑی مسرت سے اپنی حکومت کو اطلاع دیتے ہیں اس ملک میں سب سے بڑا فرقہ سنّیوں کا ہے اور ان کے عمائدین نے بھی کلکتہ میں جمع ہو کر یہ فتویٰ دے دیا ہے کہ انگریزوں کے خلاف جہاد جائز نہیں۔ (صفحہ 120– 121) پھر وہ لکھتے ہیں کہ شمالی ہندوستان کے علماء نے بھی زوردار فتویٰ دیا ہے کہ عیسائی تو مسلمانوں کی حفاظت کر رہے ہیں ان کے خلاف جہاد خلافِ شریعت ہے۔ (صفحہ 218) اور شیعوں کے متعلق وہ تفصیل سے لکھتے ہیں کہ ان کے نزدیک تو جب تک امام ظاہر نہ ہو جہاد گناہ ہے۔ (صفحہ 116– 118) مزید تسلی کے لئے وہ مکہ مکرمہ کے حنفی، شافعی اور مالکی مفتیوں کے فتاویٰ درج کرتے ہیں کہ ہندوستان میں انگریزوں کے خلاف جہاد جائز نہیں۔ (Appendix1)۔

جب یہ تمام فرقے جماعتِ احمدیہ کے قیام سے 18 سال قبل ہی برطانوی حکومت کی یہ خدمت کر چکے تھے تو یہ مضحکہ خیز دعویٰ ہے کہ انگریزوں نے جذبہ جہاد کو ختم کرنے کے لئے جماعتِ احمدیہ کو کھڑا کیا تھا۔ اور عقل اس بات کو قبول نہیں کر سکتی کہ جو گروہ انگریز حکمرانوں کی اس طرح حمایت کر رہے ہوں، انگریز حکومت ان کے مقابل پر ایک گروہ کھڑا کرے۔

(The Indian Mussalman's by WW Hunter, published by Sange Meel,1999)

... ...

جماعتِ احمدیہ کے مخالفین کے نظریات

یہ تو جماعتِ احمدیہ کے قیام سے قبل کے دَور کا ذکر ہے۔ اب ہم ان علماء کا ذکر کرتے ہیں جو کہ جماعتِ احمدیہ کے قیام کے بعد جماعتِ احمدیہ کی مخالفت میں سب سے پیش پیش تھے۔ ہم جماعتِ احمدیہ اور اس کے بانی کے اشد ترین مخالف مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب کی تحریروں سے چند مثالیں پیش کرتے ہیں۔ جماعتِ احمدیہ کے قیام سے کچھ برس قبل 1883ء میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے اپنے رسالہ میں یہ اعلان شائع کروایا:

''ہند کے مسلمانوں میں کوئی دشمن سرکار انگریزی کا نہیں خواہ ان کو کوئی دشمن ان کا بلفظِ وہابی مشہور کرے یا نکرے۔'' (اشاعۃ السنۃ النبویہ جلد 6 نمبر 6 صفحہ 177)

... ...

عدالتی فیصلہ میں جماعتِ احمدیہ کے قیام کے بارے میں محمود غازی صاحب کی تحریر کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا ہے:

The linchpin of the whole crusade was the propaganda against Jihad, the belief of which was motivating the Indian Muslims to rise against the British colonialism in India.

ترجمہ: اس ساری کاوش کا محور یہ تھا کہ جہاد کے خلاف پروپگنڈا کیا جائے کیونکہ اس پر ایمان ہندوستان کے مسلمانوں کو برطانوی استعماریت کے خلاف جوش دلا رہا تھا۔

اب سوال یہ اٹھتا ہے کہ اگر خود جماعتِ احمدیہ کے مخالفین کے مطابق اس وقت ہندوستان کے مسلمانوں میں کوئی ایک بھی سرکارِ انگریزی کا دشمن نہیں تھا تو پھر انگریز حکومت کس میں جذبہ جہاد ختم کرنے کے لئے اتنے پاپڑ بیل رہی تھی؟

اسی فیصلہ کے صفحہ 41 پر محمود غازی صاحب کی یہ تحریر درج کی گئی ہے کہ انگریز حکمرانوں کی طرف سے:

''Every possible step to disintegrate, disunite, confuse and to create a defeatist mentality in the local population, more particularly, among the Muslim community was taken.''

ترجمہ: ہر ممکن قدم اٹھایا گیا تا کہ مقامی آبادی میں انتشار پیدا کیا جائے، ان کے اتحاد میں رخنے ڈالے جائیں، انہیں الجھنوں میں مبتلا کیا جائے اور ان میں شکست خوردہ ذہنیت پیدا کی جائے۔

یادش بخیر! اس حوالے سے کچھ امور کو یاد کرانا ضروری ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب تک انگریز ہندوستان پر حکمران تھا، جماعتِ احمدیہ کے مخالف مولوی صاحبان یہ اعلان کر رہے تھے کہ انگریز حکمران تو مسلمانوں کے درمیان اتحاد پیدا کرنے کے لئے قابل قدر کوششیں کر رہے ہیں۔ چنانچہ 1881ء میں دہلی کے مسلمان علماء نے تجویز کیا کہ اہل حدیث اور حنفی دوسرے فقہ کے پیروکار ایک دوسرے پر طعن و تشنیع نہ کریں اور ایک دوسرے کی مساجد میں ایک دوسرے کی امامت میں نماز پڑھ لیں اور رفع یدین اور آمین بالجہر پر فساد نہ کریں۔ اور مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب نے اپنے رسالہ میں فخر سے تحریر فرمایا کہ ہم مسٹر ینگ کمشنر دہلی کے شکر گزار ہیں جنہوں نے خود کوشش کر کے یہ معاہدہ کرایا ہے اور مسلمانوں کے دینی معاملہ میں ان کی مدد کی ہے۔ اور اس بارے میں مختلف مسالک کے بڑے بڑے علماء میں تحریری معاہدہ ہوا اور ان علماء نے اس معاہدہ پر دستخط کئے اور اپنی مہریں ثبت کیں۔ ان میں سے ایک دستخط جماعتِ احمدیہ کے ایک اور اشد مخالف مولوی نذیر حسین دہلوی صاحب کے بھی ہیں۔ اور یہ سب کچھ مسٹر ینگ کمشنر دہلی کے رُوبرو کیا گیا اور انہوں نے بھی اس معاہدہ پر اپنے دستخط کئے۔

(اشاعۃ السنہ نمبر 3 جلد 5 صفحہ 69 تا 73)

... ...

اب یہ سوال رہ جاتا ہے کہ اُس وقت انگریز حکومت کا مخالف کون تھا؟ تو یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ اُس دور میں جماعتِ احمدیہ کے اشد ترین مخالف مولوی صاحبان یہ اعلان کر رہے تھے کہ انگریز حکومت کے سب سے بڑے مخالف بانیِ سلسلہ احمدیہ اور ان کی جماعت ہے اور انگریز حکومت کے خیر خواہ وہ علماء ہیں جو کہ جماعتِ احمدیہ کی مخالفت میں پیش پیش ہیں۔ چنانچہ 1895ء میں جبکہ جماعتِ احمدیہ کے قیام کو صرف چھ برس ہوئے تھے مولوی محمد حسین بٹالوی صاحبان نے بانیِ سلسلہ احمدیہ کے بارے میں لکھا:

''گورنمنٹ کو خوب معلوم ہے اور گورنمنٹ اور مسلمانوں کے ایڈووکیٹ اشاعۃ السنہ نے گورنمنٹ کو جتا دیا ہوا ہے کہ یہ شخص در پردہ گورنمنٹ کا بدخواہ ہے...وہ اپنے جملہ مخالفینِ مذہب کے مال و جان کو گورنمنٹ ہو خواہ غیر معصوم نہیں جانتا اور ان کے تلف کرنے کے فکر میں ہے۔ دیر ہے تو صرف جمیعت و شوکت کی دیر ہے۔'' (اشاعۃ السنہ نمبر 5 جلد 8 صفحہ 152)

جسٹس شوکت عزیز صدیقی صاحب نے اپنے فیصلہ میں تحریر کیا ہے کہ نعوذُ باللہ انگریزوں نے جماعتِ احمدیہ کو اس لئے کھڑا کیا تھا تا کہ مسلمانوں کے دلوں سے ان کے خلاف جہاد کا خیال نکالا جائے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اُس وقت جماعتِ احمدیہ کے مخالف مولوی صاحبان یہ عقیدہ ظاہر کر کے انگریز حکمرانوں کو خوش کر رہے تھے کہ جب ان کے عقیدہ کے مطابق امام مہدی آئے گا تو حقیقی طور پر جہاد کا خاتمہ کر دے گا۔ چنانچہ مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب تحریر کرتے ہیں:

''مہدی علیہ السلام کا وقت (جو بعینہٖ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثتِ ثانی کا وقت ہے) حکم جہاد کو جو ابتداء بعثتِ نبوی بلکہ اس سے پہلے بھی نبیوں کے وقت سے مستمر چلا آتا تھا اُٹھا دینے کا وقت ہوگا۔ جس کا اُٹھایا جانا خود خاتم المرسلین کے حکم اور پیشگوئی سے ثابت و مسلم اہلِ اسلام ہو چکا ہے۔'' (اشاعۃ السنہ نمبر 4 جلد 22 صفحہ 136)

... ...

یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ انگریز حکومت نے ان مولوی صاحبان کو جو کہ جماعتِ احمدیہ کی شدید مخالفت میں پیش پیش تھے انعام و اکرام سے بھی نوازا تھا۔ چنانچہ خود مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب نے اقرار کیا تھا کہ انگریز حکومت نے ان کی خدمات سے خوش ہو کر انہیں چار مربعہ زمین عطا کی ہے۔ اس وقت ان کا رسالہ بانیِ سلسلہ احمدیہ کی مخالفت کے لئے وقف تھا۔ انہوں نے یہ بھی تحریر کیا تھا کہ اس انعام کے نتیجہ میں ان کے ذاتی اخراجات کا بار رسالہ پر نہیں رہے گا اور لکھا کہ یہ عطیہ الٰہیہ بواسطہ گورنمنٹِ عالیہ بانیِ سلسلہ احمدیہ کو بہت ناگوار گزرا ہے۔

(اشاعۃ السنہ نمبر 3 جلد 19 صفحہ 94 و 95)

... ...

اُس دور میں مسلمان سیاستدانوں اور مسلم لیگ کے نظریات

یہ تو اُس وقت کے علماء کا ذکر تھا۔ قدرتی طور پر یہ سوال اُٹھتا ہے کہ اُس دور میں مسلمانوں کے سیاستدان بھی موجود تھے اور مسلمانوں کی سیاسی تنظیمیں بھی کام کر رہی تھیں، کیا یہ سیاسی تنظیمیں انگریز حکومت کے خلاف کسی قسم کی جدو جہد کی ترغیب دلا رہی تھیں؟ اُس وقت مسلمانوں کی نمائندہ سیاسی جماعت مسلم لیگ ہی تھی۔ جیسا کہ ہر تنظیم اپنی ابتدا سے اپنے اغراض و مقاصد کا تعین کرتی ہے تا کہ اس پروگرام کے مطابق کام کر سکے۔ چنانچہ آل انڈیا مسلم

باقی صفحہ نمبر 21 پر ملاحظہ فرمائیں

مکرمہ صاحبزادی امۃ الحیٔ (مرحومہ)

(ڈاکٹر حامداللہ خان)

خاکسار کی اہلیہ محترمہ امۃ الحیٔ صاحبہ 6/مئی 2018ء کو ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو کر اپنے خالق حقیقی سے جاملیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ ہمارے دل غمگین ہیں لیکن ہم اپنے مولا کی رضا پر راضی ہیں۔ بلانے والا ہے سب سے پیارا اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر۔

محترمہ امۃ الحیٔ صاحبہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی پڑپوتی، حضرت مصلح موعودؓ کی پوتی اور حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کی نواسی تھیں۔ آپ حضرت ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کی اکلوتی بیٹی اور ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب (فضل عمر ہسپتال ربوہ) کی بہن تھیں۔ آپ گزشتہ ڈیڑھ سال سے علیل تھیں۔ ڈاکٹرز نے جگر کا کینسر تشخیص کیا تھا۔ ہماری شادی 6/اکتوبر 1972ء کو ربوہ میں ہوئی۔ نکاح حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے پڑھایا اور شادی میں بھی شریک تھے۔ الحمدللہ

میرے والدین جب میرے رشتہ کے لئے پریشان تھے اور دعائیں کر رہے تھے۔ میری والدہ مرحومہ دعا کرتیں کہ اے خدا میرے بیٹے کو ایک فرشتہ دیدے۔ والد عبدالسلام صاحب مرحوم آف پشاور نے بھی مبشر خوابیں دیکھی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے خاص فضل فرمایا۔ اور خاندان حضرت مسیح موعودؑ میں میرا رشتہ طے ہو گیا۔ مرحومہ کا وجود ہمارے خاندان کے لئے ایک انعام تھا۔ خاکسار اپنے آپ کو بہت ہی خوش قسمت سمجھتا ہے کہ یہ سعادت مجھے حاصل ہوئی۔ الحمدللہ

ہمارے خاندان کا تعلق صوبہ پشاور سے ہے اس طرح ایک مختلف کلچر ہے لیکن میری بیوی نے اپنے حسن اخلاق سے سب کو اپنا گرویدہ بنالیا اور بہت جلد اپنا ایک مقام پیدا کیا۔ سارے خاندان نے پیار محبت کا سلوک کیا۔ مرحومہ ایک مثالی بیوی تھیں اور ہمارا گھریلو ماحول ہمیشہ بہت خوشگوار رہا۔

بچوں کی تربیت کے لئے تمام پہلوؤں کا مکمل خیال رکھا لیکن اصل توجہ دعا کی طرف رہی۔ مرحومہ بہت دعا گو تھیں۔ اولاد کے نیک، خادم دین ہونے کے لئے بکثرت دعائیں کرتی رہتیں۔ ایک بار خاندان کے ایک فرد کے پوچھنے پر کہ مغربی ماحول میں رہنے کے باوجود آپ کے بچے ماشاءاللہ نیک ہیں اور مغربی ماحول سے متاثر نہیں ہوئے۔ مرحومہ نے بتایا اور ہاتھ کے اشارہ سے کہ یہ محض اللہ کا فضل اور دعائیں ہیں۔

اپنے ایک بھتیجے مرزا نبیل احمد کے امریکہ جانے پر اسے ذیل کی نصیحت تحریر کر کے دی۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ پیارے نبیل کے لئے مغربی ممالک سے حاصل ہونے والے تجربات کی روشنی میں چند پیار بھری نصیحتیں۔ تم وہاں تعلیم کی غرض سے جا رہے ہو۔ اللہ تمہیں اس میں کامیابی عطا فرمائے۔ آمین

اپنے اعلیٰ مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے سب سے پہلے دعا کو اپنا ہتھیار بنانا اور پھر جُہدِ مسلسل۔ اس معاشرہ سے متاثر کبھی نہ ہونا بلکہ اپنے اخلاق اور اپنی دین کی خوبصورتی سے ان کو متاثر کرنے کی کوشش کرنا اور مجھے یقین ہے کہ اگر تم نے نیک نیتی سے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ تمہاری مدد فرمائے گا۔ انشاءاللہ۔ اللہ تعالیٰ ہر آن تمہارا حافظ ناصر ہو۔ اللہ کی امان میں۔ تمہاری پھوپھی۔ امۃ الحیٔ"۔

بچوں کو ہمیشہ یہ یاد دلاتیں کہ یاد رکھو، تمہارا تعلق کس خاندان سے ہے جس کی وجہ سے تم پر بہت بھاری ذمہ داری ہے۔ ایک بار ایک بچے کے پوچھنے پر کہ اُمّی سب خاندان والوں کے پاس اتنے تبرّکات ہیں۔ ہمارے پاس کیوں نہیں۔ جواباً کہا کہ بیٹا میں نے تبرّک اپنے خون میں تمہیں دیا ہے۔ بس تم اس کی احسن رنگ میں حفاظت کرنا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغام میں جو بی بی امۃ الحیٔ کی وفات پر دیا فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ کے فضل سے بچوں کی بھی اچھے رنگ میں تربیت کی۔ تمام بچے کسی نہ کسی رنگ میں جماعت کی خدمت توفیق پا رہے ہیں۔ دونوں بیٹیاں واقفین زندگی سے بیاہی ہیں۔ بیٹیوں کو نصیحت کی کہ سسرال کی عزت کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کے بچے اچھے خاوند اور داماد اور اچھی بیویاں اور بہوئیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی اولاد کو بھی ہمیشہ ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق دے۔ ان کے درجات بلند فرمائے۔ ان کے خاوند کو اور بچوں کو صبر جمیل وسکون عطا فرمائے۔ آمین"

اپنے بزرگ والدین کی اعلیٰ تربیت کی وجہ سے ایک خاص مقامِ تقوی پر فائز تھیں۔ آپ بتایا کرتی تھیں کہ شادی سے پہلے اپنی نانی حضرت صاحبزادی سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کی خدمت کی بہت توفیق ملی۔ اکثر ان کے پاس رہتی تھیں۔ ان کی دعاؤں کا وافر حصہ لیا۔ ویسے بھی اپنی نانی کی بہت لاڈلی تھیں۔ والدین کی بھی اکلوتی بیٹی تھیں اور چار بھائی تھے۔ سب ان کا بہت خیال رکھتے اور آپس میں سب بہن بھائیوں میں بہت پیار ومحبت تھی۔

مرحومہ کو پردہ کا بہت اہتمام رہتا تھا۔ اور مغربی ماحول سے کبھی بھی متاثر نہ ہوئیں۔ بلکہ آپ کا پردہ مثالی پردہ تھا جو دوسروں کو متاثر کرتا تھا۔ اپنی بیٹیوں اور دوسری احمدی بچیوں کو بھی بہت پیارے انداز سے پردہ کی اہمیت کی طرف توجہ دلاتیں کہ ہم نے پردہ خدا اور رسول کے حکم سے کرنا ہے اور ہمیں اس پر فخر کرنا چاہئے کیونکہ یہ اسلامی اقدار میں شامل ہے۔ آپ ایک مثالی بہو، مثالی ساس اور مثالی ماں تھیں۔ مرحومہ اپنے بچوں کو سسرال کی عزت واحترام کی تاکید کرتیں۔ الحمدللہ سب بچوں نے اس نصیحت پر پوری طرح عمل کیا۔ مرحومہ نے میرا، میرے والدین، بہن بھائیوں اور دوسرے رشتہ داروں کا بہت خیال رکھا اور پیار ومحبت سے سب کو اپنا گرویدہ بنا لیا تھا۔ میری بہنوں کے بچوں کے رشتوں اور شادیوں میں بہت احسن مشورے دیئے اور دعاؤں کے ساتھ ان کی مدد کی۔ میرے سارے رشتہ دار مرحومہ کے حسن اخلاق سے متاثر تھے اور وفات کے بعد بھی سب نے ان کے احسانات اور اعلیٰ اخلاق کی تعریف کی۔ ان کے سمجھانے کا انداز پیار والا اور نرالا ہوتا تھا۔

خاکسار نے مرحومہ سے دینی ودنیاوی لحاظ سے بہت کچھ سیکھا۔ مرحومہ نے میرے بزرگ والدین کا جب وہ ہمارے ہاں یارکشائر مقیم تھے بہت خیال رکھا۔ جزاہا اللہ احسن الجزاء۔ بہت پیار محبت اور اخلاص سے ان کی خدمت کی۔ میرے والد صاحب کے ساتھ تو گھنٹوں دینی باتیں کرتیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس کا اجر عظیم اُس دنیا میں عطا فرمائے۔

میری بیگم کی وفات پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"آپ بے شمار خوبیوں کی مالک، خوش اخلاق، دعا گو، تہجد گزار، نہایت مہمان نواز، ہر دل عزیز، رشتہ داروں کی محبوب اور غرباء کی ہمدرد وجود تھیں۔ کئی غریبوں کے وظائف مقرر کر رکھے تھے۔ مجھے بے شمار لوگوں کے خطوط ان کے خوبصورت کردار کے بارے میں آرہے ہیں۔"

خاکسار گواہ ہے کہ عبادت میں شغف کا یہ عالم تھا کہ تہجد و اشراق کی نمازوں میں گھنٹوں دعائیں کرتی گزارتیں۔ اور بعد میں چہرہ وآنکھیں سوج جاتیں۔ خلافت سے عشق تھا اور بے حد احترام تھا۔ خلیفۂ وقت کی ہر تحریک پر لبیک کہتیں اور ہر تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتیں۔ دوسروں کو حضور کی نصائح کے حوالہ سے احسن رنگ میں ذکر کرتیں اور پیار سے عمل کرنے کے لئے کہتیں۔ اپنی اولاد کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی تاکید کرتیں اور اس کے لئے دعائیں بھی کرتیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی دعائیں ساری اولاد اور میرے حق میں قبول فرمائے۔

آپ چندہ کی ادائیگی کی سختی سے پابندی کرتیں۔ 1/9 کی وصیت تھی۔ تحریک جدید، وقف جدید کا چندہ یک مشت نئے سال کے اعلان کے موقع پر ادا کرتیں، صدقات اور دوسری مالی قربانیوں میں حصہ لیتیں۔ متعدد بار اپنا زیور ان تحریکات میں پیش کیا۔ ہیومینٹی فرسٹ کے تحت سندھ میں کنویں لگوائے اور ایک کنواں حضرت مصلح موعودؓ کی طرف سے بھی لگوایا۔ اسی طرح یتامیٰ کے لئے سیّدنا بلال فنڈ، مریم شادی فنڈ وغیرہ میں اور دوسری ساری مدات میں دل کھول کر حصہ لیتیں۔ ربوہ، قادیان میں کئی غرباء کی امداد اور وظائف مقرر کئے تھے اور کئی غریب طلباء کو پڑھایا۔ مرحومہ نے اوائل عمر میں 1/9 کی شرح سے وصیت کی سعادت پائی اور اپنی زندگی میں حصہ جائیداد کی ادائیگی مکمل کر کے سرٹیفکیٹ حاصل کر لیا تھا۔

لجنہ اماء اللہ کے کام پوری ذمہ داری سے فرض سمجھ کر ادا کرتیں۔ آپ تیس سال سے زیادہ عرصہ ریجنل صدر نارتھ رہیں۔ آپ کا تقرر محترمہ چھوٹی آپا نے کیا تھا۔ خاکسار کو بھی چونکہ جماعتی خدمات کا موقع بفضلہٖ تعالیٰ ملتا رہا تو اکثر ہم اکٹھے مختلف جماعتوں کا دورہ کرتے۔ مرحومہ کے حلقہ میں لنکاشائر، یارکشائر، ہارٹلے پول اور گلاسگو کی جماعتیں شامل تھیں۔ آپ بہت ہر دلعزیز تھیں اور بہت شوق اور ذمہ داری سے جماعت کی ذمہ داری ادا کرتیں۔ ہر نیا کام شروع کرنے سے پہلے مرکز کو اطلاع دیتیں اور اجازت لیتیں۔ نارتھ کی جماعتوں کی لجنات ابھی تک بہت پیار کے رنگ میں ذکر کرتی ہیں اور باجی امۃ الحیٔ یا آپا امۃ الحیٔ کے نام سے یاد کرتی ہیں۔ آپ نے دس سال سے زیادہ عرصہ جلسہ سالانہ پر مہمان نوازی کی ڈیوٹی دینے کی سعادت پائی۔ اور گزشتہ 4/5 سال سے جلسہ سالانہ میں نظم وضبط کے شعبہ میں نگران تھیں۔ ہر ڈیوٹی کو ایک فرض سمجھ کر پوری محنت اور لگن سے بجالاتی رہیں۔

مجھ سے کئی لوگوں نے ذکر کیا ہے کہ جلسہ میں ڈیوٹی کے دوران نوجوانوں سے بھی زیادہ تندہی اور تیز رفتاری سے کام کرتیں۔ مہمان نوازی تو ایک خاندانی وصف تھا۔ یارکشائر میں ہمارے گھر پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا تین بار آنا ہوا اور مرحومہ کو سارے قافلے کے لئے قیام و طعام کا انتظام کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ تو کئی مرتبہ ہمارے ہاں تشریف لائے اور حضور اور قافلہ کا انتظام بہت اِہتمام سے کرتیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ امۃ الحیٔ کو پیار سے تلّو کہہ کر پکارتے تھے کیونکہ گھر میں سب مرحومہ کو تلّو کہتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ مرحومہ کو پیار سے میری امتل کہہ کر بلاتے اور بہت پیار کرتے۔

ایک بار حضور کی بیٹی مونا کی شادی کی دعوت یارکشائر ہوئی اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو مدعو کیا۔ حضور ہمارے گھر تشریف لائے۔ آپ کے ساتھ قافلہ کے تقریباً 150 افراد تھے۔ مرحومہ نے سارے قافلہ کی خدمت سعادت سمجھ کر مہمان نوازی کا خلق دکھایا۔ سب مہمانوں کے لئے خود کھانا بناتیں اور ہر طرح آرام کا خیال رکھا۔ کھانے بھی ماشاءاللہ بہت لذیذ ہوتے تھے۔ کہا کرتیں کہ یہ کام خدا کے فضل سے ہے اور اسے مکمل کرنا ہمارا فرض ہے۔ مرحومہ کی عادت تھی کہ ہر مشکل کے وقت دعا وصدقات کی طرف توجہ کرتیں۔ پچھلے دس سال سے ریٹائرمنٹ کے بعد ہم لندن شفٹ ہو گئے تھے۔ یہاں بھی لوکل لجنہ کی صدر رہیں اور اپنی عاملہ کو کام بہت پیار سے سمجھاتیں۔ جلسہ پر خاندان کے سارے افراد کی دعوت ضرور کرتیں اور اس میں بعض اوقات 100 سے زیادہ لوگ مدعو ہوتے۔ سب کے لئے خود خوشی خوشی کھانا بناتیں۔ عید کے موقع پر بھی لندن میں خاندان کے افراد کو رات کھانے پر مدعو کرتیں۔ اور عید کے اگلے روز میرے بہنوئی، بھائی اور دوسرے قریبی رشتہ داروں کی دعوت ہوتی۔ اور کبھی بھی تھکان کا اظہار نہ کیا اور بڑی خوش اسلوبی سے سارا کام کرتیں۔ بیماری سے بالکل نہیں گھبرائیں اور اللہ کے فضل سے ہمیشہ پوچھنے پر کہتیں کہ الحمدللہ ٹھیک ہوں۔

دعاؤں وصدقات پر زور دیتیں اور اللہ کے رحم سے آخر تک ناامید نہ تھیں اور بڑی بہادری سے بیماری کا لمبا عرصہ گزارا۔ اللہ تعالیٰ مسیح پاک کی اس نیک بندی کو اس لمبی بیماری کی تکالیف پر صبر اور راضی بہ رضاء الٰہی رہنے کا اجر اُس جہان میں اعلیٰ سے اعلیٰ عطا فرمائے۔

احباب سے درخواست دعا ہے کہ مولا کریم مجھے اور میرے بچوں کو یہ عظیم صدمہ اپنے فضل سے صبر وہمت سے برداشت کرنے کی توفیق دے۔ مولا کریم مرحومہ کے درجات بلند فرمائے اور مجھے اور میری اولاد کو ہمیشہ ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

حضور انور نے فرمایا کہ 'مجھے بے شمار لوگوں کے خطوط ان کے خوبصورت کردار کے بارے آرہے ہیں'۔

حضور ایدہ اللہ کی ہدایت کے مطابق خاکسار کا ارادہ ہے کہ اپنی بیگم کے حالات اور لوگوں کے تاثرات کو اکٹھا کر کے ان کے ذکر خیر پر مشتمل ایک کتاب لکھوں۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ مجھے اس کارِ خیر میں کامیاب کرے۔ اسی طرح درخواست ہے کہ اگر کوئی میری بیگم بی بی امۃ الحیٔ کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہیں تو براہِ کرم مجھے بھیج دیں۔

ذیل کی نظم حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ نے میری بیگم امۃ الحیٔ درثمین کے لئے ان کی شادی کے موقع پر لکھی تھی۔

حافظ خدا تمہارا ہمیشہ رہے ثمین
تم کو خدا نے رتبہ فضلوں سے جو دیا
شکر اس کا تم کرو یہ کبھی تم نہ بھولنا
خدمت تم اپنے دین کی کرتی رہو ہمیش
جس جا میں تم رہو۔ ہاں ہمیشہ ہی خوش رہو
لجنہ کے کام........ کوئی نہ چھوڑنا
سرتاج کی خوشی بھی مگر تم نہ بھولنا
دادا کے نام کو تم ہمیشہ رکھو بلند
حامد کی بہن کو بھی تم اپنی بہن کہو
رشتہ ہے کس سے اسے تم کبھی نہ بولنا
ماں باپ سے تم اس کے منہ نہ موڑ نا

خاکسار وثوق سے کہہ سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ گواہ ہے کہ میری بیگم، اللہ کی اس نیک بندی نے اپنا وعدہ نبھایا اور اپنا حق پورا کیا۔ جزاہا اللہ احسن الجزاء

☆...☆...☆

خطبہ جمعہ

غزوہ بدر میں شامل ہونے والے صحابہ میں سے حضرت خَلَّاد بن رَافِع زُرَقی، حضرت حَارِثہ بن سُراقہ، حضرت عبَّاد بن بِشر، حضرت سَواد بن غَزِیَّہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حالات زندگی، ان کے ایمان و اخلاص، صدق و وفا، محبت رسول اور عشق وفدائیت کا ایمان افروز تذکرہ۔

اللہ تعالیٰ ان چمکتے ستاروں کے درجات بلند فرماتا چلا جائے اور ہمیں بھی عشق رسول عربی کی حقیقت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 20؍ جولائی 2018ء بمطابق 20؍ وفا 1397 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یوکے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ. اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ.

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ. صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ.

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی جن کا نام حضرت خَلَّاد بن رَافِع زُرَقی تھا آپ انصاری تھے۔ یہ ان خوش قسمت لوگوں میں شامل تھے جو غزوہ بدر اور اُحد میں شریک ہوئے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اولاد بھی کثیر عطا فرمائی۔ (الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 447 خلاد بن رافعؓ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء) ایک روایت میں آتا ہے کہ مُعاذ بن رِفَاعہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں مَیں اپنے بھائی حضرت خَلَّاد بِن رَافِع کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک بہت لاغر کمزور اونٹ پر سوار ہو کر بدر کی طرف نکلا یہاں تک کہ ہم بَرِیْد مقام پر پہنچے جو رَوْحاء کے مقام سے پیچھے ہے تو ہمارا اونٹ بیٹھ گیا۔ تو میں نے دعا کی کہ اے اللہ ہم تجھ سے نذر مانگتے ہیں کہ اگر تو ہمیں اس پر مدینہ لوٹا دے تو ہم اس کو قربان کر دیں گے۔ پس ہم اسی حال میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمارے پاس سے گزر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے پوچھا کہ تم دونوں کو کیا ہوا ہے۔ ہم نے آپ کو ساری بات بتائی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس رکے اور آپ نے وضو فرمایا۔ پھر جو بچا ہوا پانی تھا اس میں لعاب دہن ڈالا۔ پھر آپ کے حکم سے ہم نے اونٹ کا منہ کھول دیا۔ آپ نے اونٹ کے منہ میں کچھ پانی ڈالا۔ پھر کچھ اس کے سر پر، اس کی گردن پر، اس کے شانے پر، اس کی کوہان پر، اس کی پیٹھ پر اور اس کی دم پر (پانی ڈالا)۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ اے اللہ! رافع اور خَلَّاد کو اس پر سوار کر کے لے جا۔ کہتے ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے۔ ہم بھی چلنے کے لئے کھڑے ہوئے اور چل پڑے یہاں تک کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مَنْصَفْ مقام کے شروع میں پا لیا اور ہمارا اونٹ قافلے میں سب سے آگے تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہمیں دیکھا تو مسکرا دیئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے اس کی وہ کمزوری بالکل دور ہو گئی تھی۔ کہتے ہیں ہم چلتے رہے یہاں تک کہ بدر کے مقام پر پہنچ گئے۔ بدر سے واپسی پر جب ہم مُصَلّٰی مقام پر پہنچے تو وہ اونٹ پھر بیٹھ گیا۔ پھر میرے بھائی نے اس کو ذبح کر دیا اور اس کا گوشت تقسیم کیا اور ہم نے اس کو صدقہ کر دیا۔ (کتاب المغازی للواقدی باب بدر القتال جلد اوّل صفحہ 25 عالم الکتب 1984ء)، (اسد الغابہ جلد 2 صفحہ 181 خلاد بن رافعؓ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت) ایک نذر مانی تھی کہ جب وہ کام آ جائے تو اس کے بعد ہم ذبح کر دیں گے۔ اس کے مطابق انہوں نے اس پر عمل کیا۔

ایک صحابی کا ذکر ملتا ہے ان کا نام حضرت حَارِثہ بن سُراقہ تھا۔ ان کی وفات 2 ہجری میں جنگ بدر کے موقع پر ہوئی تھی۔ ان کی والدہ رُبَیِّعْ بنتِ نَضْر حضرت انس بن مالک کی پھوپھی تھیں۔ (الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد 1 صفحہ 704 حارثہ بن سراقہؓ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1995ء) ہجرت سے پہلے والدہ کے ساتھ یہ مشرف بہ اسلام ہوئے جبکہ آپ کے والد وفات پا چکے تھے۔ (سیر الصحابہؓ جلد 3 صفحہ 299 مطبوعہ دار الاشاعت کراچی 2004ء) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے اور حضرت سَائِب بن عُثمان بن مَظْعُون کے درمیان عقد مؤاخات کیا تھا۔ (الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 307 سائب بن عثمانؓ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء) مؤاخات کا معاہدہ کروایا تھا، بھائی بھائی کا عقد کروایا تھا۔ ابونعیم نے بیان کیا کہ حضرت حارثہ بن سراقہ اپنی والدہ سے بہت حسن سلوک سے کام لینے والے تھے یہاں تک کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں جنت میں داخل ہوا تو وہاں حَارِثہ کو دیکھا۔ حَبَّان بن عَرِقَہ نے بدر کے دن آپ کو شہید کیا۔ اس نے انہیں اس وقت تیر مارا جبکہ آپ حوض سے پانی پی رہے تھے۔ وہ تیر آپ کی گردن پر لگا جس سے آپ شہید ہو گئے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیدل چل رہے تھے کہ ایک انصاری جوان آپ کے سامنے آیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ اے حارثہ! تم نے کس حال میں صبح کی۔ انہوں نے عرض کیا کہ میں نے اس حال میں صبح کی کہ مَیں یقیناً اللہ پر حقیقی ایمان رکھتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھو کیا کہہ رہے ہو کیونکہ ہر بات کی ایک حقیقت ہوتی ہے۔ اس نوجوان نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرا دل دنیا سے بے رغبت ہو گیا ہے۔ میں رات بھر جاگتا ہوں اور دن بھر پیاسا رہتا ہوں۔ یعنی عبادت کرتا ہوں اور روزے رکھتا ہوں اور میں گویا اپنے پروردگار عزوجل کا عرش ظاہری آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں اور میں گویا اہل جنت کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ گویا باہم ایک دوسرے سے مل رہے ہیں اور گویا اہل دوزخ کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ اس میں شور مچا رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اسی پر قائم رہو۔ تم ایک ایسے بندے ہو جس کے دل میں اللہ نے ایمان کو روشن کر دیا ہے۔ پھر اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے شہادت کی دعا فرمائیے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعا کی اور بدر کے روز جب گھڑ سواروں کو بلایا گیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے پہلے نکلے اور سب سے پہلے سوار تھے جو شہید ہوئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ پہلے انصاری تھے جو غزوہ بدر میں شہید ہوئے۔ حضرت حارثہ کی شہادت کی خبر جب ان کی والدہ کو ملی تو ان کی والدہ حضرت ربیعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور عرض کیا کہ آپ کو تو معلوم ہے کہ مجھے حارثہ سے کتنا پیار تھا۔ بہت خدمت کیا کرتے تھے۔ اگر وہ اہل جنت میں سے ہے تو میں صبر کر لوں گی اور اگر ایسا نہیں تو پھر خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ میں کیا کروں گی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اُمّ حارثہ جنت ایک نہیں بلکہ کئی جنتیں ہیں اور حارثہ تو فردوس اعلیٰ میں ہے۔ جو اعلیٰ ترین جنت ہے اس میں ہے۔ اس پر انہوں نے عرض کیا کہ میں ضرور صبر کروں گی۔ ایک دوسری روایت کے مطابق جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حارثہ تو فردوس اعلیٰ میں ہے تو اس پر آپ کی والدہ اس حال میں واپس چلی گئیں کہ وہ مسکرا رہی تھیں اور یہ کہہ رہی تھیں کہ واہ واہ اے حارثہ۔

(اسد الغابہ جلد 1 صفحہ 651-650 حارثہ بن سراقہؓ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

غزوہ بدر کے موقع پر خدا تعالیٰ نے کفار کے سرداروں کو موت کے گھاٹ اتار کر کفار کو رسوا کیا اور غزوہ بدر میں شامل ہونے والے مسلمانوں کو عزت بخشی اور خدا تعالیٰ نے اہل بدر کے متعلق خبر پائی تو فرمایا کہ تم جو مرضی کرو تم پر جنت واجب ہو گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کو کہا کہ تم جو مرضی کرو جنت واجب ہو گئی ہے۔ یہ مطلب نہیں تھا کہ جو مرضی کرو۔ اب گناہ بھی کرو تو جنت واجب ہے۔ مطلب یہ کہ اب ان سے ایسی کوئی باتیں نہیں ہوں گی جو اللہ تعالیٰ کی تعلیم کے خلاف ہوں۔ اللہ تعالیٰ خود ان کی رہنمائی فرماتا رہے گا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حارثہ بن سراقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق فرمایا جو کہ غزوہ بدر کے دن شہید ہو گئے تھے کہ وہ جنت الفردوس میں ہیں۔

(شرح زرقانی جلد دوم صفحہ 257 باب غزوہ بدر الکبریٰ دار الکتب العلمیہ بیروت 1996ء)

پھر ایک صحابی حضرت عَبَّاد بن بِشر ہیں۔ جنگ یمامہ گیارہ ہجری میں ان کی وفات ہوئی تھی۔ حضرت عباد بن بشر کی کنیت ابوبشر اور ابوربیع ہے۔ ان کا تعلق قبیلہ بنو عبد الاَشْہَل سے تھا۔ ان کی اولاد میں صرف ایک بیٹی تھی وہ بھی فوت ہو گئی۔ انہوں نے مدینہ میں حضرت مُصْعَب بن عُمَیر کے ہاتھ پر حضرت سعد بن مُعَاذ اور حضرت اُسَید بن حُضَیْر سے پہلے اسلام قبول کیا۔ مؤاخات مدینہ کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو حضرت اَبو حُذَیفہ بن عُتْبَہ کا بھائی بنایا۔ حضرت عباد بن بشر غزوہ بدر، اُحد، خندق اور تمام غزوات میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ شامل ہوئے۔ آپ ان اصحاب میں شامل تھے جن کو

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب بن اشرف کو قتل کرنے کے لئے بھیجا تھا۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 336 عباد بن بشرؓ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

کعب بن اشرف کے قتل کا واقعہ جو حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے مختلف تواریخ سے لے کے سیرۃ خاتم النبیین میں بھی لکھا ہے۔ وہ واقعہ یہ ہے کہ ”بدر کی جنگ نے جس طرح مدینہ کے یہودیوں کی دلی عداوت کو ظاہر کر دیا تھا۔ ۔(بدر کی جنگ میں مدینہ کے یہودیوں کا خیال تھا کہ کفار جو ہیں یہ اب مسلمانوں کو ختم کر دیں گے۔لیکن جنگ کا پانسا مسلمانوں کے حق میں پلٹا گیا۔مسلمانوں کو فتح ہوئی اور اس وجہ سے یہودیوں کی عداوت بھی ظاہر ہوئی۔) مرزا بشیر احمد صاحب لکھتے ہیں کہ افسوس ہے کہ ”بنو قَیْنُقَاع کی جلاوطنی بھی دوسرے یہودیوں کو اصلاح کی طرف مائل نہ کر سکی اور وہ اپنی شرارتوں اور فتنہ پردازیوں میں ترقی کرتے گئے۔ چنانچہ کعب بن اشرف کے قتل کا واقعہ اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ کعب گو مذہباً یہودی تھا لیکن دراصل یہودی النسل نہ تھا بلکہ عرب تھا۔ اس کا باپ اشرف بَنُو نَبھانْ کا ایک ہوشیار اور چلتا پرزہ آدمی تھا جس نے مدینہ میں آ کر بنو نضیر کے ساتھ تعلقات پیدا کئے۔ ان کا حلیف بن گیا اور بالآخر اس نے اتنا اقتدار اور رسوخ پیدا کر لیا کہ قبیلہ بَنُو نَضِیر کے رئیس اعظم ابورافع بن اَبُو الحُقَیْق نے اپنی لڑکی اسے رشتہ میں دے دی۔ اسی لڑکی کے بطن سے کعب پیدا ہوا جس نے بڑے ہو کر اپنے باپ سے بھی بڑھ کر رتبہ حاصل کیا حتی کہ بالآخر اسے یہ حیثیت حاصل ہو گئی کہ تمام عرب کے یہودی اسے گویا اپنا سردار سمجھنے لگ گئے۔ کعب ایک وجیہ اور شکیل شخص ہونے کے علاوہ ایک قادر الکلام شاعر اور نہایت دولتمند آدمی تھا۔ ہمیشہ اپنی قوم کے علماء اور دوسرے ذی اثر لوگوں کو اپنی مالی فیاضی سے اپنے ہاتھ کے نیچے رکھتا تھا۔ مگر اخلاقی نقطہ نظر سے وہ ایک نہایت گندے اخلاق کا آدمی تھا اور خفیہ چالوں اور ریشہ دوانیوں کے فن میں اسے کمال حاصل تھا۔ (فتنہ و فساد پیدا کرنے کے لئے اسے بڑا کمال حاصل تھا۔) جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں ہجرت کر کے تشریف لائے تو کَعْب بن اشرف نے دوسرے یہودیوں کے ساتھ مل کر اس معاہدے میں شرکت اختیار کی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور یہود کے درمیان باہمی دوستی اور امن و امان اور مشترکہ دفاع کے متعلق تحریر کیا گیا تھا۔ ظاہراً تو یہ معاہدہ کیا مگر اندر ہی اندر کعب کے دل میں بغض و عداوت کی آگ سلگنے لگ گئی اور اس نے خفیہ چالوں اور مخفی سازباز سے اسلام اور بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت شروع کر دی۔ چنانچہ لکھا ہے کہ کعب ہر سال یہودی علماء و مشائخ کو بہت سی خیرات کر دیا کرتا تھا۔ لیکن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے بعد یہ لوگ اپنے سالانہ وظائف لینے کے لئے اس کے پاس گئے تو اس نے باتوں باتوں میں ان کے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر شروع کر دیا اور ان سے آپ کے متعلق مذہبی کتب کی بناء پر رائے دریافت کی۔ تو انہوں نے کہا کہ بظاہر تو یہ وہی نبی معلوم ہوتا ہے جس کا ہمیں وعدہ دیا گیا تھا۔ کعب اس جواب پر بہت بگڑا اور ان سب کو بڑا سخت سست کہا اور رخصت کر دیا اور جو خیرات انہیں دیا کرتا تھا وہ نہ دی۔ یہودی علماء کی جب روزی بند ہو گئی تو کچھ عرصہ کے بعد پھر کعب کے پاس گئے اور کہا کہ ہمیں علامات کے سمجھنے میں غلطی لگ گئی تھی۔ ہم نے دوبارہ غور کیا ہے۔ دراصل محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ نبی نہیں ہیں جس کا وعدہ دیا گیا تھا۔ اس جواب سے پھر کعب کا مطلب حل ہو گیا اور اس نے خوش ہو کر ان کو سالانہ خیرات دے دی۔ اب یہ لکھتے ہیں کہ ”خیر یہ تو ایک مذہبی مخالفت تھی جو گو ناگوار صورت میں اختیار کی گئی لیکن قابل اعتراض نہیں ہو سکتی تھی۔ (لوگ مذہبی مخالفت کرتے ہیں یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے) اور نہ اس بناء پر کعب کو زیر الزام سمجھا جا سکتا تھا“۔ (یہ اس کے قتل کا واقعہ بیان ہو رہا ہے کہ یہ تو کوئی ایسی بات نہیں تھی کہ اس کو قتل کیا جائے لیکن وجہ کیا بنی۔) ”اس کے بعد کعب کی مخالفت زیادہ خطرناک صورت اختیار کر گئی اور بالآخر جنگ بدر کے بعد تو اس نے ایسا رویہ اختیار کیا جو سخت مفسدانہ اور فتنہ انگیز تھا جس کے نتیجہ میں مسلمانوں کے لئے نہایت خطرناک حالات پیدا ہو گئے۔ دراصل بدر سے پہلے کعب یہ سمجھتا تھا کہ مسلمانوں کا یہ جوش ایمان ایک عارضی چیز ہے اور آہستہ آہستہ یہ سب لوگ خود بخود منتشر ہو کر اپنے آبائی مذہب کی طرف لوٹ آئیں گے لیکن جب بدر کے موقع پر مسلمانوں کو غیر متوقع فتح نصیب ہوئی اور رؤوسائے قریش اکثر مارے گئے تو اس نے سمجھ لیا کہ اب یہ نیا دین یونہی مٹتا نظر نہیں آتا۔ چنانچہ بدر کے بعد اس نے اپنی پوری کوشش اسلام کے مٹانے اور تباہ و برباد کرنے میں صرف کر دینے کا تہیہ کر لیا۔ اس کے دلی بغض و حسد کا سب سے پہلا اظہار اس موقع پر ہوا جب بدر کی فتح کی خبر مدینہ پہنچی تو اس خبر کو سن کر کعب نے علی رؤوس الاشہاد یہ کہہ دیا کہ خبر بالکل جھوٹی معلوم ہوتی ہے کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش کے ایسے بڑے لشکر پر فتح حاصل ہو اور مکہ کے اتنے نامور رئیس خاک میں مل جائیں۔ اور اگر یہ خبر سچ ہے تو پھر اس زندگی سے مرنا بہتر ہے۔ یہ کعب نے کہا۔ جب اس خبر کی تصدیق ہو گئی اور کعب کو یہ یقین ہو گیا کہ واقعی بدر کی فتح نے اسلام کو وہ استحکام دے دیا ہے جس کا اسے وہم و گمان بھی نہ تھا تو وہ غیظ و غضب سے بھر گیا اور فوراً سفر کی تیاری کر کے اس نے مکہ کی راہ لی۔ وہاں جا کر اپنی چرب زبانی اور شعر گوئی کے زور سے قریش کے دلوں کی سلگتی ہوئی آگ کو شعلہ بار کر دیا۔ ان کے دل میں مسلمانوں کے خون کی نہ بجھنے والی پیاس پیدا کر دی۔ ان کے سینے جذبات انتقام و عداوت سے بھر دیئے۔ اور جب کعب کی اشتعال انگیزی سے ان کے احساسات میں ایک انتہائی درجہ کی بجلی پیدا ہو گئی تو اس نے ان کو خانہ کعبہ کے صحن میں لے جا کر اور کعبہ کے پردے ان کے ہاتھوں میں دے دے کر ان سے قسمیں لیں کہ جب تک اسلام اور بانیٔ اسلام کو صفحہ دنیا سے ملیا میٹ نہ کر دیں گے اس وقت تک چین نہ لیں گے۔ (مکہ کے کافروں سے اس نے یہ عہد لیا۔) مکہ میں یہ آتش فشاں فضا پیدا کر کے اس بدبخت نے دوسرے قبائل عرب کا رخ کیا اور قوم بہ قوم پھر کر مسلمانوں کے خلاف لوگوں کو بھڑکایا۔ پھر مدینہ میں واپس آ کر مسلمان خواتین پر تشبیب کہی۔ یعنی اپنے جوش دلانے والے اشعار میں نہایت گندے اور فحش طریق پر مسلمان خواتین کا ذکر کیا حتی کہ خاندان نبوت کی مستورات کو بھی اپنے اوباشانہ اشعار کا نشانہ بنانے سے دریغ نہیں کیا اور ملک میں ان اشعار کا چرچا کروایا۔ بالآخر اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی سازش کی اور آپ کو کسی دعوت وغیرہ کے بہانے سے اپنے مکان پر بلا کر چند نوجوان یہودیوں سے آپ کو قتل کروانے کا منصوبہ باندھا۔ مگر خدا کے فضل سے اس کی وقت پر اطلاع ہو گئی اور اس کی یہ سازش کامیاب نہیں ہوئی۔ جب نوبت یہاں تک پہنچ گئی اور کعب کے خلاف عہد شکنی، بغاوت، تحریکِ جنگ، فتنہ پردازی، فحش گوئی اور سازشِ قتل کے الزامات پایہ ثبوت کو پہنچ گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اس بین الاقوامی معاہدے کی رو سے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ میں تشریف لانے کے بعد اہالیان مدینہ سے ہوا تھا آپ مدینہ کی جمہوری سلطنت کے صدر اور حاکم اعلیٰ تھے۔ آپ نے یہ فیصلہ صادر فرمایا کہ کعب بن اشرف اپنی کارروائیوں کی وجہ سے واجب القتل ہے اور اپنے بعض صحابیوں کو ارشاد فرمایا کہ اسے قتل کر دیا جاوے۔ لیکن چونکہ اس وقت کعب کی فتنہ انگیزیوں کی وجہ سے مدینہ کی فضا ایسی ہو رہی تھی کہ اگر اس کے خلاف باضابطہ طور پر اعلان کر کے اسے قتل کیا جاتا تو مدینہ میں ایک خطرناک خانہ جنگی شروع ہو جانے کا احتمال تھا جس میں نامعلوم کتنا کشت و خون ہونا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر ممکن اور جائز قربانی کر کے بین الاقوامی کشت و خون کو روکنا چاہتے تھے۔ (جنگ نہیں چاہتے تھے۔) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ہدایت فرمائی کہ کعب کو برملا طور پر (پورا سامنے لا کر) قتل نہ کیا جاوے بلکہ چند لوگ خاموشی کے ساتھ کوئی مناسب موقع نکال کر اسے قتل کر دیں اور یہ ڈیوٹی آپ نے قبیلہ اوس کے ایک مخلص صحابی محمد بن مسلمہ کے سپرد فرمائی اور انہیں تاکید فرمائی کہ جو طریق بھی اختیار کریں قبیلہ اوس کے رئیس سعد بن معاذ کے مشورہ سے کریں۔ محمد بن مسلمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ خاموشی کے ساتھ قتل کرنے کے لئے تو کوئی بات کہنی ہو گی یعنی کوئی عذر وغیرہ بنانا پڑے گا جس کی مدد سے کعب کو اس کے گھر سے نکال کر کسی محفوظ جگہ میں قتل کیا جا سکے۔ آپ نے ان عظیم الشان اثرات کا لحاظ رکھتے ہوئے جو اس موقع پر ایک خاموش سزا کے طریق کو چھوڑنے سے پیدا ہو سکتے تھے فرمایا کہ اچھا۔ چنانچہ محمد بن مسلمہ نے سعد بن معاذ کے مشورہ سے ابونائلہ اور دو تین اور صحابیوں کو اپنے ساتھ لیا اور کعب کے مکان پر پہنچے اور کعب کو اس کے اندرون خانہ سے بلا کر کہا کہ ہمارے صاحب یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے صدقہ مانگتے ہیں اور ہم تنگ حال ہیں۔ کیا تم مہربانی کر کے ہمیں کچھ قرض دے سکتے ہو۔ یہ بات سن کر کعب خوشی سے کود پڑا۔ کہنے لگا واللہ ابھی کیا ہے وہ دن دور نہیں جب تم اس شخص سے بیزار ہو کر اسے چھوڑ دو گے۔ اس پہ محمد نے جواب دیا خیر ہم تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اختیار کر چکے ہیں اور اب ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ اس سلسلہ کا انجام کیا ہوتا ہے مگر تم یہ بتاؤ کہ قرض دو گے یا نہیں۔ کعب نے کہا کہ ہاں مگر کوئی چیز رہن رکھو۔ محمد نے پوچھا کیا چیز؟ اس بدبخت نے جواب دیا کہ اپنی عورتیں رہن رکھ دو۔ محمد نے غصہ کو دبا کر کہا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تمہارے جیسے آدمی کے پاس ہم اپنی عورتیں رہن رکھ دیں تمہارا تو اعتبار کوئی نہیں۔ اس نے کہا اچھا تو پھر بیٹے سہی۔ محمد نے جواب دیا یہ بھی ناممکن ہے کہ ہم اپنے بیٹے تمہارے پاس رکھوا دیں۔ ہم سارے عرب کا طعن اپنے سر پر نہیں لے سکتے۔ البتہ اگر تم مہربانی کرو تو ہم اپنے ہتھیار رہن رکھ دیتے ہیں۔ کعب راضی ہو گیا اور محمد بن مسلمہ اور ان کے ساتھی رات کو آنے کا وعدہ دے کر واپس چلے آئے۔ جب رات ہوئی تو یہ پارٹی ہتھیار وغیرہ ساتھ لے کر (کیونکہ اب وہ کھلے طور پر ہتھیار ساتھ لے جا سکتے تھے) کعب کے مکان پر پہنچے اور اس کو گھر سے نکال کر باتیں کرتے کرتے ایک طرف لے آئے اور پھر تھوڑی دیر بعد چلتے چلتے اس کو قابو کر کے وہ صحابہ جو پہلے ہتھیار بند تھے انہوں نے تلوار چلائی اور اسے قتل کر دیا۔ بہرحال کعب قتل ہو کر گرا اور محمد بن مسلمہ اور ان کے ساتھی وہاں سے رخصت ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور آپ کو اس قتل کی اطلاع دی۔ جب کعب کے قتل کی خبر مشہور ہوئی تو شہر میں ایک سنسنی پھیل گئی اور یہودی لوگ سخت جوش میں آ گئے اور دوسرے دن صبح کے وقت یہودیوں کا ایک وفد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور شکایت کی کہ ہمارا سردار کعب بن اشرف اس طرح قتل کر دیا گیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی باتیں سن کر فرمایا کہ کیا تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ کعب کس کس جرم کا مرتکب ہوا ہے۔ اور پھر آپ نے اجمالاً ان کو کعب کی عہد شکنی، تحریکِ جنگ اور فتنہ انگیزی اور فحش گوئی اور سازش قتل وغیرہ کی کارروائیاں یاد دلائیں

جس پر یہ لوگ ڈر کر خاموش ہو گئے۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تمہیں چاہئے کہ کم از کم آئندہ کے لئے ہی امن اور تعاون کے ساتھ رہو اور عداوت اور فتنہ وفساد کے بیج نہ بوؤ۔ چنانچہ یہود کی رضامندی کے ساتھ آئندہ کے لئے ایک نیا معاہدہ لکھا گیا اور یہود نے مسلمانوں کے ساتھ امن و امان کے ساتھ رہنے اور فتنہ وفساد کے طریقوں سے بچنے کا از سرِ نو وعدہ کیا۔ (ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 466 تا 470) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی باتیں سن کر یہ نہیں فرمایا کہ مسلمانوں نے اسے قتل نہیں کیا بلکہ اس کے جرم گنوائے اور اس کا جو ظاہری نتیجہ نکلنا چاہئے تھا وہ بتایا کہ ان حرکتوں کے بعد اُسے قتل تو ہونا تھا اور یہود کو بھی تسلیم کرنا پڑا کہ آپ صحیح فرما رہے ہیں تبھی تو نیا معاہدہ کیا تا کہ اس قسم کے واقعات آئندہ نہ ہوں اور پھر پُرامن فضا آئندہ کے لئے قائم ہو جائے۔ یہ نہ ہو کہ اب یہودی بدلے لینے شروع کریں پھر مسلمان انہیں سزا دیں۔ اگر یہودی قتل کیا جانا غلط سمجھتے کہ نہیں اس طریقے سے غلط کیا گیا ہے تو خاموش نہ ہوتے بلکہ خون بہا کا مطالبہ کرتے۔ یہ مطالبہ تو انہوں نے نہیں کیا اور خاموشی دکھائی تو یہ تمام باتیں بتاتی ہیں کہ اس وقت کے قانون کے مطابق یہ قتل جائز تھا۔ کیونکہ جو فتنہ یہ پھیلا رہا تھا یہ قتل سے بھی بڑھ کر تھا اور یہی ایسے مجرم کی سزا تھی اور ہونی چاہئے تھی اور اس وقت کے رواج کے مطابق جب اس کو سزا دی گئی تو جیسا کہ میں نے کہا اس طرح سزا دی جا سکتی تھی۔ اس رواج کے مطابق اگر سزا دی جا سکتی تھی جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں اور یہودیوں کے رویے سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے تو پھر اعتراض کی بھی گنجائش نہیں۔ اگر نہ دی جا سکتی ہوتی تو یہودی یقیناً سوال اٹھاتے کہ مقدمہ چلا کر اور پھر ظاہراً کھلے طور پر سزا کیوں نہیں دی گئی۔ پس یہ بات ثابت کرتی ہے کہ اس کا یہ قتل بالکل جائز تھا اور یہ سزا تھی لیکن یہ بھی واضح ہونا چاہئے کہ آجکل کے شدت پسند گروہ ایسی باتوں سے غلط sense میں بات کرتے ہیں اور اسی طرح حکومتیں بھی اور یہ سمجھتے ہیں کہ اس طرح کا قتل کرنا جائز ہے۔ اول تو فتنہ اس طرح پھیلایا نہیں جا رہا۔ جن کو قتل کیا جاتا ہے وہ فتنہ پھیلانے والوں میں نہیں ہیں۔ دوسرے صرف وہاں مجرم کو سزا دی گئی تھی نہ اس کے خاندان کو نہ کسی اور کو۔ یہ لوگ جب قتل کرتے ہیں تو معصوموں کو قتل کر رہے ہیں۔ عورتوں کو قتل کر رہے ہیں۔ بچوں کو قتل کر رہے ہیں۔ کئی لوگوں کو اپاہج کر رہے ہیں۔ بہرحال آجکل کے قاعدہ اور قانون کے مطابق یہ چیز جائز نہیں اور اُس وقت وہ سزا صحیح تھی اور واجب تھی اور حکومت نے اس کو دی تھی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبّاد بن بِشر کو بنوسُلَیم اور مُزَینہ کے پاس صدقہ وصول کرنے کے لئے بھیجا۔ حضرت عباد بن بشر ان کے پاس دس دن مقیم رہے۔ وہاں سے واپسی پر بنو مُصطَلِق سے صدقہ وصول کرنے گئے۔ وہاں بھی آپ کا قیام دس دن کا رہا۔ اس کے بعد آپ واپس مدینہ آ گئے۔ اسی طرح یہ بھی روایت میں آتا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباد بن بشر کو غزوہ حنین کے مالِ غنیمت کا عامل مقرر فرمایا تھا اور غزوہ تبوک میں آپ کو اپنے پہرے کا نگران مقرر فرمایا تھا۔ (الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 336 عباد بن بشرؓ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء) آپ کا شمار فاضل صحابہ کرام میں ہوتا تھا۔ حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ انصار میں سے تین شخص ایسے تھے کہ ان کے اوپر انصاری صحابہ میں سے کسی اور کو افضل شمار نہیں کیا جا سکتا اور وہ سب کے سب قبیلہ بنو عَبْدُ الْاَشْہَل میں سے تھے۔ وہ تین یہ تھے۔ حضرت سعد بن معاذ، حضرت اُسَید بن حُضَیر اور حضرت عباد بن بشر۔

حضرت عبّاد بن بشر سے روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اے انصار کے گروہ تم لوگ میرے شِعار ہو۔ (یعنی وہ کپڑا جو سب کپڑوں سے نیچے ہوتا ہے اور بدن سے ملا رہتا ہے۔) اور باقی لوگ دِثَار ہیں۔ (یعنی وہ چادر جو اوپر اوڑھی جاتی ہے۔) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اطمینان ہے کہ تمہاری طرف سے مجھے کوئی تکلیف دِہ بات نہیں پہنچے گی۔ حضرت عباد بن بشر جنگ یمامہ میں 45 سال کی عمر میں شہید ہوئے۔

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تہجد کی نماز پڑھ رہے تھے کہ اتنے میں آپ نے عباد بن بشر کی آواز سنی جو مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا عائشہ کیا یہ عباد کی آواز ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ عباد پر رحم کر۔

اسی طرح حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے دو شخص ایک تاریک رات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے نکلے۔ ان میں سے ایک حضرت عباد بن بشر تھے اور دوسرے میں سمجھتا ہوں کہ حضرت اُسید بن حُضَیر تھے اور ان کے ساتھ دو چراغ جیسے تھے جو ان کے سامنے روشنی کر رہے تھے۔ جب وہ دونوں جدا جدا ہوئے تو ان میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک ایک چراغ ہو گیا۔ (رات کو اندھیرے میں روشنی دکھانے کے لئے۔) آخر وہ اپنے گھر والوں کے پاس پہنچ گئے۔ (صحیح البخاری کتاب الصلوٰۃ باب منہ حدیث 465) (صحیح البخاری کتاب الشہادات باب شہادۃ الاعمیٰ... الخ حدیث 2655) (اسد الغابہ جلد 3 صفحہ 150-149 عباد بن بشرؓ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

صلح حدیبیہ کے سفر میں بھی یہ شامل تھے۔ اس سفر کی تفصیل میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کچھ اوپر چودہ سو صحابیوں کی جمعیت کے ساتھ ذوقعدہ 6 ہجری کے شروع میں پیر کے دن بوقت صبح مدینہ سے روانہ ہوئے اور اس سفر میں آپ کی زوجہ محترمہ حضرت اُمّ سلمہ آپ کے ہم رکاب تھیں۔ اور مدینہ کا امیر نُمَیلَہ بن عبداللہ کو اور امام الصلوۃ عبداللہ بن اُمّ مکتوم کو جو آنکھوں سے معذور تھے مقرر کیا گیا تھا۔ جب آپ ذوالحلیفہ میں پہنچے جو مدینہ سے قریباً چھ میل کے فاصلے پر مکہ کے رستے پر واقع ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھہرنے کا حکم دیا اور نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد قربانی کے اونٹوں کو جو تعداد میں ستّر تھے نشان لگائے جانے کا ارشاد فرمایا اور صحابہ کو ہدایت فرمائی کہ وہ حاجیوں کا مخصوص لباس یعنی جو احرام کہلاتا ہے وہ پہن لیں اور آپ نے خود بھی احرام باندھ لیا اور پھر قریش کے حالات کا علم حاصل کرنے کے لئے کہ آیا وہ کسی شرارت کا ارادہ تو نہیں رکھتے ایک خبر رساں بُسْر بن سُفیان نامی کو جو قبیلہ خزاعہ سے تعلق رکھتا تھا جو مکہ کے قریب آباد تھے آگے بھجوا کر آہستہ آہستہ مکہ کی طرف روانہ ہوئے اور مزید احتیاط کے طور پر مسلمانوں کی بڑی جمعیت کے آگے آگے رہنے کے لئے عبّاد بن بشر کی کمان میں بیس سواروں کا ایک دستہ بھی متعین فرمایا۔ جب آپ چند روز کے سفر کے بعد عُسْفَان کے قریب پہنچے جو مکہ سے تقریباً دو منزل کے راستے پر واقع ہے تو آپ کے خبر رساں نے واپس آ کر آپ کی خدمت میں اطلاع دی کہ قریش مکہ بہت جوش میں ہیں اور آپ کو روکنے کا پختہ عزم کئے ہوئے ہیں حتی کہ ان میں سے بعض نے اپنے جوش اور وحشت کے اظہار کے لئے چیتوں کی کھالیں پہن رکھی ہیں اور جنگ کا پختہ عزم کر کے بہر صورت مسلمانوں کو روکنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ قریش نے اپنے چند جانباز سواروں کا ایک دستہ خالد بن ولید کی کمان میں جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے آگے بھجوا دیا ہے اور یہ کہ یہ دستہ اس وقت مسلمانوں کے قریب پہنچا ہوا ہے اور اس دستہ میں عکرمہ بن ابو جہل بھی شامل ہے۔ (یہ خبریں آپ کو دی گئیں۔) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر سنی تو تصادم سے بچنے کی غرض سے صحابہ کو حکم دیا کہ مکہ کے معروف راستے کو چھوڑ کر دائیں جانب ہوتے ہوئے آگے بڑھیں۔ چنانچہ مسلمان ایک دشوار گزار اور کٹھن راستے پر پڑ کر سمندر کی جانب سے ہوتے ہوئے آگے بڑھنا شروع ہوئے‘‘ (ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 749-750) اور وہاں پہنچے۔ آگے پھر صلح حدیبیہ کا سارا واقعہ ہے تو عبّاد بن بشر بھی ان لوگوں میں شامل تھے جن کو ایک دستہ کا سوار بنا کر معلومات لینے کے لئے بھیجا۔ بہت قابل اعتبار قابلِ اعتماد صحابی تھے جن پہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت زیادہ اعتماد تھا۔

حضرت عبّاد بن بشر حدیبیہ کے موقع پر ہونے والی بیعت جس کو بیعتِ رضوان کہا جاتا ہے اس میں شامل ہونے والے صحابہ کرام میں سے ہیں۔ غزوہ ذات الرِّقاع کا ایک واقعہ ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات ایک جگہ پر قیام فرمایا۔ اس وقت تیز ہوا چل رہی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک گھاٹی پر فروکش ہوئے تھے۔ آپ نے صحابہ سے پوچھا کہ کون ہے جو آج رات ہمارے لئے پہرہ دے گا۔ اس پر حضرت عبّاد بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمار بن یاسر کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم آپ کا پہرہ دیں گے۔ اس کے بعد وہ دونوں گھاٹی کی چوٹی پر بیٹھ گئے۔ پھر حضرت عباد بن بشر نے حضرت عمار بن یاسر سے کہا کہ ابتدائی رات میں پہرہ دے لوں گا اور ان کو کہا کہ تم جا کر سو جاؤ۔ اور آخر رات میں تم پہرہ دے دینا تا کہ میں سو جاؤں۔ چنانچہ حضرت عمار بن یاسر تو سو گئے اور حضرت عباد بن بشر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔

ادھر نجد کے علاقے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں اُن کی زیادتیوں کی وجہ سے عورتوں کو جو پکڑا تھا تو ان میں سے ایک عورت کا شوہر اس وقت غائب تھا۔ اگر وہ ہوتا تو وہ اپنے شوہر کے ساتھ ہوتی لیکن بہرحال جب وہ واپس آیا تو اسے پتہ چلا کہ اس کی بیوی کو مسلمانوں نے قیدی بنا لیا ہے۔ اس نے اسی وقت قسم کھائی کہ میں اس وقت تک چین سے نہ بیٹھوں گا جب تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نقصان نہ پہنچا لوں یا ان کے اصحاب کا خون نہ بہا لوں۔ چنانچہ وہ پیچھا کرتا ہوا اس وادی کے قریب آیا جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فروکش تھے۔ جب اس نے وادی کے دّرہ پر حضرت عباد بن بشر کا سایہ دیکھا تو بولا کہ یہ دشمن کا پہریدار ہے۔ اس نے تیر کمان پر چڑھا کر چلا دیا جو حضرت عباد بن بشر کے جسم میں پیوست ہو گیا۔ حضرت عباد بن بشر اس وقت نماز میں مصروف تھے۔ انہوں نے تیر نکال کر پھینک دیا اور نماز جاری رکھی اس نے دوسرا تیر مارا۔ وہ بھی انہیں لگا۔ انہوں نے اس کو بھی نکال کے پھینک دیا۔ پھر جب تیسرا تیر مارا تو حضرت عباد بن بشر کا کافی خون بہہ نکلا۔ انہوں نے نماز مکمل کی اور حضرت عمار بن یاسر کو جگایا۔ جب حضرت عمار بن یاسر نے حضرت عباد بن بشر کو زخمی حالت میں دیکھا تو پوچھا کہ پہلے کیوں نہیں جگایا۔ تو کہنے لگے کہ میں نماز میں سورۃ کہف کی تلاوت کر رہا تھا۔ میرا دل نہیں چاہا کہ میں نماز کو توڑوں۔ (السیرۃ الحلبیۃ جلد دوم صفحہ 369-368 غزوہ ذات الرقاع دار الکتب العلمیہ بیروت 2002ء) یہ تھا

ان لوگوں کی عبادتوں کی حالت۔

حضرت ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عَبّاد بن بِشر کو کہتے ہوئے سنا کہ اے ابوسعید! میں نے رات کو خواب میں دیکھا کہ آسمان میرے لئے کھول دیا گیا۔ پھر ڈھانک دیا گیا۔ کہتے ہیں انہوں نے کہا کہ انشاء اللہ مجھے شہادت نصیب ہوگی۔ مَیں نے کہا اللہ کی قسم تُو نے بھلائی دیکھی ہے۔ حضرت ابوسعید خدری بیان کرتے ہیں کہ جنگ یمامہ میں مَیں نے دیکھا کہ حضرت عَبّاد بن بِشر انصار کو پکار رہے تھے کہ تم لوگ تلواروں کے میان توڑ ڈالو۔ اور لوگوں سے جدا ہو گئے۔ انہوں نے انصار میں سے چار سو آدمی چھانٹ لئے جن میں کوئی اور شامل نہ تھا جن کے آگے حضرت عَبّاد بن بِشر، حضرت ابو دُجانہ اور حضرت بَرَاء بن مالِک تھے۔ یہ لوگ باب الحدیقہ تک پہنچے اور سخت جنگ کی۔ حضرت عَبّاد بن بِشر شہید ہوئے۔ میں نے ان کے چہرے پر تلوار کے اس قدر نشان دیکھے کہ صرف جسم کی علامت سے پہچان سکا''۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 337-336 عباد بن بشرؓ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

پھر حضرت سَوَاد بِن غَزِیّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ یہ بھی انصاری تھے۔ ان کا ذکر بھی آتا ہے۔ ان کا تعلق قبیلہ بنو عدی بن نجار سے تھا۔ غزوہ بدر اور اُحد اور خندق اور اس کے بعد کے غزوات میں شریک ہوئے۔ غزوہ بدر میں انہوں نے خالد بن ہشام مخزومی کو قید کیا تھا۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو خیبر کا عامل بنا کر بھیجا تھا۔ آپ وہاں سے عمدہ کھجوریں لے کر آئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ایک صاع عمدہ کھجوریں دو صاع عام کھجوروں کے بدلے میں خریدیں۔ (اسد الغابہ جلد 2 صفحہ 590 سواد بن غزیہؓ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کھجوریں پسند آئیں تو آپ نے اس کی جو موجودہ قیمت تھی وہ کھجوروں کے مقابلے میں کھجوریں دے کر خرید لیں۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب سیرت خاتم النبیین میں غزوہ بدر کے واقعات میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت سَواد کی خوش بختی اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ذکر ملتا ہے۔ رمضان دو ہجری کی سترہ تاریخ جمعہ کا دن تھا۔ عیسوی حساب سے 14 مارچ 623 عیسوی تھی۔ صبح اٹھ کر سب سے پہلے نماز ادا کی گئی اور پھر پرستاران احدیت کھلے میدان میں خدائے واحد کے حضور سربسجود ہوئے۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد پر ایک خطبہ فرمایا۔ پھر جب ذرا روشنی ہوئی تو آپ نے ایک تیر کے اشارے سے مسلمانوں کی صفوں کو درست کرنا شروع کیا۔ ایک صحابی سَواد نامی صف سے کچھ آگے نکل کے کھڑا تھا۔ آپ نے اسے تیر کے اشارے سے پیچھے ہٹنے کو کہا مگر اتفاق سے آپ کے تیر کی لکڑی اس کے سینے پہ جا لگی۔ اس نے جرأت کے انداز سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ کو خدا نے حق و انصاف کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ (یہ عجیب واقعہ ہے کہ تیر سے لائنیں سیدھی کر رہے تھے تو تیر کی لکڑی لائن سے باہر نکلے اس کے سینے پہ لگ گئی۔ اس نے بڑی جرأت سے کہا کہ آپ کو خدا نے حق و انصاف کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے) مگر آپ نے مجھے ناحق تیر مارا ہے۔ واللہ میں تو اس کا بدلہ لوں گا۔ اس پر صحابہ (بڑے حیران پریشان) انگشت بدنداں تھے کہ سَواد کو کیا ہو گیا ہے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت شفقت سے فرمایا کہ اچھا سَواد میں نے تمہیں مارا ہے تو تم بھی مجھے تیر مار لو۔ آپ نے اپنے سینے سے کپڑا اٹھا دیا۔ سَواد نے فرطِ محبت سے آگے بڑھ کر آپ کا سینہ چوم لیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ سواد! یہ تمہیں کیا سوجھی؟ اس نے رقّت بھری آواز میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ دشمن سامنے ہے۔ کچھ خبر نہیں کہ یہاں سے بچ کے جانا بھی ملتا ہے یا نہیں۔ میں نے چاہا کہ شہادت سے پہلے آپ کے جسم مبارک سے اپنا جسم چھولوں اور پیار کروں۔'' اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے لئے بھلائی کی دعا کی۔'' (ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 357-358)، (اسد الغابہ جلد 2 صفحہ 590 سواد بن غزیہؓ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

ان صحابہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت کے بھی عجیب انداز تھے۔ ایک حضرت عُکاشہؓ کا واقعہ آتا ہے وہ تو بڑی عمر میں جا کر بہت بعد کی بات ہے اور یہ شروع کی بات ہے۔ یہ ہر وقت اس تاک میں رہتے تھے، اس کوشش میں رہتے تھے کہ کس طرح کوئی موقع ملے اور ہم عشق محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ صرف اظہار کریں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب سے برکتیں حاصل کرنے والے بھی ہوں۔

اللہ تعالیٰ ان چمکتے ستاروں کے درجات بلند فرماتا چلا جائے اور ہمیں بھی عشقِ رسولِ عربی کی حقیقت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆...☆...☆

بقیہ: محترم مولانا فضل الٰہی بشیر صاحب (مرحوم)

............از صفحہ نمبر 34

آپ قادیان کو بہت یاد کیا کرتے تھے۔ وہاں ان کا بچپن گزرا تھا۔ اپنے اساتذہ کا بہت احترام سے ذکر فرمایا کرتے تھے۔ ہر سال جلسہ سالانہ قادیان جانا ان کا معمول تھا۔ 2007ء میں خاکسار بھی ان کے ساتھ قادیان گیا۔ اس وقت ان کی صحت کافی کمزور تھی۔ ان کے ساتھ سارے مقدس مقامات پر جانے کا موقعہ ملا۔ ہمارا قیام دار الضیافت قادیان میں تھا۔ میں نے دیکھا کہ آپ اوّل وقت بیدار ہوتے۔ مسجد اقصیٰ جا کر نماز تہجد میں شامل ہوتے۔ ہر روز بہشتی مقبرہ دعا کی غرض سے جاتے تھے۔ بہت ہی باہمت انسان تھے۔ تھکاوٹ کو اپنے اوپر حاوی نہ کرتے۔ کھانے میں بہت ہی اعتدال تھا۔ نفیس خوراک ان کے کھانے میں شامل تھی۔ دیسی گھی، شہد اور کھجور ان کی پسندیدہ خوراک میں شامل تھا۔ کھانے میں میٹھا ان کو پسند تھا برفی کی فرمائش کیا کرتے تھے۔ ان کے لباس میں بھی بڑا وقار تھا۔ صاف ستھری قمیص شلوار اور سر پر جناح کیپ۔ مگر اکثر پگڑی بھی شوق سے پہنا کرتے تھے۔ ان کی دوسری صفات میں خودداری نمایاں تھی۔ خدا تعالیٰ نے انہیں لمبی عمر عطا کی اور 97 سال کی بھرپور زندگی پا کر اس دنیا سے رخصت ہوئے۔

ان کی زندگی میں ایک خواہش تھی کہ ان کی تدفین ربوہ کے پرانے بہشتی مقبرہ میں ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ خواہش بھی پوری کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان کی وفات کے بعد ان کی تدفین ازراہ شفقت قطعہ 12 میں جو کہ بزرگان احمدیت کے لیے مخصوص ہے تدفین کی اجازت مرحمت فرمائی۔

قارئین سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے اور اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور ان کی اولاد کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

☆...☆...☆

بقیہ: گھانا میں احمدیت کے نفوذ کی چند جھلکیاں

............از صفحہ نمبر 33

افریقہ کے لئے فیضان خلافت

گھانا کے احباب 1921ء سے 1969ء تک اس خواہش کا اظہار کرتے رہے کہ خلیفۃ المسیح بھی اس سرزمین کو بنفس نفیس برکت بخشیں۔ تاہم اللہ تعالیٰ نے ہر کام کے لئے ایک وقت مقررہ کر رکھا ہے۔ چنانچہ 1970ء میں وہ مبارک گھڑی آن پہنچی جب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے افریقہ کی سرزمین کا پہلا تاریخی دورہ فرمایا۔

اس دورہ کے دوران جب ایک اخباری نمائندہ نے آپ سے سوال کیا کہ آپ افریقہ میں کیسے اسلام کا پیغام پہنچائیں گے؟ تو آپ نے فرمایا:

We will win the hearts of People

(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ)

اسی طرح ایک اخباری نمائندہ نے حضور سے سوال کیا کہ آپ کا ہم لوگوں کے نام پیغام کیا ہے؟ تو فرمایا:

Humans Let Humans Learn to Love

1970ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ایک مجلس عرفان میں فرمایا تھا کہ:

''حضرت مصلح موعودؓ نے ایک موقعہ پر فرمایا تھا کہ افریقہ کو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے رکھا ہوا ہے۔''

(مجلس عرفان ایبٹ آباد 18 جولائی 1970ء، از روزنامہ الفضل ربوہ 23 جولائی 1970ء)

.....................(باقی آئندہ)

☆...☆...☆

2017ء میں مجلس انصار اللہ جرمنی کی بعض مساعی کی مختصر جھلک

❁... مجلس انصار اللہ جرمنی نے 2017ء میں 54 چیریٹی واکس کا اہتمام کیا جن میں شاملین کی تعداد چھ ہزار تھی۔ ان چیریٹی واکس سے حاصل ہونے والی رقم 112 مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے مقامی اداروں کو ہدیہ کی گئی۔ ان پروگرامز کی خبریں اور رپورٹس 50 سے زائد اخبارات میں شائع ہوئیں۔

❁... مجلس انصار اللہ جرمنی کو کئی برسوں سے جرمنی کے مختلف شہروں اور قصبوں میں شجرکاری کی توفیق مل رہی ہے۔ 2017ء میں اس مہم کے تحت 46 مختلف مقامات پر پودے لگائے گئے۔ ان میں کنڈرگارٹن، اسکولز اور پارکس شامل ہیں۔ ہر پروگرام میں شہر کے سینئر افراد اور دیگر اعلیٰ سرکاری حکام بھی شامل ہوتے رہے۔

❁... مجلس انصار اللہ جرمنی کے تحت 2017ء کے دوران 22 مجالس نے احمدیہ لنگر کا انتظام کیا جن میں تقریباً 5500 بے گھر افراد کو تازہ گرم پاکستانی کھانا پیش کیا گیا۔

❁... 2017ء میں قیادت تبلیغ کے زیر انتظام ایک لائحہ عمل کے تحت جرمن افراد کے ساتھ 36 بڑی تبلیغی نشستیں منعقد کی گئیں۔ جن میں 'اسلامی اصول کی فلاسفی' اور خدا اور انسان کے درمیان تعلق کے موضوع پر تقاریر ہوئیں۔

❁... ان تمام تبلیغی نشستوں کی کل حاضری 549 رہی جن میں 490 افراد نے مختلف کتب اور جماعتی لٹریچر حاصل کیا۔ ان نشستوں کی خبریں 10 مختلف اخبارات میں شائع ہوئیں۔ ان میٹنگز میں چرچ کے پادری، میئرز، سیاسی پارٹیوں کے سرکردہ لیڈرز، شہر کی انتظامیہ کے ممبران اور اسکولز کے اساتذہ شامل ہوئے۔

❁... اس کے علاوہ 2017ء میں دوسری قومیتوں سے تعلق رکھنے والے افراد کے ساتھ 9 تبلیغی نشستیں منعقد ہوئیں۔ سات عرب افراد کے ساتھ۔ ایک افریقن افراد کے ساتھ اور ایک انگریزی بولنے والے افراد کے ساتھ۔ ان تبلیغی نشستوں میں 144 افراد شامل ہوئے ان کے نتیجہ میں 7 بیعتیں بھی ہوئی۔

❁... 2017ء میں جرمنی بھر میں داعیان الی اللہ کی 129 کلاسز منعقد ہوئیں۔ 1045 انصار نے بطور داعی الی اللہ اپنے نام رجسٹر کروائے۔

❁... 2017ء میں مجلس انصار اللہ جرمنی کے تحت 7 لاکھ 64 ہزار 603 کی تعداد میں تبلیغی فولڈرز / فلائرز تقسیم کئے گئے۔

(ماخوذ از سہ ماہی الناصر۔ جرمنی۔ شمارہ نمبر 1۔ جنوری تا مارچ 2018ء)

... ...

جس کی فطرت نیک ہے وہ آئے گا انجام کار

مکرم رسول جان آرتیکووف (RasooljanArtikov) صاحب

(بشارت احمد شاہد مبلغ سلسلہ۔لٹویا)

[یہ ایک ایسے انسان کی قبول احمدیّت کی داستان ہے جو احمدیّت کا شدید معاند تھا، حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کو نفرت اور حقارت کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ جو اپنے احمدی لختِ جگر کو احمدیّت کی پاداش میں گھر سے نکالنے اور جائیداد سے عاق کرنے کی باتیں کرتا تھا۔ مگر جب اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیّت کی آغوش میں آیا تو حضرت مسیح موعودؑ اور خلافت احمدیّہ کا ایک عاشق اور فدائی خادم بن گیا۔ اب اس انسان کا یہ حال ہے کہ ہر وقت جماعت کی طرف سے کئے گئے ازبک ترجمہ قرآن اور کتب سلسلہ کو پڑھتا رہتا ہے۔ اسلامی اصول کی فلاسفی کو متعدّد بار پڑھنے کی سعادت حاصل کر چکا ہے اور ابھی بھی اُس کی پیاس ہے کہ بجھنے میں نہیں آرہی۔ اس بزرگ انسان کا نام رسول جان آرتیکووف (Rasooljan Artikov) صاحب ہے اور پچھتّر برس کے لگ بھگ ان کی عمر ہے۔ اس وقت قرغیزستان کے ایک صوبہ اوش (Osh) کے ایک گاؤں میں رہائش پذیر ہیں۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجّد گزار اور دعا گو انسان ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ سے اور واقفین زندگی سے بہت محبّت رکھتے ہیں۔]

قرغیزستان کے دوسرے بڑے شہر اوش (Osh) کے مضافات میں ایک گاؤں جس کا نام ''کاشغر قشلاق'' (Kashgharqishlaq) ہے جس میں اوئغور (Uyghur) قوم کے لوگ آباد ہیں جو کہ اب ازبک (Uzbek) زبان بولتے ہیں اور ازبک ہی کہلاتے ہیں۔ اس گاؤں کے ایک رہائشی مکرم شوکت آرتیکووف (Shavkat Artikov) صاحب اوش شہر میں واقع Osh State University میں میرے کلاس فیلو تھے۔ یہ نوجوان بہت ہی شریف النّفس اور صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔ اکثر ان سے خاکسار کا دینی موضوع پر تبادلہ خیال ہوتا رہتا تھا۔ انہیں جماعت کا بھی تعارف کروایا گیا۔ خاکسار بسا اوقات ان کے گھر بھی جایا کرتا تھا اور ان کے والد محترم رسول جان آرتیکووف (Rasooljan Artikov) صاحب سے بھی دینی گفتگو ہوتی رہتی تھی۔ وہ بھی صوم وصلوٰۃ کے پابند اور شریف النّفس انسان تھے۔ انہیں بھی ازبک زبان میں موجود جماعتی کتب پڑھنے کے لئے دی گئیں مگر اسلامی قصّے کہانیوں پر اندھا اعتقاد رکھنے کی وجہ سے وہ ہماری کتب سے نفرت کرتے تھے اور ہمیشہ یہ اعتراض کرتے تھے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتب میں بار بار ''میں'' کا لفظ استعمال کیا ہے جس سے نعوذ باللہ آپؑ کا متکبّر انسان ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اُن کے اس اعتراض کا بار بار جواب دیا گیا مگر وہ اپنی ضدّ پر قائم رہے۔

بیٹے کے قبول احمدیّت پر اس کی شدید مخالفت

اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور اُن کے بیٹے مکرم شوکت آرتیکووف (Shavkat Artikov) صاحب نے بیعت کرلی۔ اس پر اُن کے والد صاحب بہت سیخ پا ہوئے اور مخالفت کا ایک طوفان برپا کردیا۔ اس مخالفت نے اس قدر شدّت اختیار کرلی کہ اُنہوں نے اپنے بیٹے کو دھمکی دے ڈالی کہ احمدیّت چھوڑ دو ورنہ میں تمہیں گھر سے نکال دونگا اور اپنی جائیداد سے عاق کردونگا۔ مگر اُن کا سعادت مند بیٹا شدید مخالفت کے باوجود اپنے ایمان پر ڈٹا رہا اور بڑے ہی درد والحاح سے اپنے والدین کے لئے ہدایت کی دعا بھی کرتا رہا اور اُن کی ہدایت کے لئے خلیفہ وقت کی خدمت میں بھی خط لکھتا رہا۔ خاکسار کا قرغیزستان کے ایک اور شہر تبادلہ ہوجانے کی وجہ سے اس دوران برادرم ارشد محمود صاحب ظفر مبلغ سلسلہ قرغیزستان حال وکالت تبشیر ربوہ اور مکرم طاہر حیات صاحب مبلغ سلسلہ قرغیزستان حال مبلغ سلسلہ سویڈن مسلسل اُن سے رابطے میں رہے اور اُن کو تبلیغ جاری رکھی۔

رسول جان آرتیکووف (Rasooljan Artikov) صاحب کی بیعت اور بیعت کے بعد روحانی انقلاب

خلافت جوبلی کے موقع پر 2008ء میں جماعت احمدیہ قرغیزستان نے اپنا جلسہ خلافت جوبلی منعقد کیا جس میں ان کو بھی شامل ہونے کی دعوت دی گئی جسے موصوف نے قبول کرلیا اور جلسہ کے دوران ہی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بیعت کر کے سلسلہ حقّہ میں شامل ہوگئے۔ الحمدللہ

بیعت کرنے کے بعد موصوف میں ایک عظیم الشّان انقلاب برپا ہوگیا اور ایک معاند احمدیّت ہمیشہ ہمیش کے لئے عاشق مسیح موعودؑ بن گیا۔ وہ شخص جو کل تک مسیح پاکؑ کی کتب کو نفرت ونخوت کی نگاہ سے دیکھا کرتا تھا اُس نے دسمبر 2008ء میں خاکسار کو خود یہ بات بتائی کہ جب میں نے ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کو پہلی بار ختم کیا تو مجھے بہت مزا آیا۔ پھر میں نے اُسے دوسری بار پڑھا تو پہلے سے بھی بڑھ کر لذّت حاصل ہوئی اور آجکل تیسری مرتبہ ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کا مطالعہ کر رہا ہوں اور مجھے اس کتاب سے پہلے سے بہت بڑھ کر لذّت اور راحت مل رہی ہے۔

مسیح پاک علیہ السلام اور خلافت سے عشق

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بیعت کے بعد موصوف حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے عاشق وفدائی بن چکے ہیں۔ کچھ عرصہ قبل اُن سے بذریعہ WhatsApp بات ہو رہی تھی۔ اُنہوں نے مجھے بتایا کہ لندن سے کوئی مرکزی نمائندہ قرغیزستان کے دورہ پر تشریف لائے ہوئے تھے جب وہ ہمارے علاقے کے دورہ پر تشریف لائے تو اُن کا ایئرپورٹ پر استقبال کرنے والوں میں خاکسار بھی شامل تھا۔ جب خاکسار نے اُن سے مصافحہ کیا تو خاکسار نے اُس مرکزی نمائندہ سے پوچھا کہ کیا آپ کو کبھی حضور انور ایدہ اللہ سے معانقہ کی سعادت نصیب ہوئی ہے؟ اُن کے ہاں کا جواب دینے پر خاکسار عاشق زار کی طرح اُن کے سینے سے لگ گیا کہ یہ چھاتی اُس مبارک وجود ایدہ اللہ کے سینے سے مس ہوئی ہے۔ یہ واقعہ اُن کے خلیفہ وقت سے بے مثال عشق ومحبّت کا ایک جیتا جاگتا ثبوت ہے۔

قبول احمدیّت کے بعد مکرم رسول جان آرتیکووف (Rasooljan Artikov) صاحب نے ازبک زبان میں تحریری شکل میں اپنے کچھ احساسات وجذبات کا اظہار کیا ہے۔ احباب جماعت کے ازدیادِ ایمان کے لئے خاکسار اُن کی تحریر کا من وعن ترجمہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے:۔

''بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم۔ اہل دنیا مبہوت ہو کر اچانک جلد بازی کا شکار ہوگئے ہیں، وجہ یہ کہ جس عیسیٰؑ کے وہ منتظر تھے وہ زمین سے آگئے ہیں اور ایسا ہونا ممکن نہیں تھا، عیسیٰؑ نے تو بڑے آرام سے آسمان سے سیڑھی کے ذریعہ نیچے اترنا تھا۔ مگر اُنہوں نے یہ اعلان کردیا ہے کہ ''اے لوگو! میں کسر صلیب اور قتل خنزیر کے لئے آیا ہوں۔ میں وہی مسیح موعود ہوں جس کا آپ انتظار کر رہے ہیں۔ عیسیٰؑ کے مثیل کے طور پر اس دور کے لوگوں کو حق کی طرف بلانے کے لئے آیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے کئی معجزات کے ساتھ بھیجا ہے جو میرے مسیح موعود اور مہدی معہود ہونے کی تصدیق کرتے ہیں۔

اس اعلان کے بعد مسلمان اور دوسرے پیشوایان مذاہب مبہوت ہو کر رہ گئے۔ بے خوف اور نڈر ہو کر دنیا میں ایسا اعلان کرنا بھی اپنی ذات میں ایک جسارت ہے۔ آپؑ نے بتایا کہ میں لوگوں کی ہدایت اور اُن کو راہ نجات دکھانے کے لئے، اسی طرح اسلام کی دوسرے ادیان پر برتری ثابت کرنے کے لئے، نیز دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی طرف بلانے کے لئے آیا ہوں۔ آپؑ نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ اپنے پیروکاروں کے دلوں کو مسرّت بخشنے کے لئے آیا ہوں۔ آپؑ نے یہ اعلان کیا کہ دین اسلام پر لگے ہوئے داغوں کو دھوکر، اسے صیقل کرکے، ایک نور کے ساتھ چمکا کر اپنے پیروکاروں کو بھی اس نور سے حصّہ دینے کے لئے آیا ہوں۔ اس بات پر بہت ہی کم لوگ ایمان لائے اور اس پر گواہ بنے۔

میں نے اپنی زندگی میں اس بات کا مشاہدہ کیا ہے کہ حقیقت کی طرف راہنمائی کرنے والا نور ہی ہے جو دلوں میں انقلاب پیدا کرسکتا ہے۔ حقیق علماء کی باتوں کے پیچھے چلنے والے ہی ہدایت پاتے ہیں۔ علم ہی ہے جو ہر چیز کو بیان کرتا ہے۔ اس بارہ میں نبی اکرم ﷺ کی ایک حدیث میں یوں بیان کیا گیا ہے: ''عالم کے پیچھے نماز پڑھنے والا بالکل نبی کے پیچھے نماز پڑھنے والے کی طرح ہوتا ہے''۔ جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر نہیں ہوسکتے۔ ایک حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے یہ فرما کر کہ ''ہر چیز کا کوئی نہ کوئی راستہ ہوتا ہے اور جنّت کا راستہ علم ہے''، علم کو سراہا ہے۔

ایک اور حدیث شریف میں آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن لوگوں پر مہربان ہوتا ہے جو اُس کے بندوں پر شفقت کرتے ہیں اور اُن کی عزّت کرتے ہیں۔ اس لئے دنیا کے ہر اچھے بُرے آدمی سے نیکی کرو اور اُنہیں بُرائیوں سے بچاؤ۔

اب ساری دنیا نے اس بات کا اعتراف کرنا شروع کردیا ہے کہ صرف اور صرف ایک احمدیہ جماعت ہی ہے جو نبی کریم ﷺ کے مندرجہ بالا مبارک ارشاد پر عمل کرتے ہوئے تمام لوگوں کو (اُن کے دینی اعتقاد سے قطع نظر، حتّٰی کہ دشمنوں کو بھی) مادّی اور معنوی اور روحانی مدد فراہم کرکے ایک نمونہ پیش کر رہی ہے۔

ہماری اس دنیوی زندگی میں ہر قدم پر اور ہر لحظہ ہم پر حملہ آور اور دھوکہ باز (شیطان) کے طرفدار اس سے غافل اور بے خبر ہیں۔ وہ مہدی اور مسیح موعودؑ جن کی رسول پاک ﷺ نے بشارت دی تھی اُن کو آئے ہوئے بھی ایک صدی سے زائد عرصہ گزر گیا ہے۔ چھاتی پہ ہاتھ مار کر اپنے آپ کو مسلمان کہنے والوں اور دین اسلام کی خدمت کا دعویٰ کرنے والوں نے اس حقیقت کو قبول نہیں کیا، وہ ہر طرح کا جھوٹ پھیلاتے رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا خوف کھائے بغیر کفر کا الزام بھی لگانے سے باز نہیں آتے، اُن کے لئے حضرت مسیح موعودؑ اپنی شفا بخش کتب تحریر کرکے چھوڑ گئے ہیں۔

ہاں ہم انسانوں میں یہ طبعی جذبات واحساسات ہوتے ہیں، ہمارے اندر ہمیں اُن کمالات کے خلاف لے جانے والی، اخلاقی حالتوں کے خلاف انسان کو برائیوں کی طرف مائل کرنے والی اور ناپسندیدہ اور بُری راہوں کی طرف لے جانے والی ایک عادت ہوتی ہے، ان بیماریوں سے نجات پانے کے لئے راستبازوں کا دامن پکڑ کر اُن کے نقش پا پر قدم مارنا چاہئے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ کل آنے والے دن میں (حسرت سے) نجات پانے

باقی صفحہ نمبر 13 پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ: خطاب حضور انور از صفحہ نمبر 2

فیملی کی ضروریات کو کس طرح پورا کریں گے۔ ایک واقفِ نَو کا اِس طرح سوچنا غلط ہے۔ اور ایسا خیال کرنا ہرگز وقفِ نَو کی بابرکت سکیم کی روح کے مطابق نہیں ہے جس کا آپ حصہ ہیں۔ اس کے برعکس وقفِ نَو کا ممبر ہونے کی حیثیت سے آپ اس بات کو سمجھیں کہ دنیا داری اور دنیا کی جستجو آپ کا مقصد نہیں ہے بلکہ آپ کے اَہداف روحانی ہیں اور آپ کی زندگیاں جماعت کی خدمت میں گزریں گی۔ پس چھوٹی عمر سے ہی آپ کو اپنے اندر قربانی کی ایک حقیقی روح پیدا کرنی چاہئے۔ اگر آپ اپنے دین کو تمام دنیاوی امور پر مقدم رکھنے کے عہد پر مضبوطی سے قائم ہیں اور اُسے پورا کرنے کے لئے ایک طبعی جوش کے ساتھ پُرعزم ہیں تو اِس قسم کی مالی فکریں آپ کے ذہن میں کبھی نہیں آئیں گی اور آپ پر دنیا کی کششیں اور مال و دولت کی جستجو اثر انداز نہیں ہوگی۔

جہاں تک آپ کی ذمہ داریوں کا تعلق ہے سب سے پہلے اور سب سے مقدم بات یہ ہے کہ ہر وقف نو کی عبادت کا معیار اعلیٰ ترین ہونا چاہئے۔ اور اس حوالہ سے اُسے دوسروں کے لئے ایک مثبت نمونہ ہونا چاہئے تا کہ دوسرے اس نمونہ پر چلیں۔ وقف نو کے ہر ممبر کو پنجوقتہ نمازوں کا پابند ہونا چاہئے اور انہیں زیادہ سے زیادہ نماز باجماعت ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اگر آپ کی رہائش قریبی مسجد یا صلوٰۃ سینٹر سے ایک بہت بڑے فاصلے پر واقع ہے تو آپ کو دوسرے لڑکوں کے ساتھ جو آپ کے قریب رہتے ہیں نماز باجماعت کا انتظام کرنا چاہئے۔

مزید برآں اپنے عہد کو پورا کرنے کے لئے آپ کو اپنے دین کا علم بھی ہونا چاہئے۔ یہ ناممکن ہے کہ آپ اپنے دین کی خدمت کریں اور آپ کو معلوم ہی نہ ہو کہ دین کیا ہے اور اس کے تقاضے کیا ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا ہے کہ قرآن کریم کے مطالعہ، احادیث کے مطالعہ، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کے مطالعہ اور دوسرے جماعتی لٹریچر کے مطالعہ سے آپ کو مسلسل اپنے دینی علم کو بڑھانا چاہئے۔ اپنے آپ کو ایم ٹی اے سے جوڑ لیں اور کم ازکم ہر ہفتہ میرے خطبات کو سنیں۔

لوگ ہر لحاظ سے آپ میں اور دوسروں میں فرق کرنے کے قابِل ہوں۔ لوگ آپ کے اعلیٰ اخلاقی معیاروں کو دیکھنے سے ہی آپ کو بطور ممبر وقفِ نَو شناخت کرنے والے ہوں۔ وہ آپ کو بطور نمونہ دیکھیں جس سے دوسرے سبق حاصل کرسکیں۔ مثلاً جوانی میں چھوٹی چھوٹی چیزوں پر غصہ کرنا آسان ہے لیکن بطور وقف نو آپ کو اپنے غصہ پر قابو رکھنا چاہئے اور ہر وقت صبر کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔ مزید برآں جب آپ کا دوسرے لوگوں سے واسطہ پڑے تو نرمی سے بات کریں۔ آپ کا طور طریقہ اور آپ کے اخلاق مثالی ہونے چاہئیں۔ دوسروں کی مدد کے راستے تلاش کریں اور اُن کے مسائل حل کرنے کی کوشش کریں۔ دوسرے لوگوں کے درد کو اپنا درد سمجھیں اور اُنہیں راحت و آرام پہنچائیں۔

ہر وقت دوسرے احمدیوں اور غیر احمدیوں کو نظر آنا چاہئے کہ آپ کی اچھی تربیت ہوئی ہے اور آپ اپنی زندگی کے ہر پہلو میں اسلامی تعلیمات کے پابند ہیں۔ وقتاً فوقتاً بعض لوگوں کے سامنے اچھے رویّہ کا مظاہرہ کرنا یا ایسے معاملات میں فراخ دلی کا مظاہرہ کرنا جس میں آپ کی ذاتی دلچسپی نہ ہو ایک آسان امر ہے۔ لیکن آپ کا اصل امتحان اس وقت ہوگا جب آپ کی کوئی ذاتی دلچسپی ہوگی یا آپ کو بعض مشکلات کا سامنا ہوگا۔ یہی وہ وقت ہے جب انسان کا اصل کردار اور اخلاقی قوتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ پس وقفِ نو کا ممبر ہونے کی حیثیت سے آپ کو ہمیشہ اور ہر حال میں سچائی اور اچھے اخلاق پر قائم رہنا چاہئے۔ اسی طرح دوسروں کو نرم دل، عاجز اور بے نفس ہونے کی نصیحت کرنا تو آسان ہے مگر دوسروں کو نصیحت کرنے سے پہلے آپ کو اپنے اندر تبدیلی لانی چاہئے اور اپنی عادتوں کو بہتر بنانا چاہئے۔

اچھی صحبت بھی بہت اہمیت کی حامل ہے۔ اس لئے آپ کو حکمت کے ساتھ اپنے دوستوں کا انتخاب کرنا چاہئے۔ آپ کے دوست اچھے اخلاق کے حامل ہوں اور آپ بُرے اخلاق کا مظاہرہ کرنے والوں سے دُور رہیں۔ آپ کو جھگڑے اور فضول کی لڑائیوں سے بچنا چاہئے۔ آپ کو لڑکیوں سے نامناسب دوستیاں کرنے اور ان سے نامناسب تعلقات قائم کرنے سے بھی اجتناب کرنا چاہئے۔ چھوٹی عمر سے ہی آپ کو باقاعدگی سے جماعتی پروگراموں میں جانا چاہئے اور خود بھی اُن میں حصہ لینا چاہئے۔ آپ زیادہ سے زیادہ وقت جماعت کی خدمت کے لئے دیں۔

جہاں تک چھوٹی عمر میں تبلیغ کرنے کا تعلق ہے تو چھوٹی عمر سے ہی واقفین نو کو اسلام کا پیغام پھیلانے کی عادت ہونی چاہئے۔ آجکل بہت سے لوگوں کا اسلام کے بارہ میں منفی نظریہ ہے۔ چنانچہ آپ سب کے لئے اس غلط نظریہ کو دُور کرنے کا ایک بہت بڑا چیلنج ہے۔ اسلام ایک پُرامن، محبت والا اور رحم کی تعلیم دینے والا مذہب ہے۔ دوسروں سے زیادہ یہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ دنیا کو اسلام کی یہ حقیقی تصویر دکھائیں۔ پس weekends یا چھٹیوں کے دوران آپ کو تبلیغ کرنی چاہئے اور اسلام پر جو جھوٹے الزامات لگائے جاتے ہیں ان کے دفاع میں اپنا کردار ادا کرنا چاہئے۔ جماعت اور جماعت کی ذیلی تنظیم مجلس خدام الاحمدیہ دونوں تبلیغی پروگرام اور تقریبات منعقد کرتے ہیں۔ پس آپ کو ان پروگراموں میں اپنی خدمات پیش کرنی چاہئیں اور زیادہ سے زیادہ مدد کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اس طرح ایک طرف تو آپ کو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوگی کہ آپ نے دوسروں تک اسلام کا پیغام پہنچایا ہے اور دوسری طرف آپ کا اپنا علم، تجربہ اور اعتماد بڑھے گا جس کا فائدہ انشاء اللہ آپ کو پوری زندگی ہوگا۔

مزید برآں عاجزی اور صبر بہت اہم اوصاف اور خصوصیات ہیں جو آپ میں ترقی کرنی چاہئیں۔ درحقیقت عاجزی ہر وقف نو کا امتیاز ہونا چاہئے۔ دوسری طرف آپ کو ہر قسم کے تکبر اور خود پسندی سے نفرت ہونی چاہئے۔ اور آپ کو ذاتی طور پر اس کے خاتمہ کے لئے ایک جہاد کرنا چاہئے۔ نیز آپ کو ہفتہ وار جمعہ ادا کرنا چاہئے اور اس بات کو یقینی بنائیں کہ آپ میرے خطبات جمعہ سن رہے ہیں۔ **آپ کو ہر وقت خلافت سے اپنے تعلق کو مضبوط کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ دوسروں سے بڑھ کر وقف نو کے ممبران کو ہمیشہ خلافت کی قربت پانے اور خلافت سے رہنمائی حاصل کرنی چاہئے۔ آپ کو اطاعت کے حوالہ سے ایک نمونہ ہونا چاہئے اور خلیفہ وقت افراد جماعت کو جو بھی ہدایات دیں ان کو سمجھنے اور ان پر پورا اُترنے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے۔**

جہاں تک آپ کی دنیاوی تعلیم کا تعلق ہے تو وہ واقفین نو جو سیکنڈری سکول میں پڑھتے ہیں خصوصاً 14 یا 15 سال کے واقفین نو کو سائنس کے مضامین میں ایک گہری دلچسپی پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ ان مضامین میں آگے بڑھنے کی کوشش کریں کیونکہ مبلغین کے علاوہ ہمیں ڈاکٹرز کی بھی بہت ضرورت ہے۔ ہمیں سائنس اور دوسرے مضامین کے اساتذہ بھی چاہئیں۔ اس لئے وقفِ نو کے ممبران کو teaching کی فیلڈ میں بھی جانا چاہئے۔

مزید مَیں آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کے مطالعہ اور آپؑ کی جماعت سے وابستہ توقعات کو سمجھنے کی کیا اہمیت ہے۔ واقف نو ہونے کی حیثیت سے آپ کو ہر وقت لازماً اس حوالہ سے توجہ دینی چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی باتوں پر غور کریں اور جو بھی تعلیم آپؑ نے دی ہے آپ کا اُس پر پختہ ایمان ہونا چاہئے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ افراد جماعت اگر آپ کی ہدایات پر عمل نہیں کرتے تو وہ ایمان میں کمزور ہیں۔ اگر وقف نَو کے ممبران جو مستقبل میں ہماری جماعت کے سفیر ہیں خود اپنے ایمان میں کمزور ہیں تو ہم کبھی بھی دنیا میں انقلاب لانے اور دنیا کو نجات کی طرف رہنمائی کرنے کی توقع نہیں رکھ سکتے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس شدید خواہش کا بھی اظہار فرمایا ہے کہ افراد جماعت توحید کے قیام کو آگے بڑھانے والے ہوں یعنی اللہ کی وحدانیت کو جوش اور جذبہ کے ساتھ قائم کرنے والے ہوں۔ پس ہر موقع پر واقفین نو کو تبلیغ کے لئے بھی اور لوگوں کو خدائے واحد کی طرف لانے کے لئے بھی صفِ اوّل میں ہونا چاہئے۔ مزید برآں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بار بار ذکرِ الٰہی، یعنی خدا تعالیٰ کو یاد کرنے کی اہمیت بیان فرمائی ہے۔ پس دن بھر میں پنجوقتہ نمازوں میں ہی نہیں بلکہ اس کے علاوہ بھی آپ کو دعا اور ذکرِ الٰہی کی عادت ڈالنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

نیز آپ اپنے اخلاق اور اپنی روحانی حالت کو بہتر بنانے کے لئے ہمیشہ ترقی کرنے کی کوشش کریں۔ یہ کبھی نہ سوچیں کہ آپ نے وہ سب کچھ حاصل کرلیا ہے یا وہ تمام اَہداف حاصل کر لئے ہیں جن کا آپ سے تقاضا کیا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ایک حقیقی مومن کو کبھی مطمئن نہیں ہونا چاہئے بلکہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے اپنے تعلق کو بڑھانے اور تقویٰ میں ترقی کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اگر یہ روح آپ کے اندر موجود ہے تو انشاء اللہ آپ کامیاب ہوں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کی تائید و نصرت فرماتا ہے جو اُس کی قربت حاصل کرنے کی کوشش میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے ہمیں ہدایت دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ سنجیدگی کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہئے کہ وہ ہمیں تمام بداعمال سے محفوظ رکھے اور یہ کہ ہم ہمیشہ اور ہر وقت پاک رہیں اور تقویٰ پر قائم رہیں۔ آجکل کے معاشرے میں یقیناً بہت سے خطرات اور مخفی گڑھے موجود ہیں جن میں انسان گرسکتا ہے۔ چنانچہ یہ دعائیں اس صورتحال میں آپ کے اِرد گرد گناہ آلود اور پُرکشش ماحول سے محفوظ رہنے کے لئے زیادہ اہمیت کی حامل ہیں۔ دوسرے مواقع پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فرمایا ہے کہ ہماری جماعت صرف اُس وقت دوسرے مسلمانوں سے ممتاز ہوگی جب ہم سنجیدگی کے ساتھ اسلام کی حقیقی تعلیمات پر عمل کریں گے اور ہر وقت قرآن کریم کو مشعل راہ بنائیں گے۔ پس وقف نو سکیم کے ممبران کو اس نکتہ کی طرف خاص توجہ دینی چاہئے۔

ہر معاملے میں اور ہر کام میں آپ کی رہنمائی کا ذریعہ اسلامی تعلیمات اور اس کے تقاضے ہونے چاہئیں۔ آپ کی زندگی کا ہر لمحہ قرآن کریم کی تعلیمات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنت کے مطابق ہونا چاہئے۔ اگر آپ کا برتاؤ اس کے مطابق ہے تو پھر نہ صرف آپ کو اس کا فائدہ ہوگا بلکہ آپ جماعت کے لئے فخر کا باعث بنیں گے اور دوسروں کے لئے بطور نمونہ بھی ہوں گے۔ اگر آپ بااخلاق اور ایماندار ہیں تو لوگ طبعی طور پر آپ کی طرف مائل ہوں گے اور آپ اُن کو مثبت طور پر متأثر کرنے کا ذریعہ بنیں گے۔

الحمد للہ ہماری جماعت میں بہت سے نو مبائعین ہیں۔ جب انہیں پوچھا جاتا ہے کہ جماعت کی طرف بنیادی طور پر کس چیز نے انہیں مائل کیا ہے تو بہت سے کہتے ہیں کہ اُن کو اسلام کی طرف لانے کا باعث ان کے احمدی دوستوں کے اچھے برتاؤ اور اچھے اخلاق ہیں۔ پس اگر آپ مخلص احمدی مسلمان ہیں اور آپ کا اٹھنا بیٹھنا اسلامی تعلیمات کے مطابق ہے تو آپ مسلسل ایک قسم کی خاموش تبلیغ میں حصہ لے رہے ہوں گے جس کا ثواب آپ کو اللہ تعالیٰ سے ملے گا۔ بے شک ہر احمدی کے اعلیٰ معیار ہونے چاہئیں اور ہر احمدی کو اس خاموش تبلیغ میں حصہ لینا چاہئے لیکن ہمارے واقفینِ نو کو اس حوالہ سے اعلیٰ معیار قائم کرنے والوں میں ہونا چاہئے۔

ہمیشہ یاد رکھیں کہ ہم خوش نصیب ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا اور ہمیں آپؑ کو ماننے کی توفیق ملی۔ مگر جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے کہ آپ کو ماننا ہی کافی نہیں بلکہ ہمیں لازماً اپنی حالت کو بہتر بنانے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے اور یہ کہ ہم شرائط بیعت پر عمل کرنے والے ہوں۔ اور جن باتوں کی ہم تبلیغ کرتے ہیں اُن پر ہم خود بھی عمل پیرا ہوں۔ اس حوالہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’آدمی کو بیعت کر کے صرف یہی نہ ماننا چاہئے کہ یہ سلسلہ حق ہے... صرف ماننے سے اللہ تعالیٰ خوش نہیں ہوتا جب تک اچھے عمل نہ ہوں۔‘‘

آپؑ مزید فرماتے ہیں:

’’کوشش کرو کہ جب اس سلسلہ میں داخل ہوئے ہو تو نیک بنو۔ متقی بنو۔ ہر ایک بدی سے بچو... زبانوں کو نرم رکھو۔ استغفار کو اپنا معمول بناؤ۔ نمازوں میں دعائیں کرو۔‘‘

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 274۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

آخر پر میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس مقدس عہد کو پورا کرنے کی صلاحیتیں عطا فرمائے۔ وہ عہد جو پہلے آپ کے والدین نے آپ کی پیدائش سے پہلے کیا تھا جس کی تجدید آپ نے خود اس کے بعد کی ہے اور چھوٹی عمر کے واقفین نو بچے بھی انشاء اللہ آئندہ کریں گے۔ اللہ کرے کہ آپ سب اپنے فرائض ادا کرنے والے ہوں اور آپ کا شمار ان لوگوں میں ہو جو اس دنیا میں حقیقی اور ہمیشہ قائم رہنے والے روحانی انقلاب لانے کا باعث بنیں۔ آمین۔

اب میرے ساتھ دعا میں شامل ہوجائیں۔

☆...☆...☆

خلافت احمدیہ کے زیرہدایت ونگرانی گھانا (مغربی افریقہ) میں

احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے نفوذ اوراس کی روزافزوں ترقی کی روشن ودرخشندہ اورایمان افروز تاریخ کی چند جھلکیاں

احمد طاہر مرزا۔ مبلغ سلسلہ گھانا

[غانا (جس کا پرانا نام گولڈ کوسٹ تھا) مغربی افریقہ کا ایک اہم ملک ہے۔آج سے 97 سال قبل اس ملک میں حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ایک صحابی اورواقف زندگی مبلغ حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیّر کو وہاں کے بعض مسلمانوں کی درخواست پر وہاں بھجوایا۔اور یوں وہاں احمدیت کا پودا لگا۔آج 97 سال بعد خلافت احمدیہ کی زیر ہدایت ونگرانی وہ پودا نشوونما پاتے ہوئے اللہ کے فضل سے نہ صرف یہ کہ ایک عظیم تناور درخت کی صورت اختیار کر چکا ہے بلکہ اس کی ہر شاخ اس طرح پھولی اور پھلی اور مثمر بثمرات حسنہ ہوئی ہے کہ وہ ایک ایسے دلربا، سدابہار اور جانفزا باغ میں تبدیل ہو چکا ہے جو اپنے خوشنما پھولوں اور پھلوں اور اپنی تروتازگی اور عظیم روحانی اور پاک تاثیرات کے لحاظ سے اپنی ایک منفرد عظمت اور شان رکھتا ہے۔

انشاء اللہ تین سال کے بعد 2021ء میں جماعت احمدیہ گھانا اللہ تعالیٰ کے بے انتہا فضلوں اور رحمتوں اوراس کی نصرت وتائید کے متعدد نشانوں پر اظہارِ تشکر کے لئے اپنی صدسالہ جوبلی منارہی ہوگی۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرالعزیز نے مکرم احمد طاہر مرزا صاحب مبلغ سلسلہ گھانا کو جماعت احمدیہ گھانا کی تاریخ مرتب کرنے کی ذمہ داری سونپی ہے۔اور وہ الفضل انٹرنیشنل کی درخواست پر جماعت احمدیہ گھانا کی روشن اور درخشندہ تاریخ کی بعض جھلکیاں قارئین الفضل کے علم وایمان میں اضافہ کے لئے ہمیں بھجوا رہے ہیں جو ان کے شکریہ کے ساتھ ہدیۂ قارئین ہیں۔دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس کام کو پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ کی منشاء مبارک کے مطابق احسن رنگ میں انجام دینے کی سعادت اورتوفیق بخشے۔ایسے احباب وخواتین جن کے پاس گھانا میں جماعت کی تاریخ سے متعلق کوئی اہم مواد یا تاریخی و نایاب تصاویر یا واقعات ہوں تو وہ مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ گھانا کے توسّط سے انہیں بھجوا سکتے ہیں۔(مدیر)]

برّ اعظم افریقہ میں احمدیت کا نفوذ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ 1895ء میں ہوا تھا۔اور مشرقی افریقہ (کینیا ،ممباسہ ،یوگینڈا، ماریشس) اس نور سے منور ہو چکا تھا بلکہ ہندوستان سے صحابہ مسیح موعود علیہ السلام کی ایک جماعت ان علاقوں میں بسلسلہ روزگار ریلوے لائن بچھانے،طبی خدمات کرنے اور دیگر کئی امور کے لئے اس زمانے کی برٹش کالونیوں میں موجود تھی۔ اور 1898ء سے ان کا قادیان اوراخبار الحکم سے بذریعہ خط وکتابت رابطہ بھی ہو چکا تھا۔اور کئی احباب کو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ خواب وہاں اطلاع دیدی تھی کہ امام مہدی آچکا ہے۔ جیسے حضرت عمر دین صاحبؓ (حجام) ابن احمد یار صاحب سکنہ قلعدار ضلع گجرات بیان کرتے ہیں کہ:

”اس جگہ (قادیان) مَیں 1900ء میں آیا تھا اور آن کر مسجد اقصیٰ میں بیٹھ کر میں نے دُعا کی کہ یااللہ! اگر یہ شخص وہی ہے جو میری خواب والا ہوا کہ جو کہ تو نے مجھ کو خواب میں افریقہ میں دکھایا تھا تو پھر میں اس کی بیعت کر لوں گا۔اگر وہ نہ نکلا تو میں اس کی بیعت بھی نہیں کروں گا اور نہ نماز اس کے ساتھ پڑھوں گا اور نہ ہی کھانا کھاؤں گا اور فوراً واپس چلا جاؤں گا۔ یہ دُعا کر ہی رہا تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ اس مسجد میں تشریف لے آئے اور میں نے دیکھ کر کہا کہ یہ تو بالکل وہی شخص ہے جس کو میں نے افریقہ کے ملک میں خواب میں دیکھا تھا۔حضور کو شناخت کرنے کے بعد ہفتہ کو بیعت کی اور اجازت لے کر تیار ہو گیا تو حضور نے فرمایا کہ کم از کم حق کو شناخت کرنے کے لئے پندرہ دن یہاں اور ٹھہرو۔ میں نے عرض کی کہ حضور میرے لئے دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو توفیق بخشے تو میں ہمیشہ آپ کی زیارت کرنے کے لئے حاضر ہوتا رہوں۔ پھر حضور نے فرمایا کہ اگر بندے پر کوئی ایسا وقت آجاوے کہ یہاں پہونچنے کی طاقت نہ ہو تو پھر خط ضرور لکھتے رہا کریں۔میرے خطوط کا حضور نے جو جواب دیا وہ میرے پاس خط موجود ہیں۔

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر5 صفحہ 32-34)

غرض ملائکۃ اللہ مسیح محمدی کا پیغام مشرقی افریقہ کی سرزمین میں پہنچا چکے تھے۔اور حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب نیرؓ سے قبل 1915ء سے حضرت صوفی غلام محمد صاحبؓ مبلغ سیلون وماریشس، ماریشس مشرقی افریقہ میں تبلیغ اسلام کا فریضہ ادا کر رہے تھے۔

مغربی افریقہ میں احمدیت کا آغاز

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کو افریقہ میں تبلیغ کی تحریک کیسے ہوئی؟اس کے بارہ میں حضورؓ فرماتے ہیں:

”مجھے افریقہ میں تبلیغ اسلام کی ابتدائی تحریک درحقیقت اس وجہ سے ہوئی کہ میں نے ایک دفعہ حدیث میں پڑھا کہ حبشہ سے ایک شخص اٹھے گا جو عرب پر حملہ کرے گا۔اور مکہ مکرمہ کو تباہ کرنے کی کوشش کرے گا۔“

[قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَرِّبُ الْكَعْبَةَ ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ (بخاری کتاب الحج، باب ھدم الکعبۃ حدیث 1596)]

فرمایا:

”جب میں نے یہ حدیث پڑھی اسی وقت میرے دل میں یہ تحریک پیدا ہوئی کہ اس علاقہ کو مسلمان بنانے کی کوشش کرنی چاہئے تاکہ یہ انذاری خبر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ٹل جائے اور مکہ مکرمہ پر حملہ کا کوئی خطرہ باقی نہ رہے۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ ہمیں بعض دفعہ منذر رؤیا آتا ہے تو ہم فوراً صدقہ کرتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اگر کسی کی موت کی خبر ہمیں ہوتی ہے تو وہ صدقہ کے ذریعہ ٹل جاتی ہے۔اور صدقہ کے ذریعہ موت کی خبریں ٹل سکتی ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ اگر افریقہ کے لوگوں کو مسلمان بنالیا جائے تو وہ خطرہ جس کا احادیث میں ذکر آتا ہے نہ ٹل سکے۔ چنانچہ میرے دل میں بڑے زور سے تحریک پیدا ہوئی کہ افریقہ کے لوگوں کو مسلمان بنانا چاہئے۔اسی بنا پر افریقہ میں احمدیہ مشن قائم کئے گئے ہیں۔ بے شک خدا تعالیٰ نے بعد میں اور بھی سامان ایسے پیدا کر دیئے جن سے افریقہ میں تبلیغ اسلام کا کام زیادہ سے زیادہ مستحکم ہوتا چلا گیا مگر اصل بنیاد افریقہ کی تبلیغ کی یہی حدیث تھی کہ افریقہ سے ایک شخص اٹھے گا جو عرب پر حملہ کرے گا اور خانہ کعبہ کو گرانے کی کوشش کرے گا۔(نعوذ باللہ)۔ مَیں نے اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے اس کے فضلوں کی امید میں چاہا کہ پیشتر اس کے کہ وہ شخص پیدا ہو جس کا احادیث میں ذکر آتا ہے ہم افریقہ کو مسلمان بنالیں اور بجائے اس کے کہ افریقہ کا کوئی شخص مکّہ مکرمہ کو گرانے کا موجب بنے وہ لوگ اس کی عظمت کو قائم کرنے اور اس کی شہرت کو بڑھانے کا موجب بن جائیں۔“

(ازالفضل قادیان 25 مارچ 1920ء)

چنانچہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے مغربی افریقہ میں پہلا مشن قائم کرنے کے لئے حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیر کا انتخاب فرمایا جو اُن دنوں لنڈن میں فریضہ تبلیغ ادا کر رہے تھے۔

دوسری طرف پہلے گھانین احمدی چیف مہدی آپاہ مرحوم نے کیپ کوسٹ کے ایک شامی مسلمان تاجر سے حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحبؓ کا پتہ لیا اوران سے خط وکتابت کی اور پیسہ جمع کر کے سفید مبلغ منگوانے کے لئے لنڈن مشن کو بھیج دیا۔

حضرت مولانا عبد الرحیم نیّر صاحب رضی اللہ عنہ 9 فروری 1921ء کو لنڈن سے روانہ ہوئے اور 19 فروری کو سیرالیون پہنچے۔تختہ جہاز پر مسٹر خیر الدین افسر تعلیم سیرالیون نے آپ کا استقبال کیا۔اور 20 فروری 1921ء کو مسلمانوں کے مقامی مدارس اور مسجد میں آپ نے چار لیکچر دیئے۔ آخر تقریر کے بعد جو عیسائیوں کے لئے مخصوص تھی سوال وجواب بھی ہوئے۔ پھر 21 فروری 21ء کی صبح کو آپ نے سرکاری حکام سے ملاقات کر کے مسلمانوں کی تعلیمی حالت کی طرف توجہ دلائی اور اسی روز تیسرے پہر جہاز پر سوار ہو کر 28 فروری 1921ء کو ساڑھے چار بجے شام گولڈ کوسٹ (گھانا) کی بندرگاہ سالٹ پانڈ پر لنگرانداز ہوئے اور مسٹر عبدالرحمن پیڈرو (جو لیگوس نائیجیریا کے پڑھے لکھے مسلمان تھے) کے مکان پر Paying Guest کے طور پر قیام پذیر ہوئے۔

مکرم چیف مہدی آپاہ کی رؤیا

اُس وقت گولڈ کوسٹ عملاً عیسائیت کا مرکز تھا جہاں شمالی اورجنوبی نائیجیریا اور وسط افریقہ کے کچھ لوگ آباد ہوگئے تھے۔ اور اصل باشندوں میں صرف فینٹی (Fanti) قوم مسلمان تھی جس کے چیف کا نام مہدی آپاہ تھا۔حضرت مولانا نیّر صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ:

”جس روز (28 فروری 1921ء کو) میں سالٹ پانڈ پہنچا امیر مہدی بیان کرتے ہیں کہ اسی شب انہوں نے رؤیا میں دیکھا کہ رسول خدا ﷺ ان کے کمرے میں داخل ہوئے ہیں۔“

(ازالفضل قادیان 19 مئی 1921ء ص6)

سوشل میڈیا کے کمالات میں ایک یہ بھی ہے کہ سینکڑوں پرانے ریکارڈ بھی آن لائن کر دیئے ہیں حتی کہ بحری جہازوں کے مسافران کی فہرستیں کہ کب کون کہاں سے کس بندرگاہ اور کس جہاز پر روانہ ہوا اور کہاں لنگرانداز ہوا۔ یہ سب ریکارڈ تلاش کے بعد مل سکتے ہیں۔ایسا ہی حضرت مولانا نیّر کے بارہ میں بھی سفری معلومات A R Nayyar کے تحت مل سکتی ہیں۔

آپ 9 فروری 1921ء کو انگلستان سے گولڈ کوسٹ گھانا میں احمدیت کی بنیاد ڈالنے کے لئے **بروٹو** بحری جہاز سے روانہ ہوئے۔یوں 21 فروری 1921ء کی شام پانچ بجے جب حضرت مولانا نیّر صاحب کا جہاز بروٹو سیرالیون سے روانہ ہو کر لائبیریا کے پانیوں کو چیرتے ہوئے 28 فروری کی شام ساڑھے چار بجے سالٹ پانڈ پر لنگرانداز ہوتا ہے تو مغربی افریقہ کے ملک گھانا میں جماعت احمدیہ گھانا کی بنیاد پڑتی ہے۔

(نامۂ نیر از الفضل قادیان 5 مئی 1921ء)

(نیز الفضل قادیان فروری تا مئی 1921ء کے شماروں سے ماخوذ)

اگرچہ اس ملک میں اس سے قبل احمدیت کا پیغام پہنچ چکا تھا کیونکہ نائجیریا کے بعض احمدی مسلمان کسی نہ کسی حوالہ سے اس ملک میں موجود تھے۔تاہم اس سے قبل کوئی گھانین احمدی موجود نہ تھا۔البتہ اس بات کا امکان موجود ہے کہ اس سے قبل کسی گھانین احمدی نے احمدیت قبول کی ہو کیونکہ عدم علم سے عدم شئی لازم نہیں۔

گھانا میں اہل گھانا نے فروری مارچ کے مہینہ میں ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیغام کو قبول کیا۔ 28 فروری ویکم مارچ 1921ء میں جب مولانا عبدالرحیم نیر صاحب انگلستان سے بحری سفر کرتے ہوئے اور لیگوس سے ہوتے ہوئے ساحل سالٹ پانڈ گولڈ کوسٹ پر لنگر انداز ہوئے تو اس وقت ان کی کیا کیفیت ہوگی جبکہ اس ملک میں کوئی احمدی نہ تھا۔اور پھر بفضلہٖ تعالیٰ چند دنوں کے اندر ہی ہزارہا گھانین اسلام احمدیت قبول کر کے امام مہدی علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کے بارہ میں موجود پیشگوئیاں کہ ”وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا“ کا مصداق بن گئے۔ دیکھا جائے تو سالٹ پانڈ بھی دنیا کا ایک کنارہ ہے۔اُس وقت کے یادگار مناظر کی کیفیت کا نظارہ حضرت مولانا نیر صاحبؓ نے تھوڑا سا کھینچا ہے جب ایک موقعہ پر سالٹ پانڈ کے ساحل پر شب ہجراں میں نیلگوں آسمان سے باتیں کر رہے تھے جس کی کیفیت انہی کی زبانی سنتے ہیں۔آپ تحریر فرماتے ہیں:

”لیگوس نائیجیریا کی بے حد مصروفیت کے بعد سالٹ پانڈ میں ایک ہفتہ کا جزوی آرام ملنے سے خیالات میں تموج اور طبیعت میں کچھ روانی آگئی ہے۔ افریقہ کا صاف آسمان سر پر ایک گنبد نما خیمہ معلوم ہوتا ہے جس پر چمکتے ہوئے تارے بہت دلربا معلوم ہو رہے ہیں اور نہایت خوبصورتی سے زینت سقف کا کام دے رہے ہیں اور میرا بے قرار دل آج تاروں کو یاد کر کے باتیں کر رہا ہے اور بے اختیار میرے منہ سے برسوں پہلے کسی وقت نظر سے گزرا ہوا شعر جاری ہے ؎

تم بھی ہو تارے ہم بھی ہیں تارے
تم ہو سما کے ہم ہیں زمین کے

اس حالت وجد وسرور میں اور خیالات کے اس عالم میں ایک طرف سمندر آج بیحد شور مچا رہا ہے اور دوسری طرف ہوسا (Hausa) لڑکیاں و مرد پنجاب کے دیہاتیوں کی طرح آج صحرائی ڈھولوں اور نقاروں کو اس زور سے بجا

رہے ہیں کہ الاماں! اور اس نقارخانہ کے شور کے ساتھ ان کا ناچنا، چلانا مل کر نیند کو نہ صرف آنکھوں سے بلکہ احاطہ مکان سے دور پرے دھکیل رہا ہے۔ اس حالت میں اگر بے چین بے آرام کوئی چیز اس شور کے خاتمہ تک مصروف وخوش رکھنے کا موجب ہوئی تو ذیل کے چند اشعار ہیں جو ''اکونہ'' ''پورب کی رہائش'' اپنے محبوب کے زمانہ کی یاد۔ ''کرشن اوتار'' ''کرشن لیلا'' کی تصنیف کے اوقات کی طرف متوجہ کرتے اور اپنی تبلیغی مشکلات کو آنکھوں تلے لاتے ہیں۔

میرے سر میں جنوں ہے دل میں جلن ۔ مورا چین گیا موری نیند گئی
مجھے آتا ہے یاد وہ سیمیں بدن ۔ مورا چین گیا موری نیند گئی
ہائے وہ بھی تھے دن جب دیکھتے ہم ۔ وہا پنا صنم وہ اپنا بلم
جب یاد وہ آیا مسیح زمن ۔ مورا چین گیا موری نیند گئی
تیری یاد میں آنکھوں سے اشک بہے ۔ ترے ہجر میں ہوش وحواس گئے
تری دید کی دل میں لگی جو لگن ۔ مورا چین گیا موری نیند گئی
ترے نور (☆1) سے ڈھارس من کو ملی ۔ ترے دین سے طاقت تن کو ملی
رہی تیری جدائی ہمیشہ کٹھن ۔ مورا چین گیا موری نیند گئی
تیرے لخت جگر کی صورت ہے ۔ محمود (☆2) کی موہن مورت ہے
ہے وہ بھی ہے دور، ہے دور وطن (☆3) ۔ مورا چین گیا موری نیند گئی
تیرے ہجر میں دیس بدیس پھری ۔ کھلے کیس بدل کے میں بھیس پھری
کئے وصل کی خاطر سارے جتن ۔ مورا چین گیا موری نیند گئی
مرے مولا اکیلی میں بندی تری ۔ مرے سامنے رَن میں ہے فوج پڑی
میرا دشمن (☆4) بل پہ ہے اپنے مگن ۔ مورا چین گیا موری نیند گئی
میری بیّاں پکڑ کے گلے سے لگا ۔ میرے سینے سے سینے کو اپنے ملا
ہائے جلتی ہے سینے میں بِرہا اَگن ۔ مورا چین گیا موری نیند گئی
تیرا نیرّ خستہ جگر ہے جہاں ۔ اسے جنگ ہے برّ سے بحر سے واں
لیجو اس کی خبر تورے لاگی چرن ۔ مورا چین گیا موری نیند گئی

(نامۂ نیر از الفضل قادیان 10 نومبر 1921ء)

(1☆ حضرت مولانا نورالدین بھیرویؓ خلیفۃ المسیح الاول ۔ 2☆ حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ ۔ 3☆ قادیان ۔ 4☆ دجال)

... ...

گھانا کی ابتدائی تاریخ احمدیت کی کچھ یادیں

قریباً 1870ء میں غانا کے ایک میتھوڈیسٹ پادری جناب بنجابین سام (Benjaman Sam) نے ایک شخص جناب ابوبکر بن صدیق کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور قبولِ اسلام کے بعد وہ بن یامین کہلانے لگے۔ جلد ہی انہوں نے اپنے ایک قریبی دوست کو بھی مسلمان بنالیا جس کا اسلامی نام ''مہدی'' رکھا گیا۔ یہ وہی چیف مہدی آپاہ (Appah) تھے جو گھانا میں احمدیت کے معمار اوّل بنے۔

جب مارچ 1921ء کے ابتدائی ہفتہ میں حضرت مولانا نیر صاحب چیف مہدی آپاہ کے منتظر تھے مولانا نیر صاحبؓ نے اپنے خط میں اخبار الفضل قادیان کو لکھا کہ کیا عجب کہ اللہ تعالیٰ اس مہدی کو امام مہدی کے قبول کرنے کی سعادت عطا فرمائے۔ چنانچہ اگلے روز جب چیف مہدی آپاہ صاحب مرحوم استقبال کے لئے سالٹ پانڈ پہنچے تو اسی وقت اللہ تعالیٰ نے انہیں احمدیت قبول کرنے کی سعادت عطا فرمائی۔ اور کئی الٰہی نشانات پورے ہونے کے ساتھ ساتھ حضرت مولانا نیر صاحبؓ کی دلی خواہش کو قبولیت کا شرف بخشا گیا۔

وایں سعادت بزور بازو نیست

جناب بن یامین نے اپنے علاقہ میں اسلام کے فروغ کیلئے بڑی محنت کی اور جلد ہی ایک بہت بڑی تعداد ان کے پیروکاروں میں شامل ہوگئی۔ یہ پیروکار پہلے پہل تو اپنے چیف بن یامین کے گھر پر ہی نمازیں ادا کرتے اور دیگر دینی امور میں راہنمائی حاصل کرتے تھے۔ لیکن جلد ہی انہوں نے زمین کا ایک بڑا ٹکڑا حاصل کرلیا تا کہ وہ آزادی سے اپنے چیف کے ساتھ اجتماعی عبادات بجالاسکیں۔ چنانچہ اس اراضی پر ایک نئے قصبے Kuro-Fofor کی بنیاد ڈالی گئی۔ یہ قصبہ اب بھی Ekrawfo کے نام سے آباد ہے۔

یوسف نے خواب میں سفید رنگ کے بعض لوگوں کو اسلامی رنگ میں عبادت کرتے ہوئے دیکھا

1915ء میں بن یامین کی وفات کے بعد ان کے معتمد ساتھی مہدی آپاہ (Appah) نے اس گروپ کی قیادت سنبھال لی۔ جنگ عظیم اول کے بعد چیف مہدی آپاہ کے ایک پیروکار یوسف نے خواب میں سفید رنگ کے بعض لوگوں کو اسلامی رنگ میں عبادت کرتے ہوئے دیکھا۔ جب یوسف نے اپنی خواب اپنے بزرگوں اور دوسرے لوگوں کو سنائی تو انہوں نے ایسے لوگوں کا پتہ چلانے کی کوشش کی جنہیں یوسف کی خواب میں اسلامی عبادات بجالاتے ہوئے دکھایا گیا تھا۔ یوسف کے ایک دوست نے انہیں بتایا کہ اس قسم کے لوگ ہندوستان میں بھی رہتے ہیں۔ چنانچہ یوسف اور اس کے دوستوں نے ہندوستان میں رہنے والے بعض مذہبی لوگوں کے ساتھ خط وکتابت شروع کی۔ اس خط وکتابت کے نتیجہ میں ہندوستان کے ایک مذہبی اسلامی گروپ (جماعت احمدیہ قادیان) کی طرف سے چیف مہدی آپاہ کو بتایا گیا کہ اگر کرایہ کے لئے تین سو پاؤنڈ سٹرلنگ کا انتظام کردیا جائے تو انہیں دینی تعلیم دینے کے لئے ہندوستان سے ایک مبلغ بھجوایا جاسکتا ہے۔ تین سو پاؤنڈ کی رقم ان دنوں میں معمولی رقم نہیں تھی۔ چنانچہ چیف مہدی آپاہ اور ان کے مریدوں نے اپنی زمینیں اور قیمتی اشیاء گروی رکھ کر یہ رقم جمع کر کے ہندوستان بھیجی۔ اور پھر ایک لمبے انتظار کے بعد افریقہ کے لئے پہلے مبلغ احمدیت حضرت مولوی عبدالرحیم نیر صاحبؓ 1921ء میں سالٹ پانڈ کے ساحل پر اترے تو چیف مہدی آپاہ کی جانب سے بھجوائے ہوئے مقامی لوگ بھی آپؓ کے استقبال کے لئے وہاں پہنچے۔

پہلے سیکرٹری، بن یامین عیسیٰ کیلسون صاحب

اس طرح غانا میں پہلے احمدیہ مشن کا قیام عمل میں آیا۔ چیف مہدی آپاہ نے مترجم کے فرائض انجام دینے کے لئے اپنے ایک کزن بن یامین عیسیٰ کیلسون کو مقرر کیا جنہوں نے کچھ عرصہ پہلے ہی اسلام قبول کیا تھا۔ گویا بن یامین عیسیٰ صاحب غانا میں احمدیہ مشن کے پہلے سیکرٹری تھے۔ آپ بعد ازاں جماعت احمدیہ غانا کے پہلے صدر بھی مقرر ہوئے اور نومبر 1960ء میں اپنی وفات تک اس عہدہ پر فائز رہے۔

حضرت مولانا عبدالرحیم نیر صاحبؓ سب سے پہلے چیف مہدی آپاہ اور ان کے پیروکاروں کو تبلیغ کر کے مسیح موعودؑ کی غلامی میں لائے۔ چیف مہدی آپاہ نے حضرت مولوی صاحبؓ کی رہائش کا انتظام اپنے قصبہ کے قریبی بڑے شہر سالٹ پانڈ میں کروایا اور اس طرح سالٹ پانڈ میں غانا کا پہلا باقاعدہ احمدیہ مشن قائم ہوا۔ اور غانا کے کئی افراد نے بھی نہایت اخلاص کے ساتھ اپنی خدمات احمدیہ مشن کے سپرد کردیں۔ 19/ اکتوبر 1925ء کو چیف مہدی آپاہ کی وفات ہوئی اور انہیں ان کے دوست بن یامین کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

The Guidence Monthly Ghana (Periodical June 1997 سے ماخوذ)

گھانا میں احمدیت کا جو بیج بویا گیا آج ایک تناور درخت بن چکا ہے

آج 97 سال بعد مئی جون 2018ء میں اسی ساحل سالٹ پانڈ پر بیٹھ کر جب یہ عاجز ماضی کی طرف نظر دوڑاتا ہے تو زندہ خدا کے ہزاروں زندہ نشانات اور اس کی تجلیات جلوہ گر ہوتی دکھائی دیتی ہیں۔ کہاں وہ بزرگان احمدیت جنہوں نے یہاں درختوں کی جڑیں (کساوا، یام، کوکو یام، پلانٹین اور کوکو یام کے پتے اور سہاجنا (Moringa) کے پتے وغیرہ) کھا کر گزارا کیا اور ایک ہم ہیں کہ آج گھانا میں دنیا جہان کی تمام نعمتیں موجود ہیں یا دوسرے ممالک سے منگوائی جاتی ہیں۔ تاہم جو پہلے ہے وہ واقعی پہلے ہے۔ ان بزرگان احمدیت کی قربانیوں کے انمٹ نقوش تاریخ احمدیت گھانا میں تا قیامت چمکتے دمکتے رہیں گے۔ ان کی قربانیوں کا مقابلہ نہیں کیا جاسکتا اور آنے والے مورخین ہمیشہ انہیں خراج تحسین پیش کرتے رہیں گے۔ اب تک جو کئی کتب و انسائیکلوپیڈیاز اور رسائل و جرائد میں جو مغربی افریقہ (گولڈ کوسٹ) میں احمدیت کے طلوع کا ذکر کرتے ہیں تو چیف مہدی آپا صاحب مرحوم، بنیامین سائم صاحب مرحوم اور حضرت مولانا نیر صاحب کا ذکر کئے بغیر آگے نہیں بڑھتے۔ گولڈ کوسٹ میں آ کر واقعی اندازہ ہوتا ہے کہ ان مبلغین کی قربانیوں کو موجودہ حالات کے تقابلی تناظر میں پرکھا نہیں جاسکتا۔ تاہم یہ بھی نظام قدرت ہے کہ ہر دور اپنی نوعیت کی قربانیوں کا متقاضی ہوتا ہے۔ ان بزرگوں کی قربانیوں ایک یہ بھی پھل ہے کہ آج جامعۃ المبشرین اور جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا انہی مقامات پر قائم ہیں جہاں ان ابتدائی مبلغین نے ان مقامات کے چپّہ چپّہ پر اسلام احمدیت کا پیغام پہنچایا تھا۔

مبلغین کے لئے نصائح

اُس دور میں سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی مبلغین سے کیا توقعات تھیں؟ اس کا اندازہ ان ہدایات سے ہوتا ہے کہ جب 23 جنوری 1922ء میں گولڈ کوسٹ کے لئے دوسرے مبلغ حضرت حکیم فضل الرحمن صاحب روانہ ہونے لگے تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے انہیں تحریری اور زبانی نصائح فرمائیں جن کا خلاصہ یہ تھا کہ:

(1) وہاں کی زبان سیکھیں (2) نہایت محبت اور حکمت سے کام لیں (3) وہ قومیں اپنے سرداروں کا بہت ادب کرتی ہیں اس لئے ان سے معاملہ کرتے وقت کوئی ایسی بات نہ ہو جو ان کو بری لگے۔ جب ان کو نصیحت کریں تو علیحدگی میں کریں۔ (4) ان کی دماغی قابلیت کے لحاظ سے تدریجاً علم دین سکھائیں۔ (5) ہمیشہ چست رہیں (6) اپنا کام کرتے وقت دوسروں پر نگاہ مت رکھیں۔ (7) اخلاق کا خاص خیال رکھیں اور حُکّام سے معاملہ کرتے وقت مناسب ادب سے پیش آئیں۔ (8) افریقنوں کا تاثر ہے کہ دنیا ہم سے نفرت کرتی ہے مگر آپ ان سے محبت کا معاملہ کریں۔ (9) عادات لباس اور کھانے پینے میں ہمیشہ کفایت مدّنظر رہے۔

(الفضل قادیان 20 مارچ 1922ء صفحہ 7)

مکرم چیف مہدی آپا مرحوم کا ذکر خیر

جیسا کہ بیان کیا گیا اب تک کے ریکارڈ کے مطابق مکرم چیف مہدی آپاہ ہی وہ پہلے احمدی بزرگ تھے جن کی دعوت پر سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے حضرت مولانا عبدالرحیم نیر صاحبؓ کو گولڈ کوسٹ (گھانا) روانہ کیا۔ جماعت احمدیہ گھانا کے بانی بزرگ اُس وقت بہت بوڑھے ہو چکے تھے جب آپ احمدیت کے نور سے منور ہوئے اور قبول احمدیت کے چار سال بعد ہی 19/ اکتوبر 1925ء کو انتقال کر گئے۔ آپ کی قبر کو یہ سعادت حاصل

مکرم چیف مہدی آپا

ہے کہ تین خلفاء سلسلہ نے آپ کی قبر پر تشریف لے جا کر دعا کی ہے۔ اور پھر سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے قادیان میں آپ کی نماز جنازہ غائب پڑھائی اور خطبہ ثانیہ میں آپ کا ذکر خیر کرتے ہوئے فرمایا:

''نماز کے بعد دو جنازے غائب پڑھائے جائیں گے۔ احباب کو چاہئے اس میں شریک ہوں۔ پہلا جنازہ چیف مہدی گولڈ کوسٹ (افریقہ) کا ہے جو فوت ہوگئے ہیں جو بہت مخلص احمدی تھے اور ابھی احمدی نہیں ہوئے تھے کہ انہیں رؤیا میں ایک سفید احمدی کے آنے کے متعلق بتایا گیا کہ مہدی معہود کی خبر دے گا۔ ان کے نزدیک ہم بھی سفید آدمی ہیں۔ گو انگریزوں کے نزدیک ہم کالے ہیں۔ ان کی رؤیا کو ماسٹر عبدالرحیم نیر صاحب نے وہاں جا کر پورا کیا۔'' (الفضل قادیان 10 نومبر 1925ء)

افریقی ممالک کے لئے برکات کا نزول

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

''میری ہی ذرّیت سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کو کئی باتوں میں مسیح سے مشابہت ہوگی۔ وہ آسمان سے اترے گا اور زمین والوں کی راہ سیدھی کردے گا۔ وہ اسیروں کو رستگاری بخشے گا۔ اور ان کو جو شبہات کی زنجیروں میں مقیّد ہیں رہائی دے گا۔'' (تذکرہ صفحہ 178)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہ الہامات اس بات کی تائید کرتے ہیں کہ پسماندہ اور محکوم اقوام کی بیداری کا تعلق آپ کے زمانہ سے ہے اور پھر آپ کے زمانہ کے بھی اس حصہ سے ہے جو ''مصلح موعود'' کا زمانہ ہوگا۔ کیونکہ اس کے کاموں میں ایک ضروری اور اہم کام ''اسیروں کی رستگاری'' یعنی مغلوب ومقہور اقوام کو ذلّت و حقارت کے گڑھے سے نکال کر اور جھوٹے مذاہب اور رسم ورواج کے شکنجہ سے آزاد کر کے انہیں خدائے واحد کے آستانہ پر لانا تھا۔

عجیب بات ہے کہ 1944ء میں خدا تعالیٰ سے علم پا کر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ ''مصلح موعود'' ہونے کا دعویٰ کیا اور اس کے بعد جلد ہی دنیا میں آزادی اور بیداری کی ایک لہر دوڑ گئی۔ مغلوب اور محکوم اقوام نے اپنے حقوق کے حصول کے لئے بھرپور کوشش شروع کردی اور حاکم اقوام کو مجبور کردیا کہ وہ ان کے ممالک سے اپنا بوریا بستر لپیٹ لیں۔ چنانچہ ایک طرف ایشیا کے ممالک پاکستان، بھارت، برما، ملائشیا، سنگاپور، انڈونیشیا اور ہند چینی کے

علاقے غلامی کے بندھن تڑوا کر آزاد ہو گئے تو دوسری طرف افریقہ کے اکثر ممالک مثلاً کینیا، یوگنڈا، تنزانہ، صومالیہ، ماریشس، گھانا، نائیجیریا، سیرالیون، گیمبیا، لائبیریا، آئیوری کوسٹ اور دیگر کئی ممالک نے صدیوں بعد آزادی کی فضا میں سانس لینا شروع کیا۔ جو ممالک 1944ء کے بعد آزاد ہوئے ان میں سے افریقی ممالک سب سے زیادہ پسماندہ تھے۔ جہاں رہنے والوں کے لئے ترقی کے سب راستے بند تھے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اوائل زمانہ خلافت میں ہی ان علاقوں میں دلچسپی پیدا ہوئی۔ چنانچہ آپ نے 1921ء میں حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیر کو وہاں بھجوا کر وہاں کے رہنے والوں کی مادی اور روحانی ترقی کے پروگرام کی بنیاد رکھی۔ 1934ء میں مشرقی افریقہ کی طرف توجہ فرمائی اور وہاں باقاعدہ تبلیغی مشن قائم فرمایا۔ حضور رضی اللہ عنہ نے ان مشنوں کے قیام کی وجوہ پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا:

’’بیرونی ممالک میں سے افریقہ کے باشندے ایسے ہیں جو تہذیب وتمدن سے کوسوں دور ہیں اور جن میں ہزاروں سال سے کوئی بیداری نہیں پائی جاتی تھی۔ تہذیب کا لہریں مارتا ہوا دریا جب افریقہ کی سنگلاخ زمین تک پہنچتا تو یوں معلوم ہوتا کہ وہ دریا اس کی ریت میں غائب ہو گیا ہے۔ چنانچہ 1872ء تک مسلمان پہلو بہ پہلو رہتے ہوئے اس میں داخل نہ ہو سکے۔ اور انہوں نے یہاں کی جہالت اور تاریکی کو دور کرنے کی کوشش نہ کی۔ بے شک عیسائیت نے اس طرف رخ کیا مگر عیسائیوں نے اس لئے رخ نہیں کیا کہ وہ ان اقوام میں اپنے حقوق کے حصول کے متعلق بیداری پیدا کریں بلکہ اس لئے کہ... وہ اقوام عیسائیوں کے پیچھے چلتی جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ عیسائیت کے ماتحت سو سال میں بھی افریقن لوگوں میں بیداری پیدا نہیں ہوئی۔ یہ حالات اس طرح چلتے چلے آ رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اِذَا الۡوُحُوۡشُ حُشِرَتۡ کی پیشگوئی پورا کرنے کے لئے ہمارے دل میں تحریک پیدا کی کہ ہم اپنے مبلّغ افریقہ میں بھجوائیں۔ چنانچہ نائیجیریا، گولڈ کوسٹ اور سیرالیون میں ہم اپنے مشن قائم کر چکے ہیں اور اب لائبیریا اور کچھ فرنچ علاقے ایسے ہیں جن میں مبلغ بھجوائے جائیں گے۔ اس طرح مغربی افریقہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسی بیداری پیدا ہو رہی ہے کہ جس کی مثال پہلے کسی زمانہ میں نہیں ملتی۔‘‘

(روزنامہ الفضل ربوہ 25/مارچ 1960ء)

افریقن عوام کے شاندار مستقبل کی خبر

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کو اوائل خلافت میں افریقن عوام کے شاندار مستقبل کی نسبت یہ خبر دی گئی کہ:

’’خدا تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا ہے کہ افریقہ جو مسلمانوں سے عیسائیوں کے ذریعہ نکل چکا ہے اب آپ کے ذریعہ مسلمانوں کو دلائے اور خدا تعالیٰ کی غیرت کا وقت آ گیا ہے۔ اب سے پہلے خدا خاموش بیٹھا رہا جس طرح صیّاد جال کے نیچے دانہ ڈال کر بیٹھا رہتا ہے اور جانوروں کو وہ دانہ جس پر اس کی قیمت لگی ہوتی ہے چننے دیتا ہے۔ مگر اب جب دنیا نے اپنی غلطی سے سمجھ لیا ہے کہ اسلام مٹنے والا ہے خدا چاہتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ اسے اکناف عالم میں پھیلا دیا جائے۔

(تقدیر الٰہی} تقریر 26/دسمبر 1919ء {مرتبہ منشی خواجہ غلام نبی صاحب بلانوی، ناشر تالیف واشاعت قادیان، مندرجہ انوار العلوم جلد 4 صفحہ 29-30)

....

پہلے گھانین احمدی جو جماعتی نمائندہ کے طور پر زیارت کے لئے ربوہ تشریف لے گئے

پھر وہ وقت آن پہنچا جب پہلے گھانین نے ربوہ کی مبارک سرزمین پر قدم رکھا اور جناب الحاج جے۔ سی۔ الحسن عطا صاحب مرحوم، سابق پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ اشانٹی ریجن کماسی ، گھانا، (وفات 15 مارچ 1998ء بعمر 96 سال) پہلے گھانین احمدی 1949ء میں ربوہ میں پہنچ کر تاریخ احمدیت گھانا کا ایک سنہری باب بن گئے۔ مکرم الحاج حسن عطاء صاحب مرحوم کو خلافت سے بے پناہ محبت تھی۔ یہی وجہ تھی کہ آپ 1949ء سے لے کر 1986ء تک قادیان، ربوہ اور پھر لندن میں منعقدہ جماعت احمدیہ کے سالانہ جلسوں میں بلا ناغہ شریک ہوتے رہے۔ 1949ء میں آپ پہلے گھانین افریقی تھے جو جماعتی نمائندے کے طور پر زیارت ربوہ کے لئے تشریف لے گئے۔ اس کے بعد سے جب تک آپ کی صحت نے اجازت دی بلا ناغہ اپنے خرچ پر جلسہ ہائے سالانہ میں شریک ہوتے رہے۔ 1949ء میں جب آپ جماعتی نمائندہ کے طور پر ربوہ تشریف لے گئے تو خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے آپ کے اعزاز میں ایک تقریب منعقد کی جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ بھی تشریف لائے اور انگریزی زبان میں تقریر فرمائی۔ جس میں آپ نے افریقہ کی آزادی (The Rise of Africa) کے بارہ میں پیشگوئی فرمائی۔ الحمدللہ یہ پیشگوئی بعد میں بڑی شان سے افریقی ممالک کی آزادی کے رنگ میں پوری ہوئی۔

(الفضل انٹرنیشنل 22/28 مئی 1998ء)

....

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کا گھانین احباب کے نام پیغام

چنانچہ اس سلسلہ میں سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے قیام پاکستان کے بعد براہ راست گھانین افریقن احمدیوں کے نام بھی ایک نہایت امید افزا پیغام دیا جو رسالہ ’’ریویو آف ریلیجنز‘‘ کے ستمبر 1955ء کے شمارہ میں شائع ہوا۔ اور یہ پیغام انہی گھانین احمدی جناب حاجی جے۔ سی۔ الحسن عطا صاحب مرحوم، سابق پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ اشانٹی ریجن (کماسی ، گھانا) (وفات 1998ء بعمر 90 سال) کے توسط سے ارضِ بلال تک پہنچا اور اس نے افریقن احمدیوں میں زبردست بیداری پیدا کردی۔

حضرت مصلح موعودؓ کے اس تاریخی پیغام کے الفاظ حسب ذیل تھے:

I am reading the writing on the wall that there is a great future for your race. God does not forsake a race for all the times to come. Sometime,He gives opportunity to one nation and one continent and then He offers the same opportunity to another nation and other continent. Now is your time. You have been oppressed and ruled by others for a very very long time. Rest assured that your glorious time is fast approaching. People were made to think that yours is an inferior race. I can say about myself that in my young age , when I used to read books, in English, I used to think about your race as inferior one.But when I grew up and read the traditions and the Holy Quran, I came to know that it was all wrong. God has not made an exception of your people.

God mentions all races and nations as equal. When He sends any prophet in the world, He gives sufficient intelligence also to the men, who are addressed,to accept that prophet. If you have not sufficient intellegence or in other words are an inferior race then God frobid, it is His fault Who sent a prophet to a people who have no intellegence to accept him. But this is not the case . Islam says that Europeans, Americans, Asiatics, Africans and people in far off islands are equal. All of them have the same power of understanding, learning, memorising and inventing. Americans consider themselves as upper men. They even hate Europeans The Europeans hate Asiatics. As far as Ahmadiyyat goes I assure you that we, (and when I say we, I mean myself and all the Ahmadies who follow me) consider all the people on earth as equal. All of us are equal and have the same powers. I assure you that during my life time I am not going to allow any Ahmadi to adopt the aforesaid mistaken ideas as prevalent in the world. Just as the Holy Prophet said that he would crush such ideas under his heels, so I assure you that I will also crush such ideas under my heels.

"So go and prove yourselves true Ahmadies. Tell your brothers that you went to Pakistan and Rabwah and found that in Pakistan also there are brothers , who feel for you and consider all Ahmadies as equal, and that you did not see Pakistanees rather Africans in different colours. They are looking towards their African brothers as their own kith and kin. I am expecting the same sacrifice from Africans and ask you to preach and convey the message of Islam to every corner of your country."

"Rabwah will always look forward to you to bring every body in the Gold Coast into the fold of Ahmadiyyat, or the True Islam, the religion of God".

(The Review of Religions, September 1955. P.532,533)

یعنی میں یہ نوشتہ دیوار پر پڑھ رہا ہوں کہ آپ کی (افریقن) نسل کے لئے ایک عظیم مستقبل مقدر ہے۔ اس کا شاندار زمانہ قریب تر آ رہا ہے۔ خدا نے ماضی میں بھی کسی قوم کو نہیں چھوڑا نہ آئندہ نظر انداز کرے گا۔ وہ بعض اوقات کسی ایک قوم اور براعظم کو موقع دیتا ہے اور پھر ایک دوسری قوم اور دوسرے براعظم کو منتخب فرماتا ہے۔ ایک لمبے عرصے تک آپ لوگوں پر ظلم کیا گیا اور دوسروں کے محکوم رہے اب آپ کا وقت ہے۔

لوگوں کو یہ سوچنے پر مجبور کیا گیا کہ افریقن ایک کمتر قوم ہے۔ خود مَیں اپنے متعلق بھی کہہ سکتا ہوں کہ اپنے عہد شباب میں جبکہ میں انگریزی کتابیں پڑھا کرتا تھا تو میرا بھی یہی خیال تھا۔ لیکن بڑے ہو کر جب میں نے قرآن وحدیث کا مطالعہ کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ یہ سب کچھ غلط تھا۔ خدا تعالیٰ نے آپ کی قوم سے کوئی امتیازی سلوک نہیں برتا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمام نسلیں اور قومیں برابر ہیں۔ جب وہ کوئی اپنا فرستادہ دنیا میں بھیجتا ہے تو وہ کافی ذہانت اُن لوگوں کو بھی عطا فرماتا ہے جن کو مخاطب کیا جاتا ہے کہ وہ اس رسول کو قبول کریں۔ اگر آپ کے پاس یہ ذہانت نہیں یا دوسرے الفاظ میں آپ ایک کمتر نسل ہیں تو معاذ اللہ یہ خدا کا نقص ہے کہ اس نے ایک ایسی قوم کی طرف اپنا مامور بھیجا ہے جو ذہانت سے خالی تھی کہ اس کو قبول کر سکے۔ لیکن معاملہ یہ نہیں ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ یورپ، امریکہ، ایشیا، افریقہ اور دور دراز جزیروں کے سب باشندے برابر ہیں۔ تمام کو قوتِ عقل اور قوتِ علم و ایجاد عطا کی گئی ہے۔ گو امریکن اپنے تئیں ایک فوق البشر مخلوق سمجھتے ہیں اور یورپین سے بھی نفرت کرتے ہیں اور یورپ کے لوگ ایشیائیوں کو بنظر حقارت دیکھتے ہیں مگر جہاں تک تحریک احمدیت کا تعلق ہے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ (اور جب میں یہ کہتا ہوں تو میری مراد ان تمام احمدیوں سے ہے جو میرے متبع ہیں) کہ ہم سمجھتے ہیں کہ زمین پر بسنے والے تمام لوگ برابر ہیں۔ ہم تمام برابر ہیں اور ایک جیسی صلاحیتیں رکھتے ہیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں اپنی زندگی میں کبھی کسی احمدی کو یہ اجازت دینے کے لئے تیار نہیں ہونگا کہ وہ مذکورہ بالا خیالات کو جو دنیا میں رائج ہیں اختیار کرے۔ بالکل اسی طرح جس طرح آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ ایسے خیالات کو اپنی ایڑیوں کے نیچے کچل دیں گے۔ پس میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں بھی ایسے نظریات کو اپنے پاؤں تلے مسل دونگا۔ پس جائیں اور اپنے آپ کو سچا احمدی ثابت کریں۔ اور اپنے بھائیوں کو بتائیں کہ آپ پاکستان گئے تھے اور ربوہ میں بھی آپ نے بچشم خود دیکھا کہ پاکستان میں بھی آپ کے بھائی ہیں جو آپ کے جذبات کا احساس کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ تمام احمدی برابر ہیں۔ اور یہ کہ آپ نے پاکستانیوں اور افریقن میں کوئی الگ رنگ نہیں دیکھا۔ پاکستانی اپنے افریقن بھائیوں کو اپنے عزیز واقارب کی طرح دیکھتے ہیں۔ میں افریقنوں سے بھی اسی قربانی کی توقع کرتا ہوں اور آپ سے کہتا ہوں کہ آپ تبلیغ کریں اور پیغام اسلام افریقہ کے کونے کونے تک پہنچا دیں۔ ربوہ ہمیشہ آپ کا انتظار کرے گا کہ آپ گولڈ کوسٹ کے ہر فرد کو احمدیت کی آغوش میں لے آئیں جو حقیقی اسلام اور خدا کا دین ہے۔

(تاریخ احمدیت جلد 18 صفحہ 115-119)

....

باقی صفحہ نمبر 28 پر ملاحظہ فرمائیں

محترم مولانا فضل الٰہی بشیر صاحب (مرحوم)

وسیم احمد چیمہ۔لندن

جماعت احمدیہ کے دیرینہ خادم اور سابق استاد جامعہ احمدیہ ربوہ محترم مولانا فضل الٰہی بشیر صاحب مربی سلسلہ 3 ستمبر 2015ء کو صبح چار بجے طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ میں بقضاء الٰہی 97 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔آپ کی نماز جنازہ 4 ستمبر 2015ء کو بعد نماز جمعہ مسجد مبارک ربوہ میں محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب (مرحوم) ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے پڑھائی اور بہشتی مقبرہ دارالفضل کے قطعہ نمبر12 میں تدفین کے بعد محترم مرزا خورشید احمد صاحب نے ہی دعا کروائی۔ یہ وہ قطعہ ہے جہاں علماء سلسلہ اور بزرگان مدفون ہیں۔18 ستمبر 2015ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مسجد بیت الفتوح لندن میں نماز جنازہ غائب پڑھائی اور خطبہ جمعہ میں تفصیل کے ساتھ محترم مولانا صاحب مرحوم کا ذکر خیر فرمایا۔اور ان کی خدمات دینیہ کو سراہا۔

محترم مولوی صاحب سے خاکسار کی تھوڑی بہت جان پہچان جامعہ احمدیہ میں تعلیم کے دوران ہی تھی۔آپ کا بہت ہی نفیس اور محبت والا مزاج تھا۔مجھے جب علم ہوا کہ ان کا تعلق گوجرانوالہ کے چیمہ خاندان سے ہے تو ان کے ساتھ مزید تعلق بڑھ گیا۔ان کی رہائشگاہ جامعہ احمدیہ کے سامنے تھی۔آپ جامعہ کے لڑکوں کو اکثر اپنے گھر مدعو کرتے تھے۔مہمان نواز شخصیت کے مالک تھے، اپنی طاقت سے بڑھ کر مہمان نوازی کرتے تھے مگر ان کی مہمان نوازی میں بہت ہی بے تکلفی تھی۔وہ بہت ہی خوبصورت زمانہ تھا۔ربوہ کے بزرگ احباب میں سادگی اور محبت بہت نمایاں تھی۔تمام اساتذہ کی کوشش ہوتی تھی کہ اپنے شاگردوں کا خیال رکھیں۔مجھے یاد ہے کہ محترم محمد احمد جلیل صاحب مرحوم اکثر ہمیں اپنے گھر بلاتے تھے۔ سادگی سے روٹی اور سالن پیش کرتے اور ساتھ گلاس میں پانی دیتے ہوئے بے تکلفی سے کہتے کہ ہمارے پاس جگ بھی ہے۔ یہ نہ سمجھنا کہ نہیں ہے، کہو تو لا کر دکھا دوں۔اسی طرح اس دور کے ہمارے اساتذہ میں محترم ملک سیف الرحمان صاحب (مفتی سلسلہ عالیہ احمدیہ)۔محترم مولانا غلام باری صاحب سیف یہ سب بزرگ حد درجہ کے ملنسار، مہمان نواز اور دعا کرنے والے تھے۔مولانا محمد شریف صاحب کا یہ حال تھا اگر کوئی لڑکا ٹیسٹ میں فیل ہو جاتا تو چوہدری صاحب بڑے ہی پیارے انداز میں فرماتے، بیٹا یہ آپ کی غلطی نہیں ہے یہ میری غلطی ہے کہ میں آپ کو اچھی طرح سمجھا نہیں سکا۔

مولانا فضل الٰہی صاحب بشیر مرحوم کی بات ہو رہی تھی۔مولانا صاحب ایک متوکّل واقف زندگی تھے۔ان کا گھرانہ بڑا تھا۔خدا تعالیٰ نے ہمیشہ ان کی ساری ضرورتوں کو پورا کیا۔اپنی ضرورتوں کے لئے کبھی کسی سے نہیں مانگا۔ نہ کسی بھائی سے، نہ کسی اور سے۔ بلکہ میرا ذاتی مشاہدہ تھا کہ انہوں نے ہی ہمیشہ دوسروں کی مدد کی۔ بہت ہی غیرت منداور بااصول شخصیت کے مالک تھے جس کا ذکر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبہ جمعہ میں بھی فرمایا۔حضور نے ان کے ذکر میں فرمایا کہ مدرسہ احمدیہ کی فیس نہ ہونے کی وجہ سے انہوں نے مدرسہ چھوڑ دیا۔کچھ دنوں کے بعد حضرت مرزا ناصر احمد (خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ) نے بلایا کہ مدرسہ کیوں نہیں آرہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ فیس نہیں ہے شرمندگی کی وجہ سے چھوڑ دیا۔حضرت مرزا ناصر احمد (رحمہ اللہ) نے فرمایا کہ میں انتظام کر دیتا ہوں۔آپ نے کہا کہ صدقہ نہ لوں گا۔ قرضہ حسنہ دے دیں۔ اس طرح آپ نے تعلیم جاری رکھی۔

خاکسار نے 1976ء میں جامعہ احمدیہ پاس کیا تو میری پہلی تقرری گکھڑ منڈی میں ہوئی تھی۔محترم مولوی صاحب کا گاؤں تلونڈی کھجور والی گکھڑ منڈی کے قریب ہی تھا اور ان کا گاؤں میرے حلقے میں تھا۔چند ماہ بعد محترم محمد احمد جلیل صاحب مرحوم کے ذریعہ محترم مولوی صاحب کے ہاں رشتہ کی بات ہوئی اور طے ہو گئی اور 1977ء میں جلسہ سالانہ کے معاً بعد شادی ہو گئی۔ یوں میرا ان سے ایک دامادی کا رشتہ بن گیا۔جب میری شادی ہوئی اس وقت مولانا صاحب فلسطین میں جماعتی خدمات بجالا رہے تھے۔محترم مولوی صاحب 1980ء میں واپس پاکستان آ گئے اور جامعہ میں تدریس کے فرائض انجام دینے لگے۔

محترم مولوی صاحب کا خاکسار کے ساتھ بہت ہی پیار کا رشتہ تھا۔ان کے ساتھ 40 سال گزرے۔ان پر مالی مشکلات بھی آئیں۔لیکن ہمیشہ تحمل کے ساتھ گزارا کیا۔آپ ایک کامیاب مبلغ تھے اور دعا گو انسان تھے۔ نماز میں ان کا ایک خاص شغف تھا۔ان کی اولاد اس بات کی گواہ ہے کہ انہوں نے ساری زندگی تہجد کی نماز نہ چھوڑی۔ روزانہ کا معمول تھا کہ نماز تہجد کے بعد مسجد میں نماز پڑھتے اور گھر آکر خود اپنے لئے چائے بناتے اور بڑی ہی پیاری آواز میں تلاوت قرآن مجید کرتے۔روزانہ ایک پارہ پڑھنا ان کا معمول تھا۔مسجد مبارک ان کے گھر سے فاصلے پر تھی مگر روزانہ کے معمول میں فجر کی نماز وہاں ہی ادا کرتے۔جب تک صحت نے اجازت دی سائیکل پر جاتے رہے۔ اپنی زندگی کے آخری سالوں میں محلے کی مسجد میں نماز پڑھتے رہے۔لیکن نماز جمعہ اور نماز تراویح مسجد مبارک میں ہی ادا کرتے رہے۔ان کو اس مسجد سے اس لئے پیار تھا کہ خلفائے احمدیہ اس میں نماز پڑھا کرتے تھے۔ مطالعہ کے شوقین تھے۔ روزانہ الفضل شروع سے آخر تک پڑھتے۔ ان کے روزانہ کے معمول میں کتب سلسلہ کی پروف ریڈنگ کا کام تھا۔ بہت ہی توجہ اور انہماک سے اس کام کو سرانجام دیتے تھے۔خدا کے فضل سے انہیں عربی، فارسی، اردو اور انگلش پر عبور تھا۔فلسطین میں ایک لمبا عرصہ مبلغ کے طور پر کام کیا۔ان کا مطالعہ بہت وسیع تھا۔قرآن مجید اور احادیث کا بھی گہرا علم رکھتے تھے۔

آپ کی شخصیت میں مزاح کا عنصر بھی تھا۔اپنے حلقے میں جن سے دوستی تھی عزت اور احترام سے اس کو نبھایا۔لوگ بھی آپ کو بہت عزت دیتے تھے۔آپ کے احباب میں گھر کا مالی اور دیگر غرباء بھی تھے جن کی استطاعت کے مطابق مدد کیا کرتے تھے۔اور ان سے احترام کا ایک رشتہ رکھا۔آپ اپنے بھائیوں سے عزت اور احترام سے پیش آتے اور ان کی خدمت کرتے تھے۔ اپنی والدہ اور والد محترم کا ذکر بہت ہی محبت سے کیا کرتے تھے۔اپنی اولاد سے بہت محبت تھی اور ان کے لئے بہت دعائیں کرتے تھے۔

خاکسار جب بھی اسلام آباد (پاکستان) سے ربوہ آتا تو بہشتی مقبرہ لے جانے کی فرمائش کرتے۔سب سے پہلے قطعہ خاص جاتے۔ پورا ایک گھنٹہ وہاں گزرتا۔الگ الگ قبروں پر کھڑے ہو کر لمبی لمبی دعائیں کرتے۔اس کے بعد اپنے والد صاحب اور والدہ صاحبہ کی قبروں پر جاتے اور دیگر بہن بھائیوں کی قبروں پر کھڑے ہو کر دعا کرتے۔اس طرح دو تین گھنٹے ان کے وہاں گزرتے۔

مولانا صاحب کی پہلی تقرری ایسٹ افریقہ میں ٹانگانیکا میں ہوئی۔اب یہ ملک تنزانیہ کے نام سے جانا جاتا ہے۔ساؤتھ تنزانیہ کے علاقہ مٹوارہ، لنڈی اور سونگیا میں خدمات بجالاتے رہے۔ وہاں رہ کر انہوں نے سواحیلی زبان بھی سیکھی۔خاکسار کی جب تنزانیہ میں تقرری ہوئی تو پرانے افریقن احباب ان کو بڑی عزت و احترام سے یاد کیا کرتے تھے۔1988ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ تنزانیہ تشریف لے گئے تو بہت سے احباب نے اس بات کا اظہار کیا کہ وہ مولوی فضل الٰہی صاحب کے زمانے میں احمدی ہوئے تھے۔

ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ جب 2005ء میں تنزانیہ کے شہر مٹوارہ کے دورہ پر تشریف لے گئے تھے، تو کئی افراد نے ذکر کیا کہ وہ مولانا فضل الٰہی صاحب بشیر کے وقت میں احمدی ہوئے تھے۔انہیں زبان سیکھنے کا فن آتا تھا۔

محترم مولانا صاحب کو خلافت احمدیہ سے عشق کے درجے پر عزت اور احترام تھا۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے عاشق تھے۔انہوں نے چار خلفاء کرام کا زمانہ پایا اور ان کے ساتھ کام کرنے کا موقع بھی ملا۔حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہُ اللہ بنصرہ العزیز سے ملاقات کا بہت ہی شوق تھا۔ یہ خلافت ہی کی محبت تھی کہ 2005ء میں قادیان کا سفر کیا اور حضور اقدس ایدہُ اللہ سے شرفِ ملاقات پایا۔ 2013ء میں خدا تعالیٰ نے دوبارہ موقع دیا اور نقاہت اور کمزوری کے باوجود آپ یُوکے جلسہ میں شامل ہوئے اور اپنے تین ہفتے کے قیام میں دو بار حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہوئی۔ اس قیام کے دوران فلسطین کے احمدی احباب نے بھی ان کی بڑی خدمت کی۔اللہ ان کو جزائے خیر دے۔اس دوران جلسہ پر آئے ہوئے ایسٹ افریقہ اور ماریشس کے احباب سے بھی ملاقاتیں ہوئیں۔ ماریشس میں ان کا بہت وقت گزرا تھا اور ان کا سسرال بھی وہاں تھا۔ان کی زوجہ محترمہ عائشہ کاہلوں کا تعلق ماریشس سے تھا۔مولوی صاحب کی وفات کے ڈیڑھ سال بعد ان کا بھی انتقال ہو گیا۔آپ اپنی اولاد کو جماعت اور خلیفہ وقت کے ساتھ منسلک رہنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔

باقی صفحہ نمبر28 پر ملاحظہ فرمائیں

آسماں تپنے لگا

ایک صادق پھر سے جھٹلایا گیا ہے غافلو
پھر خدا کا قہر بھڑکایا گیا ہے غافلو
پھر خدائے پاک سے ابلیس ہے الجھا ہوا
پھر سے نافرماں کوئی پایا گیا ہے غافلو
پھر رعونت سے کہیں تکذیب پر اصرار ہے
نوح کا طوفان پھر لایا گیا ہے غافلو
پھر سے نافرمان لوگوں پر ہوا نازل عذاب
بستیوں کو ان پہ الٹایا گیا ہے غافلو
جب کوئی گستاخ للکارے خدا کے شیر کو
درگہِ باری سے ٹھکرایا گیا ہے غافلو
آسماں تپنے لگا بے باک ظلم و جور سے
برچھیوں سے سینہ برمایا گیا ہے غافلو
قصہِ ماضی نہیں تائید اہل اللہ کی
سامنے آنکھوں کے دہرایا گیا ہے غافلو
عاجزانہ راہوں سے ملتا ہے ربّ العالمیں
بارہا قرآں میں فرمایا گیا ہے غافلو
تاکہ استغفار کا موقع ملے انسان کو
اک مسیحا پھر سے بھجوایا گیا ہے غافلو

(امۃ الباری ناصر)

بقیہ: جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا کی تقریب تقسیم اسناد

از صفحہ نمبر 40.........................

حصہ بنائیں۔

خدا تعالیٰ آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روحانی فوج میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے تا کہ آپ حقیقی اسلام کے پیغام کو پوری دنیا میں پھیلانے کے مقصد کو پورا کرنے والے ہوں۔ خدا تعالیٰ آپ کو کامیابی سے نوازے اور آپ کو اپنا مقصد پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ سب پر اپنا فضل نازل فرمائے۔ آمین۔

والسلام

آپ کا خیرخواہ

مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

... ...

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پیغام کے بعد جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ گھانا مکرم عباس بن ولسن صاحب نے معزز مہمانوں کا تعارف کروایا۔ تقریب میں نائب امراء ملک، ممبران مجلس عاملہ، جماعت احمدیہ گھانا کے ٹرسٹی مکرم نور الدین مومن، ممبران عاملہ لجنہ اماء اللہ گھانا، مکرم الحاج علیو صاحب سیکرٹری تعلیم جماعت احمدیہ گیمبیا، جماعتی ڈاکٹرز، ٹیچرز، اساتذہ جامعۃ المبشرین اور مبلغین سلسلہ شریک تھے۔ پرنسپل جامعۃ المبشرین نائیجیریا بھی حضور انور کی اجازت سے اس تقریب کے لئے تشریف لائے۔ نیز کینیڈا اور یُوکے سے وقف عارضی کے لئے گھانا میں تعینات مبلغین بھی شامل ہوئے۔ دیگر عمائدین میں ڈسٹرکٹ میونسپل آفیسر، گھانا ریونیو اتھارٹی کے نگران، فائر سروس کے انچارج، بنک افسران اور عدلیہ کے بعض عہدیداران شامل تھے۔ مہانوں کے تعارف کے بعد طلبا کے ایک گروپ نے حمدیہ نغمات پیش کئے جو بیک وقت 6 زبانوں پر مشتمل تھے۔ مکرم مرزا خلیل احمد بیگ صاحب صدر اکیڈیمک کمیٹی نے کانووکیشن کی رپورٹ پیش کی اور بتایا کہ 10 ممالک (گھانا، نائیجیریا، بورکینا فاسو، آئیوری کوسٹ، تنزانیہ، گنی بساؤ، کینیا، مالی، گیمبیا اور کرغزستان) کے 13 مبلغین سندات حاصل کر رہے ہیں۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ امسال فارغ التحصیل ہونے والے طلبا میں سے کرغزستان سے تعلق رکھنے والے **مکرم غیاث بیگ ابن عاشر علی صاحب کو رشین علاقوں کے پہلے مقامی مبلغ ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔**

مہمان خصوصی اور مہمان مقرر کے خطاب کے بعد تقسیم انعامات کی کارروائی شروع ہوئی۔ پہلے جامعہ احمدیہ میں دوران سال ہونے والے علمی مقابلہ جات اور کلاسوں میں پوزیشن حاصل کرنے والے طلبا نے مہمان خصوصی اور مہمان مقرر سے انعامات حاصل کئے۔ جبکہ فارغ التحصیل ہونے والے شاہدین نے مکرم امیر صاحب گھانا سے انعامات وصول کئے جو قرآن کریم، میڈلز، سندات اور تحائف پر مشتمل تھے۔ اسی طرح مہمانوں کی خدمت میں بھی بعض تحائف پیش کئے گئے۔ مکرم و محترم پرنسپل صاحب جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا کی ایک نظم

سنبھالے رہیں گے وفا کے علم

خلافت کے ادنیٰ سپاہی ہیں ہم

دو طلباء نے مل کر پیش کی۔ محترم امیر صاحب نے خطاب میں مہمانوں کو احمدیت کا تعارف کرواتے ہوئے جماعت کی عالمی امن کی کوششوں پر بھی روشنی ڈالی۔ اس تقریب میں 800 کے قریب مرد و زن نے شرکت کی۔ جس میں 600 کے قریب مرد اور 200 کے قریب خواتین اور بچے شامل تھے۔ جامعہ کی Flag Post پر لوائے احمدیت اور گھانا کا جھنڈا شان سے لہراتا رہا۔ اختتامی دعا کے بعد تمام احباب نے جامعہ کی مسجد نیر میں ظہر و عصر کی نمازیں ادا کیں اور پھر مہمانوں کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔ ایم ٹی اے افریقہ کی مرکزی ٹیم نے اس تمام پروگرام کی ریکارڈنگ کی۔ جبکہ 4 ٹی وی، 4 اخبارات اور 2 ریڈیوز کے نمائندے بھی تشریف لائے۔ انہوں نے کوریج کی اور امیر صاحب، پرنسپل صاحب اور بعض دیگر افراد کے انٹرویوز بھی کئے۔ تمام مہمانوں نے تقریب کے انتظامات اور جماعت کے پیغام محبت کو بہت سراہا اور جماعت احمدیہ کے رویّہ اور اخلاق کی تعریف کی۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل کی بنیاد 2012ء میں رکھی گئی تھی اور یہ دور خلافت خامسہ میں دیگر بہت سے ممالک میں قائم ہونے والے جامعات میں سے ایک ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ ادارہ اب پھلدار درخت بن چکا ہے اور اس وقت اس میں 24 ممالک کے 168 طلباء زیر تعلیم ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

☆...☆...☆

بقیہ: الفضل ڈائجسٹ

از صفحہ 38

رفع کرسکتا ہوں۔ میں نے عرض کیا کہ تکلیف کہاں کی، گھر سے بھی زیادہ آرام ہے۔ لیکن پیچھے کچھ مجبوریاں تھیں جو میں نے حضور کی خدمت میں بیان کیں تب حضور نے فرمایا کہ رہو، میں ابھی تک آپ کا معاملہ سمجھا ہی اچھی طرح سے نہیں، میں دعا کروں گا اگر خدا سے کچھ ظاہر ہوا تو بتا بھی دوں گا اور مہربانی کے لہجہ میں فرمایا کہ دیکھو قسمت سے ملاقات ہوتی ہے۔ نہ مجھے اپنی زندگی پر بھروسہ ہے نہ دوسروں پر۔ آپ دُور سے آئے اور اتنا حرج اور خرچ کرکے آئے ہو تو مناسب ہے کچھ دن اَور رہو۔

❁ ... ایک دن حضور کو درد گردہ ہوگیا۔ کئی اور علاج بھی کئے ہوں گے مگر چولہے میں آگ جلا کر مٹی کے ٹکڑے گرم کرکے لائے جاتے اور حضورؑ خود یا حضرت اماں جانؓ درد کی جگہ ٹکور کرتے جاتے۔ پلنگ پر کبھی آپ لیٹتے کبھی بیٹھتے، غرض تکلیف سے سخت بے آرام تھے۔ اتنے میں عصر کی اذان ہوئی تو خدا کے اس برگزیدہ نے درد پر گرم خشت باندھ کر نماز ادا کرکے دکھا دیا کہ بیماری بھی انسان کے ساتھ لازمی ہے اور نماز بھی فرض۔

حضرت سردار امام بخش صاحبؓ نہایت مخلص اور نیک انسان تھے، قادیان حاضر ہوتے تو حضورؑ کی پرانے خدام سے محبت کو نہایت رشک سے دیکھتے، ایک دفعہ فرمانے لگے پُرانے صوفیا کے طرز پر ہر ایک بزرگ کا کوئی معشوق ظاہری بھی ہوتا ہے اور اگر یہ بات درست ہے تو حضرت مسیح موعودؑ کے معشوق مفتی صاحب معلوم ہوتے ہیں کیونکہ اکثر جب حضرت صاحب آتے ہیں تو سب سے پہلے یہی کہتے ہیں کہ ”مفتی صاحب کہاں ہیں؟“

1909ء میں حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ ایک دورے کے سلسلے میں جب لیّہ سے گزرے تو حضرت سردار صاحبؓ اخوّت کا مظاہرہ کرتے ہوئے چند دیگر احباب کے ہمراہ ملاقات کے لئے سٹیشن پر تشریف لے گئے۔

حضرت سردار امام بخش قیصرانی صاحبؓ اپنے علاقہ میں معزز اور وجیہہ سردار ہونے کے باوجود خلافت کے ساتھ گہری وابستگی اور خلیفۂ وقت کے کامل مطیع اور حد درجہ فرمانبردار تھے۔ خلافت کے ساتھ نہایت وفا اور اخلاص کا تعلق تھا۔ آپ کے چھوٹے بھائی حضرت سردار شیر بہادر خان قیصرانی صاحبؓ (ولادت 1876ء۔ وفات 28 دسمبر 1956ء) کے بیٹے مشہور شاعر مکرم رشید قیصرانی صاحب کا تعارف کرواتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے حضرت سردار امام بخش قیصرانی صاحبؓ کی خلافت کے ساتھ محبت اور عقیدت کا ذکر یوں فرمایا کہ یہ بہت بہادر اور بہت مخلص تھے۔ انگریزوں نے جو مختلف خاندانوں کو مقام دیئے ہوئے تھے ان میں قیصرانی سرداروں کا مقام قادیان میں ہمارے خاندان سے آگے تھا۔ اور جب وائسرائے کا دربار لگتا تھا تو ان کو آگے کرسی ملتی تھی اور جو خاندان ہمارا تھا، آباء و اجداد کا اس کو نسبتاً پیچھے کرسی ملتی تھی۔ غالباً پرنس آف ویلز آئے تھے یا کوئی اور شہزادے آئے تھے۔ بڑے اہتمام سے ایک دربار بلایا گیا، پنجاب چیفس کی کرسیاں حکومت کے لحاظ سے ترتیب سے لگائی گئی تھیں۔ جو سب سے معزز وہ آگے جو اس کے بعد وہ اس کے پیچھے۔ اس طرح کرسیوں کی قطاریں ان خاندانوں کے انگریزوں کی نظر میں مقام کو بھی ظاہر کرتی تھیں۔ حضرت مصلح موعودؓ بھی مدعو تھے اور ایسا اہم موقعہ تھا کہ لوگوں نے مشورہ دیا کہ آپؓ ضرور جائیں۔ آپؓ بھی چلے گئے تو قیصرانی سردار کی کرسی آگے تھی اور کچھ پیچھے ہٹ کر حضرت مصلح موعودؓ کی کرسی تھی۔ اب انگریزوں نے مذہب کے لحاظ سے تو کوئی عزت نہیں دینی تھی، ان کو پرواہ بھی کوئی نہیں تھی لیکن خاندانی مقام کے لحاظ سے انہوں نے ٹھیک کیا۔ حضرت امام بخش قیصرانیؓ کی نظر پڑ گئی کہ حضرت مصلح موعودؓ پیچھے بیٹھے ہوئے ہیں۔ انہوں نے فوراً اپنی کرسی موڑی اور شہزادے کی طرف پیٹھ کرکے حضرت مصلح موعودؓ کی طرف منہ کرلیا۔ سرداروں کا یہ ایک دستور ہے کہ اکٹھے رہتے ہیں اور ان میں سے کوئی معزز آدمی حرکت کرے تو دوسرے بھی ویسے ہی کرتے ہیں۔ تو جتنے بھی ڈیرہ غازیخان کے معزز سردار تھے ان سب نے اپنی کرسیاں پھیر لیں۔ وائسرائے گھبرا گیا۔ اس نے سمجھا کہ کوئی بغاوت ہونے والی ہے۔ اتنی عجیب حرکت۔ اس نے فوراً آدمی دوڑایا کہ کیا ہوا ہے۔ کوئی ناراضگی ہوئی ہے تو ہمیں بتائیں۔ انہوں نے کہا ناراضگی تو کوئی نہیں مگر یہ میرا روحانی پیر ہے، میرے نزدیک یہ زیادہ معزز ہے، مَیں اس کی طرف پیٹھ نہیں کرسکتا۔ تو اُنہوں نے کہا کوئی مسئلہ نہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ کی کرسی وہاں سے اُٹھوائی، اگلی صف میں ساتھ رکھی تو پھر وہ سارے سیدھے ہوگئے۔ یہ ہے قیصرانی قبیلے کی داستان جو ہمیشہ یاد رہے گی۔ ان کی بہادری ان کا اخلاص۔

حضرت سردار امام بخش قیصرانیؓ نے 1924ء میں وفات پائی۔ آپ کی اہلیہ حضرت سردار بیگم صاحبہؓ بھی اپنے خاوند کی طرح مخلص احمدی تھیں، بڑے اخلاص اور توجہ سے جماعتی کام سرانجام دیتیں۔ آپ اپنے بیٹے مکرم سردار امیر محمد خان صاحب قیصرانی کی وجہ سے والدہ امیر محمد خان کے ساتھ جانی جاتی تھیں۔ 1932ء میں چوہدری فیض احمد صاحب انسپکٹر نظارت مال نے ڈیرہ غازی خان کا دورہ کرنے کے بعد اپنی رپورٹ میں وہاں کی لجنہ اماء اللہ کے کام پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے تعریفی کلمات لکھ کر رپورٹ دفتر مال کو بھجوائی۔ اس لجنہ کی صدر آپؓ ہی تھیں جو اپنی خداداد قابلیت اور اخلاص و ایثار سے لجنہ کے کام کو اپنی زیر نگرانی انجام دیتی تھیں۔ قرآن کریم اور حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کا درس دیتی تھیں۔ باقاعدہ رجسٹر، رسید بکیں اور رجسٹر روئیداد وغیرہ موجود تھا۔ آپؓ کو تحریک جدید کے پانچ ہزاری مجاہدین میں شامل ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ اسی طرح قادیان میں ایک دفعہ نظارت ضیافت نے جلسہ سالانہ کے لیے دیگوں کی تحریک کی جس پر لبّیک کہتے ہوئے حضرت سردار بیگم صاحبہؓ نے بھی ایک دیگ پیش کی۔ آپ موصیہ بھی تھیں۔

حضرت سردار بیگم صاحبہؓ نے 14 فروری 1959ء کو وفات پائی۔ یادگاری کتبہ بہشتی مقبرہ ربوہ میں لگا ہوا ہے۔ آپ کی اولاد میں دو بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں۔

...❁...❁...❁...

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

''عشق الٰہی وسے منہ پر ولیاں ایہہ نشانی''

(تذکرہ صفحہ 390)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چہرے پر تقدّس اور انوار آسمانی کے نشانات نمایاں تھے۔ چنانچہ ''تذکرہ'' میں مذکور ایک پنجابی الہام ''عشق الٰہی وسے منہ پر ولیاں ایہہ نشانی '' کے زیرعنوان ایک تفصیلی مضمون روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 19/ اکتوبر 2012ء میں مکرم عبدالقدیر قمر صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چہرۂ مبارک کی زیارت کرنے والا بے اختیار پکار اٹھتا تھا کہ یہ شکل کسی جھوٹے کی نہیں۔ آپ کے مقدس چہرہ پر انوارِ روحانی کی بارش کا وہ سماں تھا کہ ہر دیکھنے والا اس کے سحر میں گم ہوجاتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ دُور و نزدیک سے اور دیار و امصار سے پروانے اس شمع پر فدا ہونے کے لئے بے اختیار لپکے پڑتے تھے اور غیر کوشش کرتے تھے کہ کوئی شخص قادیان پہنچ کر اس مبارک چہرہ کو دیکھ نہ پائے۔

❁ ... حضرت شکر الٰہی صاحب احمدیؓ بیان کرتے ہیں کہ خاکسار ابھی بارہ تیرہ سال کا بچہ تھا تو گورداسپور میں پرائمری میں پڑھتا تھا۔ دین سے بالکل بے بہرہ تھا۔ اس وقت ایک مقدمہ کے لئے حضرت مسیح موعودؑ اپنے صحابہ کے ساتھ وہاں رونق افروز ہوا کرتے تھے تو خاکسار مدرسہ چھوڑ کر آپؑ کی رہائشگاہ کے پاس کھڑا رہتا اور آپ کے چہرہ مبارک کو دیکھتا رہتا تھا۔ اس بات پہ مجھے حیرت تھی کہ ایسے ایک عاشق صادق تھے کہ ان کے دائیں ہاتھ میں بڑا پنکھا پکڑا ہوا ہوتا تھا اور بڑے زور سے ہلاتے رہتے تھے (دیر تک کھڑا اُن کو دیکھتا رہتا اور حیران ہوتا کہ ہاتھ تھکتے نہیں ہیں)۔ سارا دن یہی سلسلہ جاری رہتا۔

❁ ... حضرت مدد خان صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں ابھی نیا نیا ہی فوج میں جمعدار بھرتی ہوا تھا تو میری اس وقت یہی خواہش تھی کہ اپنی ملازمت پر جانے سے پہلے مَیں قادیان جاؤں تا حضورؑ کے چہرہ مبارک کا دیدار حاصل کرسکوں اور آپؑ کے دستِ مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کروں کیونکہ میری بیعت 1895ء یا 1896ء کی بذریعہ ڈاک ہوئی تھی اور میرا قادیان میں آنے کا یہ پہلا موقعہ تھا۔ مجھے خیال آیا کہ ملازمت پر چلا گیا تو پھر خدا جانے حضورؑ کو دیکھنے کا شاید موقعہ ملے یا نہ ملے۔ لیکن جونہی یہاں آکر مَیں نے حضورؑ کے چہرۂ مبارک کا دیدار کیا تو میرے دل میں یکلخت یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر مجھ کو ساری ریاست کشمیر بھی مل جائے تو بھی مَیں آپ کو چھوڑ کر قادیان سے باہر ہرگز نہ جاؤں۔ میرے لئے آپ کا چہرہ مبارک دیکھ کر قادیان سے باہر جانا بہت دشوار ہوگیا یہاں تک کہ مجھے آپ کو دیکھتے ہی سب کچھ بھول گیا میرے دل میں بس یہی ایک خیال پیدا ہوگیا کہ اگر باہر کہیں تیری تنخواہ ہزار روپیہ بھی ہوگئی تو کیا ہوگا لیکن تجھ کو یہ نورانی اور مبارک چہرہ ہرگز نظر نہ آئے گا۔ میں نے اس خیال پر قادیان میں ہی رہنے کا ارادہ کرلیا۔

❁ ... حضرت میاں وزیر محمد خان صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ میں قادیان آیا تو بیمار تھا۔ یہاں آکر تندرست ہوگیا۔ پہلے میری یہ حالت تھی کہ چند لقمے کھاتا تھا اور وہ بھی ہضم نہ ہوتے تھے مگر یہاں آکر دو روٹی ایک رات میں کھالیتا تھا۔ پھر واپس امرتسر گیا تو وہی حالت ہوگئی۔

پہلی دفعہ جو حضرت صاحب کی زیارت ہوئی تو مسجد مبارک کے ساتھ کے چھوٹے کمرہ میں وضو کر رہا تھا کہ حضرت اقدسؑ اندر سے تشریف لائے جونہی حضورؑ کا چہرہ دیکھا تو عقل حیران ہوگئی اور بے خود ہوگیا۔ جمعہ کے دن مَیں کچھ ایسی حالت میں تھا کہ حضرت صاحب کے نزدیک کھڑے ہوکر مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھی۔ اس وقت حضرت صاحب کی ایک توجہ ہوئی اس کے بعد میں سخت رویا۔ کہتے ہیں کہ صوفیاء کے مذہب میں یہ غسل کہلاتا ہے۔

❁ ... حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحبؓ ولد شیخ مسیتا صاحب فرماتے ہیں حضرت مسیح موعودؑ جب مسجد مبارک میں نماز سے فارغ ہوکر تشریف رکھتے تو ہماری خوشی کی انتہاء نہ رہتی کیونکہ ہم یہ جانتے تھے کہ اب اللہ تعالیٰ کی معرفت کے نکات بیان فرما کر محبت الٰہی کے جام ہم پئیں گے اور ہمارے دلوں کے زنگ دور ہوں گے۔ سب چھوٹے بڑے ہمہ تن گوش ہوکر اپنے محبوب کے پیارے اور پاک منہ کی طرف شوق بھری نظروں سے دیکھا کرتے تھے کہ آپ اپنے رُخ مبارک سے جو بیان فرمائیں گے اسے اچھی طرح سن لیں۔

❁ ... حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحبؓ مزید فرماتے ہیں کہ مَیں جب مسجد مبارک میں جا کر نماز ادا کرتا ہوں تو نماز میں وہ حلاوت اور خشیت اللہ دل میں پیدا ہوتی ہے کہ دل محبت الٰہی سے سرشار ہوجاتا ہے۔ حضرت اقدس کے پاک اور منور چہرہ کو دیکھ کر نہ کوئی غم ہی رہتا ہے اور نہ کسی کا گلہ شکوہ ہی رہتا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اب ہم جنت میں ہیں اور آپ کو دیکھ کر ہماری آنکھیں اُکتاتی نہ تھیں ایسا پاک اور منور رُخ مبارک تھا کہ ہم نوجوان پانچوں نمازیں ایسے شوق سے پڑھتے تھے کہ ایک نماز کو پڑھ کر دوسری نماز کی تیاری میں لگ جاتے تھے یہی کشمکش رہتی تھی کہ حضرت اقدس کے پاس ہی جگہ نصیب ہو۔ اللہ اللہ! وہ کیسا مبارک اور پاک وجود تھا جس کی صحبت نے ہمیں مخلوق سے مستغنی کردیا اور ایسا صبر دے دیا کہ غیروں کی محبت سے ہمیں نجات دلادی اور ہمیں مولیٰ ہی کا آستانہ دکھادیا۔

❁ ... حضرت میاں چراغ دین صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ حکیم احمد دین صاحبؓ جب حضورؑ کی ملاقات کے لئے لاہور جانے لگے تو اُن کے کہنے پر مَیں بھی حضور کو دیکھنے کے لئے ساتھ چل پڑا مگر بیعت کا ہرگز کوئی ارادہ نہیں تھا۔ جب خواجہ کمال الدین صاحب کے مکان پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ حضرت صاحب کی طبیعت علیل ہے۔ مخلوق بے شمار تھی۔ حضور کی خدمت میں کسی نے عرض کیا کہ ہجوم بہت زیادہ ہے حضور کی زیارت کرنا چاہتا ہے۔ حضورؑ نے کھڑکی سے سر نکالا تو مَیں نے اندازہ لگایا کہ یہ چہرہ ہرگز جھوٹوں کا نہیں ہوسکتا، چنانچہ میں نے بیعت کرلی۔

❁ ... حضرت شیخ رحمت اللہ صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں پھیری کرکے بزّازی کا کاروبار کرتا تھا۔ ایک دن محمد چراغ صاحب مصنف ''سیفِ حق'' اور امام الدین صاحب ہمارے گاؤں میں آئے۔ یہ موسم گرما تھا۔ مَیں نماز تہجد کے لئے اُٹھا تو اُن کو اپنے گھر کی چھت پر نماز میں مصروف دیکھا۔ جب مَیں نے نماز تہجد ختم کرلی تو پھر بھی ان دونوں کو مصروف عبادت پایا تو خیال آیا کہ ان فرشتہ سیرت لوگوں سے ملاقات کرنی چاہئے۔ چنانچہ اُن سے ملاقات کی تو ان کی پاکیزہ دلی اُن کے چہرہ سے ہی نظر آتی تھی اور دریافت کرنے پر انہوں نے بتایا کہ ہم احمدی ہیں۔ نیز انہوں نے احمدیت اور حضورؑ کے دعویٰ کے بارہ میں بتایا۔ حضورؑ کا دعویٰ میرے لئے باعث تعجب تھا کیونکہ مَیں حیاتِ مسیح کا قائل تھا۔ میں نے کچھ آیات پیش کیں جو انہوں نے فوراً حل کردیں اور میں اُسی وقت وفات مسیح کا قائل ہوگیا۔ ان کا انداز گفتگو اس قدر حلیمانہ اور پُرخلوص تھا کہ ایک ایک بات میرے دل میں اترتی چلی گئی۔ میرے دریافت کرنے پر انہوں نے بتایا کہ وہ کل جمعہ قادیان میں پڑھیں گے۔ مَیں نے کہا کہ مجھے بھی ساتھ لے چلیں۔ چنانچہ ہم تینوں قادیان پہنچے اور مسجد مبارک میں گئے۔ مؤذن نے اس قدر خوش الحانی سے اذان دی کہ گویا ایک وجد کا عالم طاری ہوگیا۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ نے پُرسوز خطبہ دیا جس کا اثر نماز میں بھی قائم رہا۔ حضورؑ مسجد میں تشریف لائے تو حضورؑ کا انوار سے منور چہرہ دیکھ کر حضورؑ کی محبت میرے دل میں گھر کرگئی۔ چنانچہ عصر کے بعد مَیں نے بیعت کی۔

❁ ... حضرت اقدسؑ کی نوجوانی کے زمانہ کا ذکر ہے کہ ایک دفعہ ڈلہوزی جاتے ہوئے رستہ میں بارش آگئی۔ آپؑ یکّہ پر سوار تھے۔ ایک پہاڑیئے کا مکان سامنے نظر آیا۔ آپ نے اپنے ساتھی کو بھیجا تا کہ اُس کی اجازت سے تھوڑی دیر اُس کے مکان میں بارش سے پناہ لی جاسکے۔ لیکن دیکھا کہ پہاڑیئے اور آپ کے ساتھی کے درمیان کچھ تکرار ہورہی ہے۔ اس پر آپ خود تشریف لے گئے تو معلوم ہوا کہ وہ پہاڑیا مکان کے اندر آنے کی اجازت نہیں دیتا۔ لیکن جیسے ہی آپؑ اس کے سامنے آئے تو اُس نے ایک نظر ڈالتے ہی کہہ دیا کہ آپ اندر آجائیں۔ پھر کہنے لگا کہ میری ایک جوان لڑکی ہے اُس کی وجہ سے مَیں کسی شخص کو اپنے گھر کے اندر آنے کی اجازت نہیں دیتا لیکن آپؑ کو دیکھ کر میری تسلّی ہوگئی۔ اس سے قبل اُس نے حضرت اقدسؑ کو کبھی دیکھا بھی نہ تھا اور اُس زمانہ میں آپ جوان عمر تھے لیکن چہرہ پر ایسے تقدّس اور طہارت کے نشان نمایاں تھے کہ ایک جاہل پہاڑیئے کی آنکھوں سے بھی پوشیدہ نہ رہ سکے۔

❁ ... ایک دفعہ مردان کا کوئی آدمی میاں محمد یوسف صاحب کے ساتھ حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ سے علاج کرانے قادیان آیا۔ چونکہ یہ شخص حضرت اقدس کا سخت دشمن تھا اور محض علاج کی خاطر مجبوراً قادیان آیا تھا اس لئے اُس نے یہ شرط کرلی تھی کہ قادیان میں مجھے احمدیوں کے محلہ کے باہر کوئی مکان لے دینا۔ خیر وہ آیا اور احمدی محلہ سے باہر ٹھہرا۔ علاج ہوتا رہا۔ کچھ دنوں کے بعد اُسے افاقہ ہوا تو وہ واپس جانے لگا تو محمد یوسف صاحب نے کہا کہ تم قادیان آئے اور اب جاتے ہو تو ہماری مسجد تو دیکھتے جاؤ۔ اُس نے انکار کیا۔ میاں صاحب نے اصرار کیا۔ اُس نے اس شرط پر مانا کہ ایسے وقت میں مجھے وہاں لے چلو کہ وہاں نہ مرزا صاحب ہوں اور نہ کوئی اور احمدی موجود ہو۔ میاں صاحب نے مان لیا اور ایسا ہی وقت دیکھ کر اُسے مسجد مبارک میں لائے۔ مگر خدا کی قدرت کہ اِدھر اُس نے مسجد میں قدم رکھا اور اُدھر حضرت اقدسؑ کے مکان کی کھڑکی کھلی اور آپ کسی کام کے لئے مسجد میں تشریف لائے۔ اس شخص کی نظر آپؑ کی طرف اٹھ گئی اور اُس نے بیتاب ہوکر اُسی وقت بیعت کرلی۔

❁ ... حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ صاحبؓ نے پہلی بار 1905ء میں قادیان آکر بیعت کی۔ آپؓ بیان کرتے ہیں کہ نارِ عشق کا شعلہ پھر بھڑکا جس نے دو سال بعد 1907ء میں بر موقعہ جلسہ سالانہ مجھے اپنے محبوب کے پاس پہنچادیا جہاں میرے جیسے سینکڑوں دیوانے موجود تھے۔ ایک سے ایک بڑھ کر اس نور کے پتلے پر فدا نظر آتا تھا۔ جہاں مجھے اپنی بے مائیگی صاف صاف نظر آنے لگی اور اپنا عشق ہیچ معلوم ہونے لگا مگر وہ دادار جس کی نظر دلوں پر ہے ہر دل کی کیفیت کو خوب جانتا ہے۔ میرے دل نے خواہش کی کہ سیدنا مسیح پاکؑ کو دُور سے تو دیکھ لیا ہے مگر نزدیک بیٹھ کر دیکھنے کا موقعہ مل جائے تو کیا خوش قسمتی ہے۔ ابھی اس خیال ہی میں مسجد اقصیٰ کے آخری حصہ میں نماز جمعہ کے انتظار میں بیٹھا تھا کہ وہ چاند سے مکھڑے والا خوشبو سے معطر دلبر آتا ہے اور عین... سامنے بیٹھ جاتا ہے اور میں شکر مولیٰ میں لگ جاتا اور حیرت میں پڑ جاتا ہوں۔

❁ ... حضرت حاجی غلام احمد صاحبؓ سکنہ کریام پور کو احمدیت کا تعارف حضرت مسیح موعود کی کتاب ''ازالہ اوہام'' سے ہوا جو اُن کا ایک کاشتکار لے کر آیا تھا۔ بعدازاں دو دیگر کتب نے راہ کی تمام روکیں دُور کردیں اور استخارہ کرنے کے بعد 1903ء میں قادیان آئے تو مسجد اقصیٰ میں عصر کی نماز کے بعد حضرت خلیفہ اوّلؓ کو درس قرآن دیتے ہوئے سنا۔ معارف قرآنی اور تفسیر نے آپ پر خاص اثر کیا تو آپ نے ایک شخص سے پوچھا یہی مسیح موعود ہیں؟ اُس نے کہا یہ تو مولوی نورالدین صاحبؓ ہیں۔ اس پر آپ بہت خوش ہوئے کہ جس دربار کے مولوی ایسے باکمال ہیں وہ خود کیسے ہوں گے۔ انہوں نے دریافت کیا مسیح موعود کہاں ملیں گے؟ انہوں نے کہا حضور نماز مغرب کے لئے مسجد مبارک میں تشریف لائیں گے۔ نماز مغرب مسجد مبارک میں مولوی عبدالکریم صاحبؓ نے پڑھائی۔ نماز سے فارغ ہوکر حضرت صاحب بیٹھ گئے تو مَیں نے حضورؑ سے مصافحہ کیا۔ حضورؑ کی شکل متبرک تھی۔

❁ ... حضرت بابو فقیر علی صاحبؓ ضلع گورداسپور کے رہنے والے تھے۔ آپؓ کو 1905ء میں دستی بیعت کی

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 9 جولائی 2012ء میں مکرم مبارک احمد عابدؔ صاحب کے قلم سے ایک دعائیہ نظم شامل اشاعت ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب پیش ہے:

ہو سایہ فگن سر پہ ترے خیر کا بادل
پُرآب سکینت سے رہے زیست کی چھاگل
خوشبو کی طرح چھوئیں تجھے جھونکے ہوا کے
ہو دُھول تو وہ پھول ہی بنتی رہے ہر پَل
ہر ایک سویرا ہو ترا رشکِ بہاراں
ہر شام ہو عرفان سے پُر محفلِ یاراں
جس گھر میں ہو تُو اس کے در و بام ہوں روشن
اے چاند میرے فخر و شہِ ماہ نگاراں
پریتم اے میرے جانِ وفا نوروں کے پالے
ہر آن ہوں ہمراہ سحر خیز اُجالے
خوشکن تیری راہیں ہوں سفر ہو کہ حضر ہو
مولا کی پناہیں ہوں سفر ہو کہ حضر ہو

سعادت ملی۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ میرے والد حضرت مسیح موعودؑ کے عمزاد مرزا کمال الدین کے مرید تھے۔ لیکن ایک روز انہوں نے میری موجودگی میں میری والدہ سے کہا کہ لوگ قادیان والے مرزا صاحب (یعنی حضرت مسیح موعود) کو بُرا بھلا کہتے ہیں، مَیں تو دیکھ کر آیا ہوں، بڑا نورانی چہرہ ہے مَیں تو ان کی اقتدا میں جمعہ پڑھ آیا ہوں۔

... مسٹر والٹر آنجہانی جو آل انڈیا وائی، ایم، سی اے کے سیکرٹری تھے۔ 1916ء میں سلسلہ احمدیہ کے متعلق تحقیق کے لئے قادیان آئے اور انہوں نے یہ خواہش کی کہ مجھے بانی سلسلہ احمدیہ کے کسی پرانے صحابی سے ملایا جائے۔ اُس وقت منشی اروڑے خاں صاحبؓ قادیان میں تھے۔ مسٹر والٹر کو اُن کے ساتھ مسجد مبارک میں ملایا گیا۔ مسٹر والٹر نے منشی صاحب سے رسمی گفتگو کے بعد یہ دریافت کیا کہ آپ پر مرزا صاحب کی صداقت میں سب سے زیادہ کس دلیل نے اثر کیا؟ منشی صاحب نے جواب دیا کہ مَیں زیادہ پڑھا لکھا نہیں ہوں اور علمی دلیلیں نہیں جانتا مگر مجھ پر جس بات نے زیادہ اثر کیا وہ حضرت صاحب کی ذات تھی جس سے زیادہ سچا اور زیادہ دیانتدار اور خدا پر زیادہ ایمان رکھنے والا شخص میں نے نہیں دیکھا۔ اُنہیں دیکھ کر کوئی شخص نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ شخص جھوٹا ہے۔ باقی مَیں تو ان کے منہ کا بھوکا ہوں۔ یہ کہہ کر منشی صاحب حضرت مسیح موعودؑ کی یاد میں اس قدر بے چین ہو گئے کہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے اور روتے روتے اُن کی ہچکی بندھ گئی۔ اس وقت مسٹر والٹر کا یہ حال تھا کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں اور چہرہ کا رنگ سفید پڑ گیا۔ بعد میں انہوں نے اپنی کتاب ’’احمدیہ مومنٹ‘‘ میں اس واقعہ کا خاص طور پر ذکر کیا اور لکھا کہ جس شخص نے اپنی محبت میں اس قسم کے لوگ پیدا کئے ہیں اُسے ہم کم از کم دھوکہ باز نہیں کہہ سکتے۔

... حضرت منشی اروڑے خاں صاحبؓ سے ایک دفعہ بعض غیر از جماعت دوستوں نے کہا تم ہمیشہ ہمیں تبلیغ کرتے رہتے ہو، فلاں جگہ مولوی ثناء اللہ صاحب آئے ہوئے ہیں تم بھی چلو اور ان کی باتوں کا جواب دو۔ منشی صاحب مرحوم زیادہ پڑھے لکھے نہ تھے۔ جب دوستوں نے زیادہ اصرار کیا تو آپؓ چلے گئے۔ جلسہ میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے احمدیت کے خلاف تقریر کی اور اپنی طرف سے خوب دلائل دیئے۔ تب منشی صاحب سے ان کے دوست کہنے لگے بتائیں ان دلائل کا کیا جواب ہے؟ منشی صاحبؓ نے فرمایا: یہ مولوی ہیں اور میں اَن پڑھ آدمی ہوں، ان کی دلیلوں کا جواب تو کوئی مولوی ہی دے گا۔ مَیں صرف اتنا جانتا ہوں کہ مَیں نے حضرت صاحب کی شکل دیکھی ہوئی ہے وہ جھوٹے نہیں ہو سکتے۔

... حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانیؓ کے پاس جب حضرت مسیح موعودؑ کی طرف سے دعویٰ مسیحیت کا اشتہار پہنچا تو آپ بہت ہی خوش ہوئے۔ لوگوں نے اتنی خوشی کی وجہ پوچھی تو آپ نے وہ اشتہار اُن کو پڑھ کر سنایا۔ لوگوں نے کہا کہ کئی مہینے سے تو آپ یہ بیان کرتے تھے کہ حضرت مسیح آسمان پر زندہ ہیں اور پھر آخری زمانہ میں آسمان سے اتریں گے اور امام مہدی پہلے موجود ہوں گے۔ آپؓ نے کہا وہ پہلا بیان غلط تھا اور یہ صحیح ہے جو اس اشتہار میں ہے۔ پہلے بے تحقیق محض کہانی کے طور پر محض سنا سنایا جاتا تھا اور یہ حق ہے۔ میرے پاس اس وقت اور کوئی دلیل نہیں صرف یہی دلیل کافی ہے کہ ایک مدّت سے میں آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں۔ یہ منہ ہی جھوٹوں کا نہیں ہے۔ جس کی صداقت کے نشان کئی سال سے دیکھے گئے، اس کا خلافِ واقعہ کوئی بیان نہیں سنا تو اب کیسے یکا یک اس کا بیان کذب پر محتمل ہو سکے۔

... مولوی بشارت احمد صاحب سابق امیر حیدر آباد کو جب احمدیت سے متعلق علم ہوا تو تحقیق کے دوران انہیں علم ہوا کہ مولوی میر مردان علی صاحب صدر محاسب بھی احمدی ہیں۔ آپ اُن کے پاس گئے اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی لاجواب تصنیف ’’نورالدین‘‘ مطالعہ کے لئے طلب کی۔ وہ آپ کو ایک کمرہ میں لے گئے اور دکھایا کہ مکان بدلنے کی وجہ سے ابھی سامان بندھا ہوا ہے۔ اسی کمرہ میں حضرت مسیح موعودؑ کی تصویر لٹکی ہوئی تھی۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ وہ سادہ تصویر تھی۔ ایک لکڑی کی معمولی کرسی پر ہاتھ رکھے ہوئے بحالت استغناء کھڑے ہوئے ہیں۔ وہ تصویر دیکھتے ہی میرے قلب پر ایک خاص اثر ہوا کہ یہ شخص بناوٹی نہیں ہے۔ اور خاص کر چہرے اور آپ کی آسودگی کی کیفیت اور آنکھوں کے دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک استغراق اور محویت کے عالم میں کھڑے ہیں۔

... حضرت بھائی شیخ عبدالرحیم صاحب شرماؓ پہلے ہندو تھے پھر آپ کی اللہ تعالیٰ نے احمدیت کی طرف رہنمائی فرمائی۔ حضرت منشی عبدالوہاب صاحبؓ کی تحریک پر آپ چند دن کی چھٹی لے کر قادیان آئے۔ ان دنوں دو جگہ جمعہ ہوتا تھا مسجد مبارک میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحب جمعہ پڑھاتے تھے اور مسجد اقصیٰ میں حضرت مولوی نورالدین صاحب۔ فرماتے ہیں ہم نے جمعہ مسجد مبارک میں پڑھا میں کھڑکی کے پاس بیٹھا تھا کہ یہاں سے حضرت اقدس تشریف لائیں گے۔ مسجد چھوٹی سی تھی۔ ایک صف میں بمشکل چھ یا سات آدمی سما سکتے تھے۔ جب کھڑکی کے راستہ سے حضرت اقدس علیہ السلام تشریف لائے تو میں نے مصافحہ کیا اور کپڑوں کو چھوا تو مجھے خوشبو آئی غالباً حضور نے عطر لگایا ہوا تھا۔ حضورؑ کی زیارت سے میرے قلب پر خاص اثر پڑا۔ آپ کو دیکھ کر میں بے تاب ہو گیا۔ جب گھر سے چلا تھا تو میری نیت بیعت کرنے کی نہ تھی صرف حضور کی زیارت مقصود تھی۔ قادیان میں آ کر منشی صاحب کا مشورہ یہی تھا کہ میں ابھی بیعت نہ کروں۔ لیکن حضورؑ کو دیکھ کر مجھ سے رہا نہ گیا اور مغرب کی نماز کے بعد جب بیعت ہونے لگی تو اللہ تعالیٰ نے مجھ کو توفیق دیدی۔

... حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے 13 سال کی عمر میں پہلی دفعہ حضرت مسیح موعودؑ کا نام تب سنا جب ایک شخص نے اثنائے گفتگو میں کہا کہ قادیان میں ایک مرزا صاحب ہیں جنہیں الہام ہوتے ہیں۔ بعد ازاں حضرت مولانا نورالدین صاحب کا شاگرد ہونے کی وجہ سے آپ کے دل میں حضرت اقدس سے متعلق حسن ظن پیدا ہو گیا۔ 1890ء میں آپ نے حضورؑ کی کتاب ’’فتح اسلام‘‘ پڑھی تو آپ قادیان تشریف لائے۔ مسجد مبارک میں آپ کی حضورؑ سے ملاقات ہوئی۔ آپ فرماتے ہیں: ’’میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ کیا چیز تھی جس نے مجھے حضرت صاحب کی صداقت قبول کر لینے اور آپ کی بیعت کر لینے کی طرف کشش کی سوائے اس کے کہ آپ کا چہرہ مبارک ایسا تھا جس پر یہ گمان نہ ہو سکتا تھا کہ وہ جھوٹا ہو‘‘۔

... حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ فرماتے ہیں حضرت مسیح موعودؑ ہمہ شفقت اور کامل کرم فرماتے تھے لیکن آپ کا چہرہ مبارک ایسا پُر رعب اور پُر شوکت تھا، تجلیات الٰہیہ کی ایک شان اس سے ہویدا تھی کہ کوئی شخص ٹکٹکی لگا کر آپ کی طرف نہ دیکھ سکتا تھا، دلبری اور رعنائی کے وہ لوازم جو ایک خوبصورت اور وجیہ چہرہ پر نمایاں ہونے چاہئیں وہ کامل صفائی کے ساتھ درخشاں تھے۔

... حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ فرماتے ہیں آپ کے تمام حلیہ کا خلاصہ ایک فقرہ میں یہ ہو سکتا ہے کہ آپ مردانہ حسن کا اعلیٰ نمونہ تھے۔ مگر یہ فقرہ بالکل نامکمل رہے گا اگر اس کے ساتھ دوسرا یہ نہ ہو کہ یہ حسنِ انسانی ایک روحانی چمک دمک اور انوار اپنے ساتھ لئے ہوئے تھا۔ آپؑ کا جمال خدا کی قدرت کا نمونہ تھا جو دیکھنے والے کے دل کو اپنی طرف کھینچتا تھا۔ آپؑ کا رنگ گندمی اور نہایت اعلیٰ درجہ کا گندمی تھا۔ یعنی اس میں ایک نورانیت اور سرخی جھلک مارتی تھی اور یہ چمک جو آپ کے چہرہ کے ساتھ وابستہ تھی عارضی نہ تھی بلکہ دائمی۔ کبھی کسی صدمہ، رنج، ابتلا، مقدمات اور مصائب کے وقت آپ کا رنگ زرد ہوتے نہیں دیکھا گیا اور ہمیشہ چہرہ مبارک کندن کی طرح دمکتا رہتا تھا۔ علاوہ اس چمک اور نور کے آپ کے چہرہ پر ایک بشاشت اور تبسم ہمیشہ رہتا تھا اور دیکھنے والے کہتے تھے کہ اگر یہ شخص مفتری ہے اور دل میں اپنے تئیں جھوٹا جانتا ہے تو اس کے چہرہ پر یہ بشاشت اور خوشی اور فتح اور طمانیتِ قلب کے آثار کیونکر ہو سکتے ہیں۔

... حضرت منشی عبدالعزیز صاحب اوجلویؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں 1891ء میں موضع سیکھواں نزد قادیان میں بطور پٹواری تبدیل ہو کر آ گیا۔ اس وقت میں احمدی نہیں تھا لیکن حضرت صاحب کا ذکر سنا ہوا تھا۔ مخالفت تو نہیں تھی لیکن زیادہ تر یہ خیال روک ہوتا تھا کہ علماء سب آپؑ کے مخالف ہیں۔ سیکھواں جا کر میری واقفیت میاں جمال الدین اور اُن کے بھائیوں سے ہوئی جنہوں نے مجھے حضرت صاحب کی کتاب ’’ازالہ اوہام‘‘ دی۔ میں نے دعا کرنے کے بعد کتاب پڑھنی شروع کی تو میرے دل میں حضرت صاحب کی صداقت میخ کی طرح گڑ گئی اور سب شکوک رفع ہو گئے۔ چند روز بعد میں میاں خیر الدین کے ساتھ قادیان گیا تو پہلی دفعہ حضرت صاحب کی زیارت کی اور مَیں نے میاں خیر دین صاحب کو کہا کہ یہ شکل جھوٹوں والی نہیں ہے۔ چنانچہ میں نے بیعت کر لی۔

... محترم ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اپنی کتاب ’’مجدّدِ اعظم‘‘ میں لکھتے ہیں کہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے شمائل کو قلم سے بیان کرنا تو ممکن ہے، فوٹو بھی موجود ہے لیکن وہ آثار تقدّس اور انوار آسمانی جو آپ کے چہرے پر ہر وقت نظر آتے تھے ان کو نہ قلم بیان کر سکتی ہے، نہ فوٹو دکھا سکتا ہے۔ جس وقت آپ ایک چھوٹے سے دروازہ کے ذریعہ گھر میں سے نکل کر مسجد میں تشریف لاتے تو یہ معلوم ہوتا کہ ایک نور کا جمگھٹا سامنے آ کھڑا ہوا ہے۔ سب سے پہلے خاکسار نے حضرت اقدسؑ کو سیالکوٹ میں 1891ء میں دیکھا تھا۔ آپ حکیم حسام الدین مرحوم کے مکان سے نکلے، گلی میں سے گزر کر سامنے کے مکان میں چلے گئے لیکن مجھے ایسا معلوم ہوا کہ ایک نور کا پُتلا آنکھوں کے سامنے سے گزر گیا۔ جو مقدّس سے مقدّس شکل میرا ذہن تجویز کر سکتا تھا، وہ اس سے بھی بڑھ کر تھا۔ بے اختیار میرے دل نے کہا کہ یہ شکل جھوٹے کی نہیں بلکہ کسی بڑے مقدّس انسان کی ہے۔ ایک دفعہ سردیوں کے موسم میں بارش ہو رہی تھی۔ مسجد مبارک میں نماز مغرب کے وقت اندھیرا سا تھا۔ حضرت اقدسؑ اندر سے تشریف لائے تو روشن کی ہوئی موم بتی آپؑ کے ہاتھ میں تھی جس کا عکس آپ کے چہرۂ مبارک پر پڑ رہا تھا۔ اللہ اللہ! جو نور اس وقت آپ کے چہرے پر مجھے نظر آیا وہ نظارہ آج تک نہیں بھولتا۔ چہرہ آفتاب کی طرح چمک رہا تھا جس کے سامنے وہ شمع بے نور نظر آتی تھی۔ اس کے کئی سال بعد 1906ء میں ایک روز حضرت اقدسؑ کی طبیعت ناساز تھی، سر میں سخت درد تھا مگر اسی تکلیف میں آپ ظہر کی نماز کے لئے مسجد میں تشریف لائے۔ گو سر درد کی وجہ سے چہرہ پر تکلیف کے آثار تھے لیکن پیشانی پر ایک نور کا شعلہ چمکتا نظر آتا تھا جسے دیکھ کر آنکھیں خیرہ ہوتیں اور دل کو سرور آتا تھا۔ آج تک سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ غیر معمولی چمک کس چیز کی تھی۔ یہ تو خاص اوقات کا ذکر میں نے کیا جن کا اثر غیر معمولی طور پر دل پر رہ گیا ورنہ آپ کے چہرہ پر تقدّس کے آثار ایسے نمایاں تھے اور انوار روحانی کی بارش کا وہ سماں نظر آتا تھا کہ ناممکن تھا کہ کوئی شخص اسے دیکھے اور متأثر نہ ہو۔ اُس زمانہ میں ہم لوگ فقط وفات مسیحؑ منوانے کی کوشش کرتے تھے۔ جہاں کسی نے وفات مسیحؑ کو مان لیا پھر نزول مسیحؑ پر بحث کرنے کی ضرورت نہ ہوتی تھی۔ کوشش یہ ہوتی تھی کہ وہ ایک دفعہ حضرت اقدسؑ کو دیکھ لے۔ لوگ کہتے تھے کہ مرزا کے پاس نہ جاؤ وہ لوگوں پر جادو کر دیتا ہے۔ انہیں مسمرائز کر دیتا ہے۔ حالانکہ یہ غلط تھا۔ مسمرائز تو آنکھوں سے اثر ڈالتا ہے اور آپؑ کی آنکھیں ہمیشہ نیچی رہا کرتی تھیں۔ آنکھیں اٹھا کر دیکھنے کی آپؑ کو عادت ہی نہ تھی۔ بات یہ ہے کہ چہرے پر تقدّس اور انوار آسمانی کے نشانات ایسے نمایاں تھے کہ ناممکن تھا کہ لوگ دیکھیں اور متأثر نہ ہوں۔

وہ اک حسین تھا اس عہد کے حسینوں میں
اُسے کسی نے تو کافر قرار دینا تھا

...

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 22 اکتوبر 2012ء میں مکرم فاروق محمود صاحب کی ایک نظم شائع ہوئی ہے جو جلسہ سالانہ کے حوالہ سے حضرت مسیح موعودؑ کے فارسی اشعار کی تضمین میں کہی گئی ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

کیا کریں ، محدود ہے اپنا سخن
کانپ جاتا ہے تصوّر سے بدن
ہر طرف روحانیت ہے موجزن
شمع اِک ہے ، ساری دنیا انجمن
’’منزلِ شاں برتر از صد آسماں
بس نہاں اندر نہاں اندر نہاں‘‘

اب طلوع مغرب سے ہے خورشیدِ حق
دستِ جاناں پہ ہوئی تجدیدِ حق
آسماں کرتا ہو جب تائیدِ حق
کس کو یارا پھر کرے تردیدِ حق
’’ہست فرقے در نظر ہا اے سعید!
آنچہ ہارُوں دید، آں قارُوں نہ دید‘‘

آخریں کو اوّلیں کی جستجو
پھر وُہی ہے گردشِ جام و سبُو
آبیاری کر رہا ہو جب لہو
کیوں نہ مہکے پھر حدیقہ کُو بکُو
’’اے خدا اے چارۂ آزارِ ما
اے علاجِ گریہ ہائے زارِ ما‘‘

سجدہ ہائے شکر میں آہ و بُکا
ہے جنونِ عشق میں اِک انتہا
اس سے بڑھ کے اَور کیا مانگیں دعا
وصل ہو منزل ، جنوں ہو راستہ
’’از خرد منداں مرا انکار نیست
لیکن ایں رہ ، راہِ وصلِ یار نیست‘‘

حضرت سردار امام بخش خان قیصرانیؓ

روزنامہ ’’الفضل ربوہ‘‘ 22اکتوبر 2012ء میں بلوچ قبیلہ کے سردار حضرت سردار امام بخش خان صاحب قیصرانیؓ کی سیرۃ وسوانح پر مشتمل مکرم غلام مصباح بلوچ صاحب کاایک مضمون شامل اشاعت ہے۔

پندرھویں صدی کے ایک بلوچ حکمران سردار میر چاکر خان رند بلوچ (1468-1565ء) کے بھانجے سردار قیصر خان سے بلوچ قبیلہ کی شاخ ’قیصرانی‘ کی بنیاد پڑی۔ اس قبیلہ کا مسکن خاص طور پر ڈیرہ غازیخان ہے لیکن سکونت کے لحاظ سے یہ قبیلہ بلوچستان اور پختونخواہ کے بعض علاقوں تک وسعت رکھتا ہے۔ Sir Lepel Henry Griffin نے اپنی کتاب "The Punjab Chiefs" یعنی ’’تذکرہ رؤسائے پنجاب‘‘ میں بھی اس قبیلہ کا ذکر کیا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی آواز پر لبّیک کہنے والوں میں حضرت سردار امام بخش صاحب قیصرانیؓ آف کوٹ قیصرانی ضلع ڈیرہ غازیخان بھی شامل ہیں جنہیں ان کے والدصاحب کے کہنے پر گورنمنٹ نے ریاست سے نکال دیا تھا اور اس بے بسی کی حالت میں آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کرکے اپنی مشکلات کے دُور ہونے کے لیے دعا کی درخواست کی تو جواباً حضرت اقدسؑ نے تحریر فرمایا:

’’السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا خط پہونچا۔ ہر ایک امر اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اگر آپ سچے اعتقاد اور ایمان پر قائم ہوں گے۔ امید کہ اللہ تعالیٰ بہرحال آپ کے لئے بہتر کرے گا۔ گوجلدی یا کسی قدر دیر سے، استقامت اور حسن ظن کی طرف رہیں۔ آپ کو معہ آپ کی اہلیہ کے بیعت میں داخل کرلیا گیا ہے۔ بہتر ہے کہ اپنے حالات سے بار بار اطلاع دیں اور دو ہفتہ یا تین ہفتہ کے بعد اطلاع دے دیا کریں۔ یہ ضروری ہے اور اگر ایک دفعہ قادیان میں آجائیں تو بہت بہتر ہے۔...

والسلام۔

غلام احمد از قادیان۔ 20/اکتوبر 1906ء‘‘۔

حضور اقدسؑ کی دعا ’’اللہ تعالیٰ آپ کے لئے بہرحال بہتر کرے گا گوجلدی یا کسی قدر دیر سے‘‘ کی قبولیت کے سامان معجزانہ طور پر اس طرح ہوئے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے عہدمبارک میں آپ کے والد نے گورنمنٹ کو آپ کے آنے کی اجازت کے لئے لکھا اور آپ کو اجازت مل گئی۔ اس کے تھوڑے عرصہ بعد ولی عہد دیوانہ ہوگیا اور آپ کے والدصاحب کی وفات ہوگئی، جس کے بعد آپ کو رئیس مقرر کیا گیا۔

حضرت سردار صاحبؓ کی اہلیہ حضرت سردار بیگم صاحبہؓ نے اپنے گھرانہ کے قبول احمدیت کے حوالہ سے 1934ء میں ایک مضمون شائع کروایا جس میں لکھا کہ ہم حنفی مذہب کے پیرو تھے، میرا خاوند شیعہ مذہب کی طرف راغب ہوگیا جس کا مجھے بہت رنج تھا۔ ہم آپس میں بہت بحث ومباحثہ کرتے، جب کوئی فیصلہ نہ ہوتا تو بڑی عاجزی سے خدا تعالیٰ کے حضور یہی دعا کرتے کہ حضرت امام مہدی کو ہماری زندگی میں ظاہر فرما تا کہ وہ ان تمام جھگڑوں کا فیصلہ کریں۔ یقیناً یہ عاجزانہ دعا منظور ہوگئی کہ ہم اپنے خاندان میں سب سے پہلے احمدیت میں داخل ہوئے۔ خدا تعالیٰ نے میرے خاوند سردار صاحب کو پہلی رہنمائی یہ فرمائی کہ خواب میں کسی وجیہہ شکل بزرگ نے کہا کہ دیکھو امام بخش! ابوبکرؓ وعمرؓ کے ذمہ کوئی سہو وخطا نہیں۔ اس خواب نے اُن پر ایسا اثر کیا کہ شیعہ عقائد سے فوراً دستبردار ہوگئے۔

ایک دن صبح سردار صاحب ہاتھ میں اخبار ’بدر‘ لئے گھر آئے اور مجھے کہا کہ تمہیں آج نئی بات سنائیں۔ اخبار میں حضور کے الہام وحضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا ذکر اور کچھ لوگوں کے اعتراضوں کے جواب تھے۔ ہم نے بڑی حیرانی سے ان باتوں کو پڑھا۔ مَیں نے دریافت کیا کہ یہ اخبار کہاں سے ملی؟ تو انہوں نے فرمایا کہ ڈاک منشی نے دی ہے۔ ایک دفعہ اُسی منشی مذکور نے پھر اسی اخبار کا پرچہ دیا لیکن پُرانے خیالات جو عقیدہ کے رنگ میں دماغ میں آگئے تھے وہ صرف دو پرچوں سے کیسے نکلیں! لیکن دل چاہتا تھا کہ کسی طرح اس معاملہ کی اچھی طرح وضاحت ہو۔ مَیں سردار صاحب سے کہتی کہ کسی سے دریافت کریں تو وہ فرماتے کہ مجھے خود خیال ہے مگر کوئی واقف کار ملے تو پوچھوں!۔

تھوڑا عرصہ گزرا کہ گورداسپور کا ایک میرآب (دریا کے پانی کا محافظ) ملازمت کے باعث یہاں آگیا۔ سردار صاحب نے اُس سے دریافت فرمایا تو اُس نے ہماری تمام اُمیدوں پر پانی پھیر دیا اور کہا کہ یہ محض دکانداری اور دھوکہ بازی ہے۔ پھر کافی عرصہ کے بعد سردار صاحب اپنے کام کی خاطر لاہور گئے اور مہینہ سے زیادہ وہاں رہے، وہاں اُنہوں نے مخالفت مسیح موعودؑ کا وہ شور دیکھا کہ الامان! شاہی مسجد میں تقریر ہو رہی تھی، ٹریکٹ واشتہارات مفت تقسیم کئے جارہے تھے، سردار صاحب کو بھی دیئے گئے جو آپ ہمراہ لے آئے۔

اسی عرصہ میں قریبی بستی بزدار میں احمدیت پہنچ چکی تھی لیکن ہمیں کچھ علم نہ تھا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ یہاں کا باشندہ مولوی ابوالحسن خان دہلی پڑھتا تھا وہاں سے وہ احمدیت لایا اور بستی بزدار میں تین شخص احمدی ہوگئے، دو شخص خواندہ تھے تیسرا ناخواندہ تھا، اسی ناخواندہ کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے ہمیں احمدیت جیسی نعمت عطا کی۔ اللہ تعالیٰ اُسے غریق رحمت کرے۔ پھل خان اس کا نام تھا، جراحی کا کام کرتا تھا اور کوٹ قیصرانی میں بھی آکر لوگوں کا علاج کرتا رہتا تھا۔ ایک دن سردار صاحب اپنی مردانہ بیٹھک میں چند آدمیوں سمیت بیٹھے تھے کہ پھل خان آگیا، کسی شخص نے بتایا کہ پھل خان نے مذہب تبدیل کرلیا ہے۔ اس پر سردار صاحب نے اُس سے پوچھا تو اُس نے حضرت مسیح موعودؑ کا ذکر خیر کیا۔ سردار صاحب نے جو کچھ لاہور میں سُن رکھا تھا، اُس کی بِنا پر پھل خان کو غلطی خوردہ سمجھ کر اُس کو سمجھانے لگے۔ اس پر اُس نے کہا کہ دیکھو سردار صاحب! آپ نے مخالفوں کی تقریریں سنیں، لٹریچر پڑھا، اگر تحقیقِ حق ہے تو ہماری کتابیں بھی پڑھیں، مَیں آپ کو لا کردوں گا۔ سردار صاحب نے وعدہ کیا کہ ضرور پڑھوں گا۔ وہ مرحوم ومغفور انسان تلاش کرکر کے ہمیں کتابیں لاکر دیتا، ایک ختم ہوتی تو اَور تلاش کر کے لاتا۔ جاڑے کا موسم تھا اکثر ہم رات کو پڑھتے تھے، سچ آخر سچ ہی ہے، مخالفین کی باتیں بھی تو ہم نے سُنی اور پڑھی تھیں، اُن کے مقابلہ میں یہ کتب نُور اور نافہ تھیں جو ہمارے دماغوں کو روشن اور معطّر کرنے لگیں، ہمارے مخالف اگر تحقیقِ حق کے خیال سے پڑھیں تو کوئی وجہ ہی نہیں کہ اُن پر حق ظاہر نہ ہو۔

جب ہم پر حق کھلنے لگا اور دن بدن ایمان ترقی کرتا ہوا الیقین کی حد کو پہنچا تو پھر مَیں اس خوشی کی کیا مثال دوں؟ جیسے افلاس کی حالت میں کسی کو مدفون خزانہ مل جائے یا جاں بلب پیاسے کو سرد خوش ذائقہ شربت مل جاوے۔ کیا یہ کوئی معمولی بات ہے جس کے انتظار میں ہمارے باپ دادا گزر گئے، سینکڑوں اولیاء اللہ ترستے رہ گئے، وہ ہمیں یہیں پنجاب میں مل گیا۔ جب ہم کو یقین ہوگیا کہ یہ وہی مسیح اور مہدی ہیں تو پھر 20/اکتوبر 1906ء کو ہم دونوں میاں بیوی نے بذریعہ خط بیعت کرلی۔ سردار صاحب نے خود تو دو تین مہینے بعد قادیان جاکر دستی بیعت کی مگر عاجزہ نے 1907ء میں بال بچوں سمیت بہمراہی سردار صاحب قادیان جاکر زیارت کا شرف حاصل کیا۔

جب ہم حضرت اقدسؑ کے دروازے پر پہنچے تو دربان نے ایک عورت کو بلایا جو گھر کے اندر لے گئی۔ صحن میں تخت پوش پر ایک عابد شکل، مجسم نور اسّی سالہ بزرگ بیٹھا وضو فرمارہا ہے، آگے قلم ودوات اور کاغذات رکھے ہوئے ہیں، دل نے گواہی دی کہ ضرور یہی بزرگ مسیح موعودؑ ہوں گے مگر مَیں نے احتیاطاً اپنی راہبر عورت سے پوچھا کہ یہ کون بزرگ ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہی حضرت صاحب ہیں۔ چونکہ حضرت اماں جانؓ سامنے کے کمرہ میں تشریف فرما تھیں، اس لئے وہ راہبر خاتون ہمیں وہاں لے جارہی تھی لیکن میں پہلے حضرت اقدسؑ کی خدمت میں چلی گئی، السلام علیکم عرض کرکے نیچے پختہ فرش پر بیٹھ گئی۔ حضور نے سلام کا جواب دے کر دریافت فرمایا کہ کہاں سے آئے ہیں؟ ہم نے اپنا وطن بتایا، سردار صاحب کا نام لیا۔ آپؑ بشاش چہرے سے حال دریافت فرماتے اور مسکراتے رہے۔ عصر کا وقت تھا حضور نماز کی تیاری کر رہے تھے، آپؑ مسجد مبارک میں نماز پڑھنے تشریف لے گئے اور ہمیں فرمایا کہ آپ وہاں جا بیٹھیں یعنی جہاں حضرت اماں جان صاحبہ تشریف فرما تھیں۔ ہم ان کی خدمت میں پہنچے۔ السلام علیکم عرض کیا، آپ نے کمال مہربانی اور کشادہ پیشانی سے جواب دیا۔ احوال دریافت فرمایا۔ پیاس کا پوچھا۔ فوراً شربت بنوایا، ہم چار آدمی تھے۔ سیر ہوکر پیا۔ کیا ہی مہمان نوازی ہے۔ ہمارا وہ آقا جو روحانی باپ تھا جس کا کلام ہم جیسے مُردہ لوگوں کے لیے زندگی بخش تھا، واقعی اس کے شایانِ شان یہی ہماری روحانی والدہ حضرت اماں جانؓ تھیں۔ بذات خود چل کر ایک کمرہ دیا، سامان رکھوایا، پُرتکلّف کھانا بھجوایا۔ مَیں نے کھانا کھانے کے بعد شام کو جاکر بیعت کے واسطے عرض کیا تو فرمایا کہ آپ آج ہی آئے ہو، رہو گے تو بیعت بھی ہوجائے گی۔ دو روز کے بعد پھر مَیں نے بیعت کے متعلق عرض کیا تو فرمایا کہ کیا آپ نے میری کوئی کتاب بھی دیکھی ہے؟ مَیں نے عرض کیا کہ ہاں حضور! مَیں نے بہت سی کتب دیکھی ہیں۔ حضورؑ نے نام دریافت فرمائے تو مَیں نے جتنے نام یاد آئے سنا دیئے تو آپؑ نے بہت خوش ہوکر میری بیعت لی اور فرمایا کہ اس وقت جو کتاب تحریر کررہا ہوں اس کا نام ’’چشمۂ معرفت‘‘ رکھوں گا، جب چھپے گی تو آپ کو بھجوادوں گا۔

حضرت سردار بیگم صاحبہؓ کے سفرنامہ میں درج بہت سی دلچسپ روایات میں سے چند ایک پیش ہیں:

❁ ... ایک دن حضرت اماں جانؓ حضرت اقدسؑ کے ہمراہ بغرض تفریح سیر کو باہر تشریف لے گئیں، عاجزہ راقمہ اور دیگر بہت سی مستورات برقعہ پوش بھی ساتھ چل دیں۔ میرا بیٹا سردار امیر محمد خان قریباً چار سال کا ہوگا، یہ حضورؑ کے آگے پیچھے دوڑتا اور کھیلتا جاتا تھا۔ ہمارے ملک میں لڑکوں کو بھی زیور پہناتے تھے چنانچہ یہ بھی زیوروں سے خوب آراستہ تھا، جب حضورؑ واپس دولت خانہ تشریف لائے تو مجھے فرمایا کہ خدا نے آپ کو لڑکا دیا تو کیا آپ کا دل چاہتا ہے کہ یہ زیور پہن کر لڑکی نظر آئے؟ میں یہ ارشاد سن کر فوراً زیور اتارنے لگی تو حضرت اماں جانؓ نے فرمایا: یہ سعادت مَیں حاصل کرتی ہوں۔ پھر بذات خود سب زیور اُتار دیئے۔ تب حضرت اقدسؑ نے بچہ کے پاس آکر تبسم سے فرمایا کہ تم احمدی اب ہوئے ہو۔

اتنا ضرور عرض کروں گی کہ غضِّ بصر کی وجہ سے اب تک حضورؑ کو پتہ نہ لگا تھا ورنہ جب میں حضورؑ کی خدمت میں حاضر ہوتی تو بچہ ہمیشہ ہی میرے ساتھ ہوتا، آج حضورؑ کے آگے پیچھے دوڑتا ہوا نظر آیا تب زیورات کا پتہ لگا۔

❁ ... ایک دن رتھ کی سیر کو تشریف لے گئے۔ حضرت اقدسؑ وحضرت اماں جانؓ اور چھوٹی صاحبزادی امۃ الحفیظ بیگمؓ دروازہ سے ہی سوار ہوئے، باقی مستورات پیچھے جارہی تھیں کہ تھوڑی دُور جاکر حضورؑ اُتر پڑے اور میرے واسطے فرمایا کہ وہ سوار ہوں۔ مَیں یہ سمجھ کر کہ حضورؑ کی بڑی صاحبزادی اور بڑی بہو پیدل ہوں اور میں سوار! یہ عذر کر دیا کہ مَیں بخوشی پیدل چلتی ہوں۔ حضورؑ نے میری بات سن کر فرمایا کہ نہیں آپ سوار ہوجاویں۔ دوبارہ عرض کیا کہ ابھی تھکی نہیں۔ تب حضور نے فرمایا کہ حکم کا مان لینا سعادت ہے۔ تب میں فوراً سوار ہوگئی۔ حضورؑ واپس تشریف لے گئے، تھوڑی دُور جاکر حضرت اماں جانؓ اُتر گئیں اور حضورؑ کی صاحبزادی اور بہو صاحبہ سوار ہوئیں۔

❁ ... ایک دن حضورؑ کا وضو ایک خادمہ کرا رہی تھی، جو پانی نیچے گر رہا تھا مَیں نے ایک چُلّو اس سے لے کر سردار امیر محمد خان کی آنکھوں پر لگایا کیونکہ پسرم کی آنکھیں ہمیشہ خراب رہا کرتی تھیں، بہت سے علاج کیے حتیٰ کہ جونکیں لگوائیں مگر پوری شفایاب کبھی نہ ہوتی تھیں۔ خدا کے فضل سے اُسی دن سے خدا نے شفا بخشی، پھر کبھی خراب نہ ہوئیں۔ پھر مَیں نے جاکر لوٹا لینا چاہا کہ مَیں وضو کراؤں، وہ انکار کرنے لگی۔ حضورؑ نے فرمایا: دے دو، ہر ایک کے واسطے سعادت ہے۔ تب اُس نے دیدیا۔

❁ ... ہم کو دارالامان آئے ہفتہ ہوا تب سردار صاحب نے مجھے فرمایا کہ حضرت اقدس مہمانوں کو جلد رخصت نہیں دیا کرتے، آج ضرور رخصت کے واسطے عرض کر دینا، آخر حضور فرمائیں گے کہ کچھ دن اور ٹھہرو تو دو چار دن اور رہ پڑیں گے۔ چنانچہ رخصت لینے مَیں حضور کی خدمت میں حاضر ہوئی، حضور اپنی تالیفات کے کام میں مصروف تھے، مَیں نے جاکر سلام عرض کرنے کے بعد رخصت کا نام لیا اور نیز دعا کے واسطے بھی عرض کی۔ تب فرمایا کہ ایسی جلدی کیوں؟ کیا گھر کے واسطے اداس ہوگئے ہو؟ یا کھانا، مکان کے متعلق کوئی تکلیف ہوتی ہے؟ اگر تکلیف ہو تو میں

باقی صفحہ نمبر35پر ملاحظہ فرمائیں

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 15/اگست 2012ء میں مکرم مبارک احمد ظفر صاحب کی ایک نظم شامل اشاعت ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں:

جس راہ گزر سے ہو گزر آپ کا سائیں
وہ باعث برکت ہو سفر آپ کا سائیں
ہر قوم کو ہے آپ سے قائد کی ضرورت
ہر ملک ہؤا دستِ نگر آپ کا سائیں
اے کاش کہ گرویدہ بنے فضلِ خدا سے
ہر ملک کا ہر بندہ بشر، آپ کا سائیں
دنیا میں کوئی جائے اماں ہے تو فقط ایک
ہے فیض رساں ایک ہی دَر آپ کا سائیں
یہ طالبِ دیدار سرِ راہ رہے گا!
ہر روز مرا دیدۂ تر آپ کا سائیں

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

August 03, 2018 – August 16, 2018

Please note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 3875 6040

Friday August 03, 2018

- 00:00 World News
- 00:20 Tilawat, Dars-e-Malfoozat & Yassarnal Qur'an
- 01:25 Huzoor's Tour Of India 2008
- 02:25 In His Own Words
- 03:00 Spanish Service
- 03:30 Ashab-e-Ahmad
- 04:05 Tarjamatul Qur'an Class
- 05:15 Importance Of Higher Education
- 05:35 History Of Jalsa Salana
- 06:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & Yassarnal Qur'an
- 07:00 Islamic Jurisprudence
- 07:35 Visit Of Hazrat Musleh Ma'ood To The UK
- 08:00 Pakistan National Assembly 1974
- 09:00 Jalsa Salana UK Inauguration 2018
- 11:00 Live Proceedings Of Jalsa Salana UK 2018
- 12:00 Live Friday Sermon
- 13:00 Live Proceedings Of Jalsa Salana UK 2018
- 19:25 Repeat Proceedings Of Jalsa Salana UK 2018 [R]
- 20:25 Friday Sermon [R]
- 21:25 Repeat Proceedings Of Jalsa Salana UK 2018 [R]

Saturday August 04, 2018

- 01:25 Repeat Proceedings Of Jalsa Salana UK 2018
- 03:35 History Of Langar Khana
- 04:00 Friday Sermon [R]
- 05:15 Tours Of Hazrat Musleh Ma'ood (ra)
- 05:45 The Significance Of Flags
- 06:00 Tilawat & Al-Tarteel
- 06:45 Friday Sermon: Recorded on August 3, 2018.
- 08:00 Live Proceedings Of Jalsa Salana UK 2018
- 19:00 Repeat Proceedings Of Jalsa Salana UK 2018

Sunday August 05, 2018

- 00:30 Repeat Proceedings Of Jalsa Salana UK 2018
- 06:00 Tilawat & Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
- 06:30 Yassarnal Qur'an
- 07:00 Rah-e-Huda: Recorded on July 28, 2018.
- 08:35 The True Spirit Of Jalsa
- 08:45 Masjid Mubarak Rabwah
- 09:00 Live Proceedings Of Jalsa Salana UK 2018
- 20:00 Repeat Proceedings Of Jalsa Salana UK 2018 [R]

Monday August 06, 2018

- 00:30 Repeat Proceedings Of Jalsa Salana UK 2018
- 06:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & Al-Tarteel
- 07:00 Repeat Proceedings Of Day 1 Of Jalsa Salana UK
- 12:00 Friday Sermon: Recorded on August 03, 2018.
- 13:00 Repeat Proceedings Of Day 1 Of Jalsa Salana UK
- 15:05 History Of Jalsa Salana
- 15:45 In His Own Words
- 16:25 Memories Of Jalsa Salana Rabwah
- 17:05 Technology And Jalsa Salana
- 17:30 Al-Tarteel
- 18:00 World News
- 18:15 Repeat Proceedings Of Day 1 Of Jalsa Salana UK [R]
- 23:15 Friday Sermon [R]

Tuesday August 07, 2018

- 00:15 Repeat Proceedings Of Day 1 Of Jalsa Salana UK
- 02:20 In His Own Words
- 02:55 History Of Jalsa Salana
- 03:30 Repeat Proceedings Of Day 1 Of Jalsa Salana UK
- 06:00 Tilawat, Dars-e-Malfoozat & Yassarnal Qur'an
- 07:00 Repeat Proceedings Of Day 2 Of Jalsa Salana UK
- 18:00 World News
- 18:20 Repeat Proceedings Of Day 2 Of Jalsa Salana UK [R]

Wednesday August 08, 2018

- 01:20 Repeat Proceedings Of Day 2 Of Jalsa Salana UK
- 05:25 In His Own Words
- 06:00 Tilawat & Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
- 06:30 Al-Tarteel
- 07:00 Repeat Proceedings Of Day 3 Of Jalsa Salana UK
- 18:05 World News
- 18:20 Repeat Proceedings Of Day 3 Of Jalsa Salana UK [R]

Thursday August 09, 2018

- 00:20 Repeat Proceedings Of Day 3 Of Jalsa Salana UK
- 05:25 In His Own Words
- 06:00 Tilawat, Dars-e-Malfoozat & Yassarnal Qur'an
- 06:55 Tarjamatul Qur'an Class
- 08:05 Islamic Jurisprudence
- 08:40 History Of MTA In Mauritius
- 09:00 Huzoor's Tour Of India 2008
- 09:55 In His Own Words
- 10:30 Qur'an Sab Se Acha
- 11:00 Japanese Service
- 11:20 Pushto Muzakrah
- 12:00 Tilawat, Dars-e-Malfoozat & Yassarnal Qur'an [R]
- 13:00 Friday Sermon: Recorded on August 3, 2018.
- 14:10 Islamic Jurisprudence [R]
- 14:45 In His Own Words [R]
- 15:25 Persian Service
- 15:55 Friday Sermon [R]
- 17:00 Marhum-e-Isa
- 17:35 Yassarnal Qur'an [R]
- 18:00 World News
- 18:15 Tilawat
- 18:25 Qur'an Sab Se Acha [R]
- 19:00 Open Forum
- 19:30 Ashab-e-Ahmad
- 20:05 Friday Sermon [R]
- 21:05 In His Own Words
- 21:40 Marhum-e-Isa [R]
- 22:20 Tarjamatul Qur'an Class [R]
- 23:25 Discover Alaska

Friday August 10, 2018

- 00:00 World News
- 00:20 Tilawat, Dars-e-Malfoozat & Yassarnal Qur'an
- 01:25 Huzoor's Tour Of India 2008
- 02:20 In His Own Words
- 02:55 Spanish Service
- 03:15 Ashab-e-Ahmad
- 03:55 Tarjamatul Qur'an Class
- 05:05 Qur'an Sab Se Acha
- 05:35 Marhum-e-Isa
- 06:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & Yassarnal Qur'an
- 06:55 Repeat Proceedings Of Day 1 Of Jalsa Salana UK
- 07:55 Friday Sermon: Recorded on August 03, 2018.
- 08:55 Repeat Proceedings Of Day 1 Of Jalsa Salana UK
- 11:30 Live Proceedings From Baitul Futuh Mosque
- 12:00 Live Friday Sermon
- 13:00 Live Proceedings From Baitul Futuh Mosque
- 13:30 In His Own Words
- 14:00 Repeat Proceedings Of Day 1 Of Jalsa Salana UK
- 15:35 Memories Of Jalsa Salana Rabwah
- 16:05 Technology And Jalsa Salana
- 16:30 Friday Sermon [R]
- 17:45 History Of Langar Khana
- 18:00 World News
- 18:15 Tilawat
- 18:30 Islamic Jurisprudence
- 19:00 In His Own Words [R]
- 19:25 Repeat Proceedings Of Day 1 Of Jalsa Salana UK
- 21:30 Friday Sermon: Recorded on August 03, 2018.
- 22:45 History Of Jalsa Salana
- 23:25 Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il

Saturday August 11, 2018

- 00:00 World News
- 00:15 Technology And Jalsa Salana
- 00:35 Tilawat
- 00:45 Repeat Proceedings Of Day 1 Of Jalsa Salana UK
- 03:25 Memories Of Jalsa Salana Rabwah
- 04:00 Friday Sermon
- 05:15 Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il
- 05:50 Rishta Nata Ke Masail
- 06:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & Al-Tarteel
- 07:10 Repeat Proceedings Of Day 2 Of Jalsa Salana UK
- 18:15 Live Rah-e-Huda
- 19:50 World News
- 20:10 Tilawat
- 20:30 Repeat Proceedings Of Day 2 Of Jalsa Salana UK [R]]

Sunday August 12, 2018

- 01:00 Repeat Proceedings Of Day 2 Of Jalsa Salana UK
- 06:00 Tilawat & Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
- 06:30 Yassarnal Qur'an
- 07:00 Rah-e-Huda: Recorded on August 11, 2018.
- 08:35 The True Spirit Of Jalsa
- 08:45 Masjid Mubarak Rabwah
- 09:00 Repeat Proceedings Of Day 3 Of Jalsa Salana UK

Monday August 13, 2018

- 00:30 Repeat Proceedings Of Day 3 Of Jalsa Salana UK
- 06:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & Al-Tarteel
- 07:00 Rencontre Avec Les Francophones
- 08:05 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood (as)
- 08:25 Jalsa Salana Speeches
- 09:00 Huzoor's Reception In Glasgow
- 09:50 In His Own Words
- 10:20 Swahili Service
- 10:55 Friday Sermon: Recorded on March 2, 2018.
- 12:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & Al-Tarteel [R]
- 13:00 Friday Sermon
- 14:00 Bangla Shomprochar
- 15:05 Huzoor's Reception In Glasgow [R]
- 15:55 In His Own Words [R]
- 16:30 International Jama'at News
- 17:30 Al-Tarteel [R]
- 18:00 World News
- 18:15 Tilawat
- 18:30 Swedish Service
- 19:05 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood (as) [R]
- 20:00 Huzoor's Reception In Glasgow [R]
- 20:05 In His Own Words [R]
- 21:20 Pakistan National Assembly 1974
- 22:15 Aao Urdu Seekhain
- 22:30 Rencontre Avec Les Francophones [R]
- 23:35 Seerat Hazrat Masih Ma'ood (as) [R]

Tuesday August 14, 2018

- 00:00 World News
- 00:20 Tilawat, Dars-e-Hadith & Al-Tarteel
- 01:30 Huzoor's Reception In Glasgow
- 02:25 In His Own Words
- 03:00 International Jama'at News
- 03:50 The Life Of Hazrat Khalifatul-Masih I (ra)
- 04:00 Rencontre Avec Les Francophones
- 05:15 Aao Urdu Seekhain
- 06:00 Tilawat, Dars-e-Malfoozat & Yassarnal Qur'an
- 06:55 Liqa Ma'al Arab
- 08:30 Attractions Of Australia
- 09:00 Huzoor's Mulaqat With Students
- 10:15 In His Own Words
- 11:05 Indonesian Service
- 12:05 Tilawat, Dars-e-Malfoozat & Yassarnal Qur'an [R]
- 13:00 Friday Sermon: Recorded on August 10, 2018.
- 14:00 Bangla Shomprochar
- 15:05 Huzoor's Mulaqat With Students [R]
- 16:20 In His Own Words & Islamic Jurisprudence
- 17:25 Yassarnal Qur'an [R]
- 18:00 World News
- 18:15 Tilawat
- 18:30 Rah-e-Huda
- 20:00 Huzoor's Mulaqat With Students [R]
- 21:15 In His Own Words [R]
- 21:45 Maidane Amal Ki Kahani
- 22:20 Liqa Ma'al Arab [R]
- 23:45 Attractions Of Australia

Wednesday August 15, 2018

- 00:15 World News
- 00:35 Tilawat, Dars-e-Malfoozat & Yassarnal Qur'an
- 01:30 Huzoor's Mulaqat With Students
- 02:50 Islamic Jurisprudence
- 03:30 Liqa Ma'al Arab
- 04:55 Servants Of Allah
- 06:00 Tilawat & Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
- 06:30 Al-Tarteel
- 07:00 Question And Answer Session
- 09:00 Jamia Convocation Shahid 2015
- 10:25 Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il
- 11:00 Indonesian Service
- 12:00 Tilawat & Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein [R]
- 12:30 Al-Tarteel [R]
- 13:00 Friday Sermon: Recorded on August 10, 2018.
- 14:00 Bangla Shomprochar
- 15:05 Jamia Convocation Shahid 2015 [R]
- 17:20 Al-Tarteel [R]
- 18:00 World News
- 18:20 Tilawat
- 18:35 French Service
- 19:25 Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il [R]
- 20:00 Jamia Convocation Shahid 2015 [R]
- 21:30 In His Own Words [R]
- 22:30 Question And Answer Session [R]

Thursday August 16, 2018

- 00:00 World News
- 00:20 Tilawat & Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
- 00:55 Al-Tarteel
- 01:30 Jamia Convocation Shahid 2015
- 03:00 The Rightly Guided Khilafat
- 04:00 Question And Answer Session
- 06:00 Tilawat, Dars-e-Malfoozat & Yassarnal Qur'an
- 06:45 Tarjamatul Qur'an Class
- 08:10 Islamic Jurisprudence
- 08:45 Life Of The Holy Prophet Muhammad (saw)
- 09:10 Peace Conference 2009
- 09:55 In His Own Words
- 10:30 Qur'an Sab Se Acha
- 11:00 Japanese Service
- 11:15 Pushto Muzakarah
- 12:00 Tilawat, Dars-e-Malfoozat & Yassarnal Qur'an [R]
- 13:00 Friday Sermon: Recorded on August 10, 2018.
- 14:40 Life Of The Holy Prophet Muhammad (saw) [R]
- 16:00 Friday Sermon [R]
- 17:35 Yassarnal Qur'an [R]
- 18:00 World News
- 18:15 Tilawat
- 20:05 Friday Sermon [R]
- 21:05 In His Own Words
- 21:40 Life Of The Holy Prophet Muhammad (saw) [R]
- 22:30 Tarjamatul Qur'an Class [R]

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London
TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)
ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:info@alfazlintl.org
Vol 25 Friday 03 August & 10 August 2018 Issue No. 31-32

جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا کی دوسری سالانہ تقریب تقسیم اسناد شاہد (2018ء)

اس سال دس مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والے تیرہ مبلغین فارغ التحصیل ہوئے

تقریب میں 800 مہمانان، سیاسی شخصیات اور سرکاری عمائدین نے شرکت کی۔ ملکی اخبارات میں تقریب کی کوریج

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اس موقع پر خصوصی پیغام

رپورٹ: فرید احمد نوید۔ پرنسپل جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا

محض اللہ تعالیٰ کے خاص فضل اور احسان سے جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا کی دوسری تقریب تقسیم انعامات درجہ شاہد (Convocation) 24 جون 2018ء کو صبح ساڑھے دس بجے جامعہ میں منعقد ہوئی۔ گزشتہ سال 2017ء میں 11 ممالک کے 26 شاہدین فارغ التحصیل ہو کر میدان عمل میں گئے تھے جبکہ امسال 10 ممالک کے مزید 13 مبلغین فارغ التحصیل ہو کر میدان عمل میں جا رہے ہیں۔ اس طرح جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا سے پاس ہونے والے طلباء کی کل تعداد 39 ہو چکی ہے۔ فالحمدللہ علیٰ ذلک۔

یہ شاندار تقریب جامعہ احمدیہ کے اسمبلی گراؤنڈ میں منعقد ہوئی۔ جسے خوبصورت جھولداریاں لگا کر اور دلکش بلند سٹیج بنا کر تیار کیا گیا تھا۔ تقریب کے چیئرمین مکرم و محترم مولانا نور محمد بن صالح صاحب، امیر و مشنری انچارج جماعت احمدیہ گھانا تھے۔ جبکہ مہمان خصوصی مکرم و محترم جناب Paul Essien صاحب ڈپٹی منسٹر چیف ٹینسی اور مذہبی امور گھانا تھے۔ جبکہ مہمان مقرر جناب Ekow Kwansah Hayford ممبر آف پارلیمنٹ فانٹی مان تھے۔

صبح 10:30 بجے اس بابرکت تقریب کا آغاز ہوا۔ تلاوت اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی نظم ''تیرے بندے اے خدا سچ ہے کہ کچھ ایسے بھی ہیں'' کے بعد محترم امیر صاحب گھانا نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خصوصی پیغام پڑھ کر سنایا اور آنے والے معزز مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔ اس تقریب کا سب سے ایمان افروز پہلو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خصوصی پیغام تھا جو پڑھ کر سنایا گیا اور طبع کروا کر حاضرین کو بھی پیش کیا گیا۔

پیغام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

میرے عزیز شاہدین طلبا جامعہ احمدیہ گھانا 2018

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امسال جامعہ احمدیہ گھانا سے درجہ شاہد کی دوسری کلاس اپنا کورس مکمل کرنے کے بعد عملی میدان میں قدم رکھنے جا رہی ہے۔ آپ سب نے خود کو اللہ کی راہ میں وقف کیا ہوا ہے اور جامعہ میں دینی تعلیم حاصل کرنے آئے ہیں۔ اب آپ اس خوش قسمت گروہ میں شامل ہو گئے ہیں جنہوں نے یہ عہد کیا ہے کہ دینی تعلیم کے حصول اور اس میں مہارت حاصل کرنے کے بعد وہ حضرت مسیح موعودؑ کے مشن کو مکمل کرنے اور اسلام احمدیت کا حقیقی پیغام پہنچانے کے لئے اپنی زندگیاں خدا کی راہ میں پیش کریں گے۔ اسی مقصد کو پورا کرنے کے لئے آپ نے سات سال تعلیم حاصل کرتے ہوئے گزارے ہیں۔ آپ کے کورس کا یہ وقت دراصل ایک بنیاد ہے تا کہ آپ اپنی توجہ مزید علم حاصل کرنے پر مرکوز کر سکیں۔ اب جب کہ آپ جامعہ سے پاس ہو چکے ہیں اور میدان عمل میں قدم رکھنے جا رہے ہیں تو آپ کو اپنی عبادات کے معیار بہت بلند کرنے چاہئیں اور قرآن کریم کی تلاوت گہرے غور و فکر اور تدبّر سے کرنی چاہئے، آپ کو باقاعدگی سے جماعتی لٹریچر کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کی کتب اور تفاسیر کا مطالعہ بھی جاری رکھنا ہے تا کہ آپ کے علم اور معرفت میں ترقی ہوتی رہے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ: ہماری جماعت کو علمِ دین میں تفقّہ پیدا کرنا چاہئے... وہ آیاتِ قرآنی و احادیث نبوی اور ہمارے کلام میں تدبر کریں، قرآنی معارف و حقائق سے آگاہ ہوں۔ اگر کوئی مخالف ان پر اعتراض کرے تو اسے کافی جواب دے سکیں۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 211، 212)

اپنا علم بڑھانے کے لئے خلفاء کی کتب اور تفاسیر کا بھی مطالعہ کریں۔ عیسائیت اس وقت آپ کے ملک میں ایک بہت بڑی طاقت کے طور پر موجود ہے اور حضرت عیسیٰؑ کے مقام و مرتبہ کا بہت غلط تصور پیش کیا جا رہا ہے۔ اب آپ لوگ ہی ہیں جنہوں نے یہ حقیقت آشکار کرنی ہے اور لوگوں تک اسلام احمدیت کا پیغام پہنچانا ہے تا کہ انسانیت خدا کا قرب اور روحانی زندگی حاصل کر سکے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ: ہمارے اختیار میں ہو تو ہم فقیروں کی طرح گھر بہ گھر پھر کر خدا تعالیٰ کے سچے دین کی اشاعت کریں اور اس ہلاک کرنے والے شرک اور کفر سے جو دنیا میں پھیلا ہوا ہے۔ لوگوں کو بچا لیں۔ اگر خدا تعالیٰ ہمیں انگریزی زبان سکھا دے تو ہم خود پھر کر اور دورہ کر کے تبلیغ کریں اور اسی تبلیغ میں زندگی ختم کر دیں خواہ مارے ہی جاویں۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 219)

اسی طرح دوسرے کانووکیشنز کے موقع پر جو ہدایات میں نے دی ہیں ان کی طرف بھی ہمیشہ توجہ دیتے رہیں وہ آپ کے لئے ایک مستقل لائحہ عمل ہیں۔ آپ کے جامعہ کے گزشتہ کانووکیشن کے موقع پر جو پیغام میں نے بھجوایا تھا اسے بھی ہمیشہ یاد رکھیں اور میری تمام ہدایات پر عمل کرنے کی کوشش کریں اور انہیں اپنی عملی زندگی کا

باقی صفحہ نمبر 35 پر ملاحظہ فرمائیں